امام احمد رضا کے
سائنسی مباحث
کا تجزیاتی جائزہ

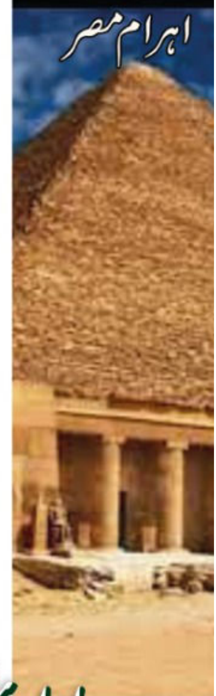
مقالہ برائے ایم فل

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)











مقالہ نگار
محمد ذیشان قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

مقالہ برائے ایم فل علومِ اسلامیہ، اوکاڑہ یونیورسٹی، اوکاڑہ

امام احمد رضا کے

سائنسی مباحث

کا تجزیاتی جائزہ

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)

مقالہ نگار

محمد ذیشان قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

نام .... سائنسی مباحث
تحقیق............................. محمد ذیشان قادری
نظرثانی .... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
سنہ اشاعت............................. ۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۴ء
اشاعت .... اول
طباعت .... ہزار
حروف ساز .... شیخ وامق انصاری، کراچی
(+92-300-2393848)
ناشر .... ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
ہدیہ .... 000/- روپیہ

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون: 021-32725150، واٹس ایپ: 92-303-9205511+
imamahmadraza@gmail.com

خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ
C-50/1، بلاک A-1، گلستانِ جوہر، کراچی۔ رابطہ: 0322-2175095

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

انتساب

۞

میرے پیارے والدین

معزز اساتذہ

اور کارپردازانِ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

کے نام

احقر

محمد ذیشان قادری

امام احمد رضا کی تصانیف میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی مطالعہ

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)

مقالہ برائے ایم فل علومِ اسلامیہ

سیشن:2020-2022

مقالہ نگار

محمد ذیشان قادری

رولنمبر:1024

مقالہ نگران

ڈاکٹر انوار اللہ طبّی

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علومِ اسلامیہ

یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

UNIVERSITY OF OKARA

A Public Sector University Established under Government of the Punjab Act XIII of 2016

Department of Islamic Studies

http://uo.edu.pk/department-of-islamic-studies

Ref No: UO/ISL/2021 Dated: 10-11-2021

TO WHOM IT MAY CONCERN

Mr.Muhammad Zeeshan QadriRoll No. F20-MPhiISM-1024 Session 2020-2022.has completed his Thesis of M.Phil Islamic Studies entitled:

"امام احمد رضا کی تصانیف میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی مطالعہ"

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)

He is allowed to submit the thesis.

Dr.Anwarullah Tayybi(Supervisor)

Lachturer,

Department of Islamic Studies

University of Okara, Okara

2-KM Multan Road Renala Khurd By Pass, Okara-Pakistan

Ph: 044-2636060, **Fax:** 044-2552399, **Email:** registrar@uo.edu.pk

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اظہارِ تشکر

سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں جس کے نام کی برکت سے مجھے علم حاصل کرنے ااوراس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا حوصلہ ملا۔ میرے الفاظ اگر چہ اس ذات کی شکر گزاری کے احساس کو بیان نہیں کر سکتے ،لیکن حقیقت یہی ہے کہ اُس ذات کے فضل وکرم کے بغیر یہ کام ممکن نہ ہوتا۔ درود وسلام پیش کرتا ہوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس پر، جو بحیثیت مجموعی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

میں اپنے اساتذہ کرام بالخصوص ڈاکٹر انوار اللہ طیبی صاحب جو میرے مقالہ نگران بھی ہیں، کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس علمی کام میں میری رہنمائی کی اور مفید مشورے بھی دیے۔ مزید علمی کام میں مسلسل رہنمائی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی نے کی بالخصوص میرے نہایت مشفق صاحبِ علم وقلم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب اور سیّد محمد خالد شاہ صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مفید مشورے دیے اور میرے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں معاونت کی۔ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب کی شفقتوں کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا کہ موصوف نے نہ صرف تدوین مقالہ کے وقت قدم قدم پر مفید مشوروں اور متعلقہ علمی

مواد سے نوازا بلکہ اب بوقتِ اشاعت پورے مقالہ پر نظر ثانی فرما کر بعض علمی و تاریخی اصلاحات کیں اور موضوع سے متعلق مزید اہم اضافات سے مقالے کی زینت میں اضافے کا سامان فرمایا۔

والدین کی ممنونیت کے اعتراف کے اظہار کے لیے میرے علمی خزینہ میں موجود الفاظ اس احساس کو بیان کرنے سے قاصر ہیں جن کی دعاؤں کی بدولت مجھے کامیابی ملی۔اللہ کریم اُن کا سایہ قائم ودائم رکھے۔

اس مقالہ کی تحریر وتسوید اور ترتیب وتدوین کے ہر مرحلہ پر جس شخصیت نے میرا حوصلہ بلند کیا' میں اس شخصیت کی عنایات اور شفقتیں شاید ساری زندگی نہ بھلا سکوں، میری مراد میرے نگران تحقیق محترم ڈاکٹر انوار اللہ کی شخصیت ہے' تحقیق کے ان کٹھن مراحل میں ہر لمحہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ان کی رہنمائی کی بدولت آج یہ تحقیقی کام مکمل ہوا۔اس شفقت ،حوصلہ افزائی اور رہنمائی پر میں ان کا سپاس گزار اور ان سب حضرات کے لیے ہمیشہ اللہ کے حضور دعا گو ہوں۔

احقر

محمد ذیشان قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی طِبِّ الۡقُلُوۡبِ وَدَوَاۗئِهَا

دل کی آواز

از: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
معاون مدیر ماہ نامہ معارفِ رَضا کراچی
معتمد دفتر، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

ممتاز ماہر تعلیم، مصنف و محقق، مشفقِ من پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایتہ کی کتاب "مجموعہ درودِ رضویہ" پر ۱۹ جولائی ۲۰۲۲ء کو علامہ ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہء علوم اسلامی، جامعہ کراچی / رکن اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان) نے اپنے نجی ادارے سٹی آف نالج اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کراچی میں ایک تعارفی تقریب بنام "کتاب اور صاحبِ کتاب" منعقد کی تھی، جس کی صدارت رہبر فاؤنڈیشن کے صدر علامہ عبدالجبار نقشبندی نے فرمائی جب کہ کتاب پر تبصرہ کرنے والوں میں علامہ ڈاکٹر مہربان باروی (وزیٹنگ فیکلٹی ممبر، شیخ زید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی) اور علامہ محمد طارق آزاد (رکن مجلس ادارت، اردو لغت بورڈ کراچی) شامل تھے......اس موقع پر علامہ محمد طارق آزاد نے جو دلنشیں تاثراتی خطاب فرمایا تھا

فقیر نے اہلِ محبت کے لیے اس کا خلاصہ بنام "تحقیق برائے سعادت" مرتب کر دیا تھا جسے کراچی سے خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ نے ۲۰۲۳ء میں رسالے کی صورت شائع کیا تھا......اس خطاب کے آخر میں علامہ موصوف نے اپنی ایک خواہش کا یوں اظہار بھی فرمایا تھا کہ:

"آخر میں اربابِ حل وعقد کے سامنے اپنی ایک تجویز بصورت خواہش رکھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے جو پچھلے ۴۰ برسوں میں امام احمد رضا کے حوالے سے درجنوں زاویوں سے تحقیق کی ہے اور جس کے نتیجے میں ۲۰۰ سے زیادہ تحقیقی مقالے شائع ہو چکے ہیں اور ۵۰ سے زیادہ کتب تصنیف کی جا چکی ہیں اور بالخصوص اس تحقیقی کتاب "مجموعہ درودِ رضویہ" کی روشنی میں اگر ڈاکٹر صاحب کے اس تمام تحقیقی کام کو کسی جامعہ میں پیش کر کے اول Doctor of Literature کی ڈگری کے لیے استدعا کی جائے اور کوئی بھی جامعہ ڈاکٹر صاحب کے ایک شخصیت پر اتنا زیادہ تحقیقی لٹریچر کی بنیاد پر ان کو Profeesor of Emiratus کے منصب پر فائز کرے تو یہ ان کے کام کے ساتھ انصاف ہوگا اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب ان دونوں پوزیشن کے لیے اہل ہیں۔ یاد رہے کہ ان دونوں منصب کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی اور جامعہ کی بھی کوئی قید نہیں ہوتی، کوئی بھی جامعہ اس تحقیقی لٹریچر کی بنیاد پر جو سب کا سب Publish بھی ہو چکا ہے، اس پر اہلِ علم اور محققین

سے رائے لے کر اس منصب اور اس سند کی منظوری لی جا سکتی ہے۔

یہ اب ہماری ذمہ داری ہے۔۔۔"۔

وہ جو علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اَثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

وہ یہاں بھی صادق آیا...... چونکہ بات دل سے نکلی تھی، اس لیے تمام جامعات میں سنی گئی...... پھر دیکھتے ہی دیکھتے فاضل مقالہ نگار عزیزم محمد ذیشان قادری (مقیم ساہیوال، پاکستان) کا درج ذیل عنوان پر ایم۔فل کے لیے رجسٹریشن ہو گیا:

امام احمد رضا کی تصانیف میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی جائزہ

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)

اور پھر موصوف نے ڈاکٹر انوار الحق طیّبی (صدر شعبہ علوم اسلامیہ، اوکاڑہ یونی ورسٹی، اوکاڑہ) کے زیر نگرانی یہ پیش نظر مقالہ لکھ کر اسی یونی ورسٹی سے ۲۰۲۳ء میں ایم۔فل کی سند حاصل کر لی...... چونکہ بات دل سے نکلی تھی، اسی پر کیسے ختم ہو جاتی!...... چنانچہ مزید ایک اور فاضل بہار یونی ورسٹی، بہار (انڈیا) سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی علمی و ادبی خدمات پر مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی کے لیے پر تول رہے ہیں۔ ؎

ہیں مجید اللہ اِک مردِ ذی احترام
اِن کو حاصل جہاں میں ہے اَرفع مقام
صاحبِ علم و دانش ہیں یہ خوش لقا
اِن کا سرمایہ ہے عشق خیر الانام ﷺ
(فیضؔ آلامین)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری دنیا بھر کے دینی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، موصوف ڈین آف سائنس، صدر شعبہء ارضیات و شعبہ پیٹرولیم ٹیکنالوجی اور سیکریٹری Affliation Comittee جامعہ کراچی جیسے مناصب پر فائز رہ چکے ہیں ...... ان دنوں آپ رضویات پر بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی کے صدر ہیں ...... آپ کو امام احمد رضا پر پاکستان میں سب سے پہلے پی ایچ۔ ڈی کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے، آپ نے ١٩٩٣ء میں ماہر رضویات اُستاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ کے زیر نگرانی امام احمد رضا کے ترجمہء قرآن کنزالایمان پر مقالہء پی ایچ ڈی لکھا جو ١٩٩٩ء میں "ترجمہء قرآن کنزالایمان اور دیگر معروف اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ" کے عنوان سے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا ...... فروغِ تعلیماتِ رضا کے لیے آپ ٦٠ سے زائد کتب اور ٢٠٠ سے زیادہ مقالات تحریر کر چکے ہیں جو معارفِ رضا (سالانہ/ ماہانہ) اور دیگر عالمی جرائد و اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں ...... ڈاکٹر صاحب اپنی ہر تحریر میں تعلیماتِ رضا کو ہمیشہ مقدم و پیش نظر رکھتے ہیں اور یہی وصفِ خاص آپ کو دوسروں میں ممتاز کرتا ہے ...... آپ کے اس وصف پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ فیصل عزیز بندگی فرماتے ہیں کہ:

"ڈاکٹر صاحب یونی ورسٹی میں ماہر ارضیات ہوتے ہیں اور یونی ورسٹی سے باہر ماہر رضویات"۔

آپ کے مقالات دینی و دنیاوی علوم کا امتزاج ہونے کے سبب اہل علم میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور احباب آپ کے مقالات و مضامین کی تفصیلات

کی جستجو میں رہتے ہیں......فقیر نے حال ہی میں آپ کے تصنیفی کام کی تفصیلات پر مشتمل ایک کتاب "آثارِ علمیہ' ڈاکٹر مجید اللہ قادری" کے نام سے مرتب کی ہے جسے کراچی کے اشاعتی ادارے "المختار پبلی کیشنز' کراچی" نے شائع کر دیا ہے۔

فاضل مقالہ نگار مولانا محمد ذیشان قادری ابن محمد اسلم قادری بن خوشی محمد بن حاجی جیون بن محمد بوٹا بن محمد اسماعیل کا تعلق ضلع ساہیوال (پاکستان) کے نواحی گاؤں میر داد معافی کے ایک دیندار سنی کاشتکار گھرانے سے ہے، جہاں ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ/ ۱۶ جنوری ۱۹۹۸ء کو پیدا ہوئے......آپ کے دادا حاجی جیون کے ساتھ ان کے والد خوشی محمد فیروز پور (انڈیا) سے ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ حاجی جیون اور خوشی محمد نے پاکستان آ کر اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ مل کر ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو آج بھی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ فریدیہ کے نام سے یہاں موجود ہے، پہلے اس کی انتظامی خدمت حاجی جیون نے کی، ان کے بعد خوشی محمد نے پھر ان کے بعد محمد اسلم قادری اپنے آبائی پیشے کے ساتھ ساتھ یہ سعادت پا رہے ہیں......مولانا محمد ذیشان قادری نے ابتدائی تعلیم ساہیوال کے این۔اے ماڈل ہائی اسکول سے حاصل کی، ساتھ ہی قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم اپنے گاؤں میں حافظ شبیر احمد فریدی سے حاصل کی......موصوف خاندان میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے عالم دین کورس میں مستقل طور پر داخلہ لیا' خود بتاتے ہیں کہ والد محترم نے پیدائش سے پہلے نیت کی تھی کہ اگر میرے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو اس کو عالم دین بناؤں گا۔اسی پر عمل کرتے ہوئے درسِ نظامی کے لیے جامعۃ المدینہ ساہیوال میں داخلہ لیا، دو سال بعد جامعۃ المدینہ ملتان چلے گئے جہاں سے درسِ نظامی کی تکمیل کی، پھر جامعۃ المدینہ اوکاڑہ سے دورہ

حدیث کر کے ۲۰۲۰ء میں سند فراغت حاصل کی......اس کے ساتھ عصری علوم بھی جاری رکھے اور درسِ نظامی سے فراغت کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اوکاڑہ یونیورسٹی میں ایم۔فل کا ایڈمیشن لے کر پیش نظر مقالہ لکھا اور ۲۰۲۲ء میں کامیابی سے ایم۔فل کی سند حاصل کی جسے اب مزید ترتیب و تدوین اور اہل علم کے تأثرات کے اضافے کے ساتھ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی شائع کر رہا ہے۔

اُمید ہے پیش نظر مقالے کی اشاعت اہل علم کے ذوق اور اہل محبت کو تسکین کا سامان فراہم کرے گی۔

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
(دانشجوئے رضویات)
L-317/5-B-2، نارتھ کراچی، پاکستان
mothereilmi@gmail.com

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ
۲۵ فروری ۲۰۲۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سائنسی مباحث

از: علامہ محمد طارق آزاد

(رکن مجلس ادارت، اردو لغت بورڈ کراچی)

علم کی کسب وحصول کی رعایت سے دو بنیادی اقسام ہیں۔علم بالوحی اور علم اکتسابی۔معروف اصطلاح میں سائنس کا تعلق دوسری قسم سے ہے یعنی علم کی وہ منظم صورت جو انسان کے مشاہدے کی اساس اور تجربے کے استحکام سے حاصل ہوتی ہے۔گو کہ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جب تک انسانیت عہد طفولیت میں تھی تو عقل کی کم مائیگی کے ازالے کے لیے مختلف ادوار میں انبیائے کرام کے ذریعے نت نئے علوم بنی نوعِ انسان سے متعارف کروائے گئے جو کہ موجودہ انسانی اور سائنسی ترقی کی اساس ہیں۔رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو خاتم النبیین کا منصب عطا کیا گیا اور قرآن حکیم تا قیامت انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت قرار پایا۔

قرآن اپنے موضوع کے اعتبار سے سائنس کی کتاب نہیں لیکن خالق کائنات کا کلام ہونے کی بدولت اس میں پیغام ہدایت کے لیے اختیار کردہ اسلوب ولفظیات جابجا اسرار کائنات کی عقدہ کشائی کرتے ہیں۔قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اس راز کو پالیا تھا،اس لیے وہ فقط عقل انسانی کو رہبر بنا کر حقیقت کی جستجو

میں ٹھوکریں کھاتے ممکنہ منزل تک رسائی کے سابقہ یونانی و دیگر اقوام کے طرزِ عمل کے برخلاف وحی خداوندی کو مشعل راہ بنا کر اپنے سفر کا آغاز کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جابر بن حیان، ابن الہیثم، بوعلی سینا، ابوموسیٰ الخوارزمی و دیگر معروف ناموں کے ساتھ بابائے جراحیات ابوالقاسم زہراوی، ابن فرناس، ابن نفیس اور درجنوں بلکہ سیکڑوں مسلم زعماء کے نام تاریخ کی زینت ہیں اور سائنسی علوم کی ترقی میں علماء کے حصے کی شہادت دیتے ہیں۔

قرآن نے اگر ذوالقرنین کے اسفار کے ضمن میں ساحل سے غروب آفتاب کے مشاہدے کا ذکر کیا ہے جہاں دیکھنے پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کسی سیاہ گدلے پانی میں ڈوب رہا ہے تو مسلم اہل علم نے اسی آیت کو بنیاد بنا کر زمین کی کروی ساخت کے بارے میں تحقیقات کے باب میں سبقت کی اور جدید سائنس کے اس حقیقت کے اعتراف سے صدیوں قبل یہ نظریہ ضبط تحریر میں لے آئے۔

قرآن و حدیث میں موجود اشارات کو بنیاد بنا کر سائنسی تحقیق مسلم علماء کا عام وتیرہ رہا جسے وہ تجربات کی کسوٹی سے گزار کر دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے لیکن سقوط بغداد کے بعد جب مسلمانوں کا سنہرا دور رخصت ہوا تو یہ وصف بھی عمومیت سے محروم ہو گیا۔

دوسری جانب مغربی دنیا میں یونانی استخراجی اسلوب تحقیق و علم یا استخراجی سائنس کے مقابلے میں گلیلیو سے نیوٹن تک آتے آتے استقرائی اسلوب یا استقرائی سائنس کی ایسی برتری ثابت ہوئی کہ آئیزک ایسی موف (Isaac Asimov) یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ:

’’نیوٹن کے بعد آنے والی صدی میں بھی امکان موجود تھا کہ کوئی شخص موجود علم کے تمام شعبوں پر مکمل عبور حاصل کر سکے گا، مگر 1800ء تک ایسا کرنا بالکل ناممکن ہوگیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، یہ ضروری ہوتا گیا کہ ہر سائنس دان علم کے کسی ایک شعبے کے کسی جزو میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور پھر وہیں تک خود کو محدود رکھے‘‘۔

یہی تصور جدید سائنسی علوم میں تخصص (Specialization) کی بنیاد ہے۔

مذکورہ صدر بیان کے باوجود آنے والی صدیوں میں ایسے نابغہ روزگار سامنے آتے رہے جنھوں نے کسی خاص علم میں تخصص کے ساتھ ساتھ مروجہ علوم پر دسترس اور مہارت کا لوہا منوایا ہے۔ برّ عظیم پاک و ہند کے مسلم علماء میں سے ایسا ایک نام مولانا احمد رضا خان بریلوی کا بھی ہے جن کو اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔ آپ نے فقہی مسائل کے بیان میں حسب ضرورت سائنسی موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی ہے اور کسی بھی موضوع پر استقراء و استیعاب کی ایسی روایت قائم کی ہے جو اس سے قبل خال خال ہی نظر آتی ہے۔ آپ کے رشحات قلم پر گزشتہ صدی میں جو کچھ لکھا گیا اس میں ہر محقق نے اپنے ذوق اور تحقیق کے مطابق مختلف علوم و فنون میں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت کا ذکر کیا ہے۔

نہیں معلوم حدِّ منزل عرفاں کہاں تک ہے
پتا ہر شخص دیتا ہے پہنچ جس کی جہاں تک ہے

بقول ڈاکٹر محمد مسعود احمد:

’’امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دہراتے ہیں جو بالعموم لکھی

جا چکی ہیں ایسے محققین وقلم کار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔علم مطالعے سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے"۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے یہ کلمات دمِ تحریر سے تا ایں دم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری پر صادق آتے ہیں۔ان کا ذوق مطالعہ ہمیشہ انھیں نت نئے زاویوں سے نگارشاتِ رَضا کی ترتیب وتدوین پر مہمیز رکھتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو چار دہائیوں سے زائد قلمی سفر میں علامہ شمس بریلوی اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جیسے اساتذہ اور بزرگوں کی تربیت اور سرپرستی حاصل رہی۔انھیں جامعہ کراچی کے قیام کے قریباً چالیس برس بعد مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر پہلا پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں موجود سائنسی مباحث کو علوم جدیدہ کی تقسیم کے اعتبار سے دنیا کے سامنے پیش کرنے میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے شغف اور عقیدت سے مقالات ومضامین کا اتنا بڑا ذخیرہ وجود میں آ گیا کہ اوکاڑہ یونیورسٹی میں اس کو بنیاد بنا کر علوم اسلامیہ میں ایم فل کرنے کی منظوری دی گئی جس پر محمد ذیشان قادری نے بعنوان" تصانیفِ امام احمد رضا میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی جائزہ (پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)' کامیابی سے مقالہ تحریر کر کے ایم فل کی سند حاصل کی۔

زیر نظر اوراق اسی مقالے کی کتابی تشکیل ہے۔محمد ذیشان قادری نے

مقالے میں ڈاکٹر صاحب کی علمی خدمات کے تعارف اور تجزیے کے ساتھ آپ کے خاندانی پس منظر اور کوائف کو بھی جمع کیا ہے اور اس سلسلے میں غلطی کے امکانات کو ختم کرنے کے لیے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی تحریروں کے اقتباسات کو من وعن شامل کیا ہے یہی وجہ ہے کہ بیشتر احوال واحد متکلم کی صورت میں درج ہے۔

مقالے میں سائنسی علوم سے متعلقہ مولانا احمد رضا خان کی بعض نگارشات کے تعارف کے ساتھ ایک سو چھے (106) مطبوعہ وغیر مطبوعہ رسائل کی فہرست بھی شامل ہے۔جس کی بنیاد پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی وہ تحریریں جو انھوں نے قریباً چالیس برس کے عرصے میں اپنی پیشہ ورانہ مصروفیت کے ساتھ عقیدت کو علمی وقار عطا کرنے کو رقم کی ہیں۔مقالے میں ڈاکٹر صاحب کی سوا دو سو نگارشارت (کتب ، رسائل ومضامین) کی فہرست شامل ہے جبکہ عمومی سائنسی موضوع پر مقامی اور بین الاقوامی جرائد میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے مطبوعہ مقالات کی فہرست کو بھی محقق نے اپنی تحریر کا حصہ بنایا ہے۔ یہ فہارس ڈاکٹر صاحب کی زود نویسی اور طرزِ رَضا کی پیروی پر شاہد ہیں۔

یہ کتاب ،قارئین کو سر چشمہ ٔ علوم قرآن حکیم سے استفادہ کر کے سائنسی اسرار و رموز کو اپنی تحروں میں جگہ دینے والی نابغہ روزگار ہستی مولانا احمد رضا خان کی سائنسی شعبہ جات میں علمی قامت کا تعارف پیش کرنے کے ساتھ اس مبدء فیاض سے استفادہ کرنے والی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی خدمات سے متعارف کروانے میں اہم کردار کرے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اظہارِ خیال

از: علامہ فیصل عزیز بندگی

(اینکر پرسن کیو ٹی وی/مہتمم اعلیٰ جامعہ معینیہ ماڈل کالونی، کراچی)

محمد ذیشان قادری صاحب نے "تصانیفِ امام احمد رضا میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی جائزہ، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے مقالات کے تناظر میں" مرتب کر کے اسلام اور سائنس کے درمیان حائل کردہ خلیج کو پر کیا ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ شاید مذہب کا سائنس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بات کسی حد تک درست بھی ہو لیکن اسلام مذہب نہیں بلکہ "دین" ہے اور کائنات کا ہر علم دین کا عنوان ہے۔ پہلی وحی میں ارشاد ہوا "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو" (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت نے انسان کی توجہ اس جانب متوجہ کرائی کہ اللہ کو اس کی صفتِ تخلیق سے پہچانو اور جب تم تخلیقات میں تفکر کرو گے تو یہ تفکر تمہیں خالق کی معرفت عطا کرے گا۔ پہلی وحی بتاتی ہے کہ کائنات میں غور کے ساتھ اپنے وجود میں بھی تدبر کرو تاکہ تمہیں اللہ کی معرفت حاصل ہو سکے۔ سائنسی علوم کی بنیاد تخلیقات میں تفکر ہے اور پہلی وحی نے اسی جانب توجہ مبذول کرا کے سائنسی علوم کی اہمیت کو واضح کر دیا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سائنسی علوم کا خزانہ بھی ہیں۔ وہ سائنس کے میدان میں بھی مجتہد نظر آتے ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے امام احمد رضا کو محض ایک فقیہ اور نعت گو شاعر کے طور پر پہچانا جبکہ امام احمد رضا ایک عظیم سائنسدان بھی ہیں۔ یہ بات محض عقیدت کا ایک دعویٰ ہی رہ جاتی اگر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب اس دعوے کو علمی اور عقلی دلائل سے ثابت نہ کرتے۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی علمی عظمت اور شخصیت کی وضع داری کا ایک جہان معترف ہے۔ مجھے اس لیے بھی ان سے محبت ہے کہ انہوں نے بیٹھ کر اعلیٰ حضرت کی سائنسی خدمات کو نظر انداز کرنے کا مرثیہ نہ پڑھا بلکہ اس میدان میں خود قلم اُٹھایا اور اس علمی خلا کو پُر کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضامین میں امام احمد رضا کی تصنیفات میں سائنسی مضامین کو عنوان بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ امام احمد رضا محض ایک محدث، فقیہ، شاعر، متکلم، فلسفی اور منطق دان ہی نہیں بلکہ عظیم سائنسدان بھی ہیں۔ تیمم کے مسئلے میں امام احمد رضا کی تحقیق جس باریک بینی سے پیش کی ہے وہ خود اپنی جگہ علمی شاہکار ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے Ph.d کنزالایمان اور دیگر تراجم کے تقابلی جائزے کے عنوان کے تحت کیا تو اس کا ایک فائدہ انہیں یہ بھی ہوا کہ قرآن حکیم کی آیات کو بار بار پڑھنے اور مختلف زاویوں سے اس میں غور و فکر کا موقع میسر آیا۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب Ph.d میں داخلے سے قبل ہی جامعہ کراچی میں "شعبہ ارضیات" میں استاد مقرر ہو چکے تھے۔ اس Ph.d نے "ارضیات" کو "رضویات" سے یوں جوڑا کہ قرآن حکیم میں جہاں سائنسی مضامین کا بیان ہوا تھا وہاں دیگر اردو تراجم اور امام احمد رضا کا ترجمہ بطور دلیل پیش کیا کہ یہ ترجمہ صرف الفاظ کا ترجمان نہیں بلکہ اس میں مفہوم کی ترجمانی بھی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ امام احمد رضا کے فتاویٰ اور رسائل جو تاریخی ریکارڈ کے طور پر موجود تھے انہیں علمی دنیا میں پورے اہتمام کے ساتھ پیش کیا

اور امام احمد رضا کے سائنسی تفردات سے دنیا کو آشنا کیا۔ یقیناً یہ کام ایک ایسی شخصیت کے ذریعے ہی ممکن تھا جس کی فکر کا سر چشمہ امام احمد رضا کی بارگاہ ہو۔

میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب سے آپ دنیا کے کسی بھی موضوع پر بات کر لیں لیکن کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر صاحب اس عنوان کو فکرِ رَضا سے جوڑ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب " جہانِ رَضا" میں رہتے ہیں۔ وہیں سوچتے ہیں اور افکار کو سپردِ قلم کر کے تشنگانِ علم کو امام احمد رضا کے بحرِ علوم سے ملا دیتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ خدمات کئی دہائیوں پر محمول ہیں۔ محمد ذیشان قادری صاحب نے ان خدمات کو یکجا کر کے نہ صرف ڈاکٹر صاحب کی مسلسل ریاضت کو ایک کتابی شکل دی بلکہ امام احمد رضا کی سائنسی خدمات کو بھی مختلف زاویوں سے ایک جگہ جمع کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا کی سائنسی تحقیقات کے معاملے میں اہلِ علم سے شاکی ہونے کے بجائے خود قلم اور قدم بڑھایا جس کا نتیجہ یہ کہ جب ہم امام احمد رضا کو عظیم سائنسدان کہتے ہیں تو ہمارا دعویٰ صرف عقیدت ہی نہیں بلکہ حقیقت قرار پاتا ہے۔

محمد ذیشان قادری صاحب کا دل گہرائیوں سے ممنون ہوں کہ انہوں نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی علمی خدمات میں سے جس موضوع کا انتخاب کیا اس کی ضرورت ماضی میں بھی تھی اور اب بھی ہے کیونکہ بحرِ علومِ رَضا وہ سمندر ہے جو پینے والوں نہ صرف سیراب کرتا ہے بلکہ مزید تحقیق کے لیے تشنگی کو دو چند بھی کرتا ہے۔

فیصل عزیز بندگی

(مہتمم اعلیٰ جامعہ معینیہ ماڈل کالونی، کراچی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقریظ

ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق
(صدر شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی)

پیشِ نظر کتاب ریسرچ اسکالر محمد ذیشان قادری کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر انھیں اوکاڑہ یونیورسٹی، اوکاڑہ نے ایم۔فل۔(علومِ اسلامیہ) کی سند عطا کی ہے۔ یہ مقالہ درجِ ذیل تین ابواب اور متعدد فصول پر مبنی ہے۔

باب اول: امام احمد رضا کا علمی تعارف

باب دوم: ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا تعارف

باب سوم: ڈاکٹر مجید اللہ کے مقالات کا تعارف

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اگرچہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ کی شخصیت کے کئی پہلو اور آپ کی علمی خدمات کی کئی جہات ایسی ہیں جن کا کما حقہ تعارف نہیں ہوسکا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے ممتاز عالمِ دین، محدث، فقیہ، مصنف اور نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ کثرتِ تصانیف اور متعدد علوم پر آپ کو جو گرفت حاصل تھی، پاک و ہند کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

پیش نظر مقالہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں امام احمد رضا کا تعارف

بحیثیت ایک سائنس دان کرانے کی سعی کی گئی ہے اور تصانیفِ رضا کے سائنسی مباحث کا تجزیاتی مطالعہ، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات کے تناظر میں کیا گیا ہے۔ فاضل مقالہ نگار کا یہ کہنا بالکل درست ہے:

> آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف عالم اور محقق ہی نہ تھے بلکہ دینی علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سائنس دان بھی تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سائنسی خدمات، ریاضی دانی اور مظاہرِ قدرت پر آپ کے تحقیقی کارناموں کو کما حقہ متعارف نہیں کرایا جا سکا۔ منطق وفلسفہ، ہیئت ونجوم، توقیت وجفر، تقابلِ ادیان، جغرافیہ وسائنس، ریاضی ومعاشیات، عمرانیات ولسانیات، اسی طرح الٰہیات، ارضیات، فلکیات اور طبیعیات وغیرہ میں جو کارہائے نمایاں آپ نے انجام دیے ہیں ان پر ابھی تک اطمینان بخش کام نہیں ہو پایا ہے، اہلِ علم کو اس طرف بھی توجہ مبذول کرنی چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ جسے رب کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس پر کائنات کے اسرار و رموز کھل جاتے ہیں۔ معروف معنیٰ میں اگر امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سائنس دان نہ بھی کہا جا سکے کہ آپ نے کسی جامعہ سے سائنس کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی، کسی تجربہ گاہ میں بیٹھ کر تجربات نہیں کیے، تو بھی امام احمد رضا کے سائنسی شعور سے انکار ممکن نہیں ہے جس پر خود ان کی اپنی تصانیف شاہد عادل ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو اللہ تعالیٰ نے دینی وعصری علوم سے نوازا ہے ایک جانب آپ شریعت وطریقت سے آراستہ ہیں، دوسری جانب جامعہ کراچی میں ارضیات کے پروفیسر اور رئیس کلیہ علوم کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دے چکے

ہیں۔ جب کہ آپ کی تحریری کاوشوں کا مرکز ومحور امام احمد رضا اور رضویات ہے جس کے نتیجے میں دین اور سائنس کا ایک حسین امتزاج ہمارے سامنے آتا ہے۔

فاضل مقالہ نگار نے اس مقالے میں امام احمد رضا کی سائنسی تحقیقات اور اس پر لکھے جانے والے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کا جائزہ لیا ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے موضوعِ زیرِ بحث پر لکھے گئے مقالات کا صرف مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔سیر حاصل تبصرے کی ضرورت ابھی باقی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موضوع (تصانیفِ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی مطالعہ) پر مزید تحقیق سے کام لیا جائے۔ یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہے کہ اس موضوع پر کام کرنا کسی ایک فرد کے لیے ممکن نہیں ہے۔سائنس کے مختلف شعبوں کے وہ ماہرین جو دینی علوم میں بھی درک رکھتے ہوں، وہی اس کام کو بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔لیکن فاضل مقالہ نگار محمد ذیشان قادری اور ان کے نگرانِ مقالہ ڈاکٹر انوار اللہ طیبی لائقِ تحسین اور قابلِ مبارک باد ہیں کہ انھوں نے تحقیق کے لیے ایک اہم موضوع کا انتخاب کیا۔ایک ایسے موضوع کا جس پر کام کرنا وقت کی ضرورت بھی ہے اور رضا شناسی میں ایک اہم سنگِ میل بھی۔امید ہے کہ یہ مقالہ اس موضوع پر مزید تحقیقی مقالات کے لیے ایک محرک ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق
(صدر شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

از: محمد ذیشان قادری

اسلام ایک دین فطرت ہے اور سائنس علوم فطرت کا مجموعہ، لہٰذا عکاسِ فطرت ہونے کی بدولت دونوں کا ساتھ روح و بدن کا ساتھ ہے۔ اگر ہم قرآن مجید برہانِ رشید کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دینی احکام مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تجارت، طلاق اور طہارت کی بابت تقریباً 150 آیات نازل ہوئیں ہیں جبکہ 756 آیات علوم فطرت میں تحقیق کی تشویش کے لیے نازل ہوئیں۔ کثیر مقامات پر خالق ارض وسماء نے صیغہ امر سے طبع انسانی کو مظاہر کائنات میں مطالعہ و تفکر اور ریسرچ کا حکم ارشاد فرمایا اور ارشاد فرمایا:

> ”کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جو چیز اللہ نے پیدا کی ہے اس میں غور نہیں کیا؟“۔(۱)

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی وہ عبقری شخصیات جنھیں اللہ سبحانہ تعالیٰ ”علم من الکتاب“ سے حظ وافر عطا فرماتا ہے انھیں بارگاہ علیم وحکیم سے علم الاحکام کے ساتھ ساتھ معادن ارضیہ، خزائن بحار اور دفائن جبال کے ادق علوم سے بھی مالا مال

کیا جاتا ہے۔(۲)اس کی روشن مثالیں اُمت مسلمہ کی تاریخ میں جا بجا نظر آتی ہیں۔انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کی ابتداء میں امام احمد رضا ایک ایسے ہی عالم کے طور پر سامنے آئے جن کی کتابیں اور فتاویٰ نہ صرف مروجہ دینی علوم سے معمور ہیں بلکہ سائنسی تحقیقات سے بھی لبریز ہیں۔اسی لیے راقم نے امام احمد رضا کی سائنسی خدمات پر تحقیق کا ارداہ کیا۔

اِسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ فطرت بھی ہے جو اُن تمام اَحوال و تغیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق اِنسان اور کائنات کے باطنی اور خارجی وجود کے ظہور سے ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اِسلام نے یونانی فلسفے کے گرد بھٹکنے والی اِنسانیت کو نورِ علم سے منور کرتے ہوئے جدید سائنس کی بنیادیں فراہم کیں۔قرآنِ مجید کا بنیادی موضوع ’’اِنسان‘‘ ہے، جسے سیکڑوں بار اِس اَمر کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش وُقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات اور حوادثِ عالم سے باخبر رہنے کے لیے غور وفکر اور تدبر و تفکر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ شعور اور قوتِ مُشاہدہ کو بروئے کار لائے تاکہ کائنات کے مخفی و سربستہ راز اُس پر آشکار ہو سکیں۔قرآنِ مجید نے بندۂ مومن کی بنیادی صفات و شرائط کے ضمن میں جو اَوصاف ذِکر کیے ہیں اُن میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں تفکر، علمِ تخلیقیات (Cosmology) کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

قرآنِ حکیم نے آئیڈیل مسلمان کے اَوصاف بیان کرتے ہوئے سورہ آل عمران میں اِرشاد فرمایا: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلی میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں کے بل

لٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! تو نے یہ سب بیکار نہیں بنایا۔ تو پاک ہے، تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (۳)

اِن آیاتِ طیبات میں بندۂ مومن کی جو شرائط پیش کی گئی ہیں اُن میں جہاں کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے زِندگی کے ہر حال میں اپنے مولا کی یاد اور اُس کے حضور حاضری کے تصوّر کو جاگزیں کرنا مطلوب ہے، وہاں اِس کے برابر دُوسری شرط یہ رکھی گئی ہے کہ بندۂ مومن آسمانوں اور زمین کی خلقت کے باب میں غور وفکر کرے اور یہ جاننے میں کوشاں ہو کہ اِس وُسعتِ اَفلاک کا نظام کن اُصول وضوابط کے تحت کارفرما ہے اور پھر پلٹ کر اپنی بے وقعتی کا اَندازہ کرے۔ جب وہ اِس وسیع وعریض کائنات میں اپنے مقام ومرتبہ کا تعین کرلے گا تو خود ہی پکار اُٹھے گا:

> ”اے میرے ربّ! تو ہی میرا مولا ہے اور تو بے عیب ہے۔ حق یہی ہے کہ اِس وُسعتِ کائنات کو تیری ہی قوت وجود بخشے ہوئے ہے۔ اور تو نے یہ عالم بے تدبیر نہیں بنایا“۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کے پہلے حصہ میں ’خالق‘ اور دُوسرے حصے میں ’خَلق‘ کی بات کی گئی ہے، یعنی پہلے حصے کا تعلق مذہب سے ہے اور دُوسرے کا براہِ راست سائنس اور خاص طور پر علمِ تخلیقیات (Cosmology) سے ہے۔ (۴)

اسی امر کو دیکھتے ہوئے اسلام کی قدآور شخصیات نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور اس پر تحقیق کی۔ مسلم سائنس دانوں کی جب بات آتی ہے تو ساتویں صدی عیسوی کے کیمیا داں جابر بن حیان سے ہندوپاک کے ماہران ایٹم ڈاکٹر عبدالقدیر خان وڈاکٹر عبدالکلام تک بے شمار چہرے ہیں جو سامنے آجاتے ہیں جنھوں نے اپنی پوری

زندگی قوانین قدرت ومظاہر فطرت کو سمجھنے سمجھانے میں صرف کردی اور سائنس کے ہر شعبہ میں کارہائے نمایاں انجام دیے، لیکن مسلمان دھیرے دھیرے تحقیق وجدید علوم کے حصوں سے دور ہوتے چلے گئے اور پھر ان کی جگہ اہل مغرب نے لے لی۔(۵)

ماضی قریب کے علماء میں ایک بہت بڑا نام امام احمد رضا کا ہے۔ آپ صرف عالم اور محقق ہی نہیں بلکہ دینی علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سائنس دان بھی تھے لیکن آپ کی سائنسی خدمات، ریاضی دانی اور مظاہر قدرت پر آپ کے تحقیقی کارناموں کو کماحقہ متعارف نہیں کیا جاسکا۔ منطق وفلسفہ، ہیئت ونجوم، توقیت و جفر، تکسیر، جغرافیہ و سائنس، ریاضی و معاشیات، عمرانیات، اسی طرح ارضیات، فلکیات اور طبعیات وغیرہ میں جو کارہائے نمایاں آپ نے انجام دیے ہیں ان پر ابھی تک اطمینان بخش کام نہیں ہو پایا، اہل علم کو اس طرف بھی توجہ مبذول کرنی چاہیے۔

ضروری امر یہ ہے کہ مسلم علماء کی سائنسی خدمات سے آنے والی نسلوں کو روشناس کرایا جائے تاکہ اُمت مسلمہ اپنے علمی ورثے کی طرف پلٹ جائے۔ امام احمد رضا جن کو برصغیر پاک وہند کے اکثر مسلمان اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ آپ نے سائنسی موضوعات پر بہت سی تحقیق کی اور رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی سائنسی خدمات پر تحقیق کرنے سے اہل مذہب اور سائنسدانوں کو فکری ہم آہنگی اور ہمہ جہتی اتحاد بین المسلمین جیسے ثمرات حاصل ہوسکتے ہیں۔

پاکستان میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے امام احمد رضا کی تحقیقات پر کام کیا اور اس موضوع پر مختلف مقالات لکھے۔ ان کے متعلق ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے لکھا ہے:

> امام احمد رضا پر کام کرنے والے بالعموم وہی باتیں دہراتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں۔ ایسے محققین وقلم کار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ

کرتے ہیں۔علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری نے مطالعہ کر کے آگے قدم بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے مثلاً اب تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا 55 علوم میں مہارت رکھتے ہیں مگر علوم وفنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے امام احمد رضا 70 سے زیادہ علوم وفنون پر عبور رکھتے تھے۔(٦)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنی تصنیف "مقالاتِ مجیدی" میں امام احمد رضا کی تصنیفات میں موجود سائنسی تحقیقات کو ذکر فرماتے ہوئے امام احمد رضا کے ان رسائل کا ذکر کیا جن کا تعلق سائنسی علوم سے ہے جیسا کے "المطر السعید علیٰ نبت جنس الصعید" اس رسالے میں امام احمد رضا نے ماہر حجریات کی حیثیت معدنیات کی اقسام اور ان کے خواص بتائے ہیں۔اسی طرح "الکشف شافیا حکم فونو جرافیا" میں امام احمد رضا ایک ماہر ہیئت دان نظر آتے ہیں، اس رسالے میں نہ صرف فونوگراف سے قرآن سننے کی شرعی حیثیت کو بیان فرمایا بلکہ یہ بھی بتایا کہ آواز کس طرح کانوں تک پہنچتی ہے۔اس کے بعد "سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا" کے موضوع پر رقم طراز ہوئے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنی ایک اور تصنیف "قرآن سائنس اور امام احمد رضا" میں قرآن مجید کا سائنس سے تعلق آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن سے سائنسی نکات کو واضح کیا، جیسا کہ سورہ رحمٰن میں "لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ "(۷) کا ترجمہ کیا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے اور یہ عین سائنٹیفک ترجمہ ہے کیوں کہ اس میں کوششوں کے بعد زمین سے نکلنے کا اشارہ موجود ہے کہ انسان ترقی کر کے اس دور میں پہنچے گا کہ وہ زمین کے کناروں سے

نکل سکے گا۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے سالنامہ معارفِ رضا 2013ء میں امام احمد رضا کی مختلف سائنسی تحقیقات کو بیان کیا جیسا کہ امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ، امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات، امام احمد رضا کا نظریہ مدو جزر، امام احمد رضا اور تحقیق مرجان اور امام احمد رضا اور پانی کی رنگت وغیرہ۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال یہ ہے کہ آج کا دَور سائنسی علوم کی معراج کا دَور ہے۔ دور حاضر کے تعلیمی نصاب بالخصوص دینی مدارس میں سائنسی مضامین اور ان کی تحقیق کو شامل نہیں کیا گیا۔ شاید اسی وجہ سے سائنسی علوم حاصل کرنے والے دینی مدارس کو علم کے مراکز تسلیم نہیں کرتے۔ ایک حکومتی وزیر نے کچھ عرصہ قبل مدارس کو "جہالت کی فیکٹریاں" قرار دیا تھا۔(۸) علماء کو جو علوم قرآن وسنت کے ماہر اور معاشرے میں تبلیغ دین کے ذمہ دار ہوتے ہیں کی علمیت سے انکار کیا جائے گا تو نہ صرف علوم اسلامی کی ساکھ متاثر ہوگی بلکہ اصلاح اُمت کا کام بھی نہ ہو سکے گا۔ دورِ حاضر میں ان اعتراضات کی وجہ آج کے علماء کا ایسا رویہ ہے جو ان علوم سے دوری اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ قران مجید میں کم وبیش مذہبی اور سائنسی علوم کا اکٹھا ذکر ملتا ہے، چنانچہ دونوں گروہ اپنے مدمقابل دوسرے علم سے دوری کے باعث اسے اپنا مخالف اور متضاد تصوّر کرتے ہیں، جس سے عام لوگ مذہب اور سائنس کو متضاد علوم سمجھ بیٹھے ہیں۔

دور حاضر میں جہاں مغربی طاقتیں مسلم اُمہ کو ہر میدان میں پیچھے چھوڑنے کی کوشش کر رہی ہیں اور انسانیت کی بنا پر بھی جہاں ان کو اپنے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے وہیں مسلم سائنسدانوں کی خدمات کو بھی بھلایا جا رہا ہے، اُمت مسلمہ سائنسی

میدان میں پیچھے رہ جانے کی ذمہ دار خود بھی ہے کہ اِنہوں نے اپنے ہی مسلم سائنسدانوں کی تحقیقات کو نظرانداز کردیا۔

اس مقالہ میں جہاں اس امر کا کھوج لگایا جائے گا کہ مسلم سائنسدان امام احمد رضا کی سائنسی تحقیقات کیا ہیں، وہیں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اس موضوع پر لکھے جانے والے مختلف مقالات میں سے امام احمد رضا کی سائنسی جہتوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی سعی کی جائے گی۔ یہ مقالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں امام احمد رضا کے علمی تعارف کا ذکر کیا گیا ہے اس کی پہلی فصل میں امام احمد رضا کا خاندانی تعارف اور ان کا اپنا علمی تعارف بیان کیا گیا ہے اور دوسری فصل میں امام احمد رضا کے سائنسی رسائل اور فتاوٰی کا موضوعاتی جائزہ بیان کیا گیا ہے اور تیسری فصل میں امام احمد رضا کی تصانیف میں موجود سائنسی جہتوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور چوتھی فصل میں امام احمد رضا کے سائنسی رسائل کی فہرست کو ذکر کیا گیا ہے۔

دوسرا باب ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے علمی تعارف پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی فصل میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا تعارف بیان کیا گیا ہے اور دوسری فصل میں ڈاکٹر صاحب کی جامعہ کراچی میں خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے، تیسری فصل میں ڈاکٹر صاحب کی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی میں خدمات کو ذکر کیا گیا ہے اور چوتھی فصل میں ڈاکٹر صاحب کا علمی دنیا میں تعارف اور چند اہم شخصیات کے ان کے متعلق تاثرات کو نقل کیا گیا ہے۔

تیسرا باب ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے متعلق ہے۔ اس کی پہلی فصل میں امام احمد رضا کے حوالے سے لکھے گئے ان کے مقالات کا تعارف ہے اور دوسری فصل میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے امام احمد رضا کے سائنسی حوالے سے لکھے

گئے مقالات کا تعارف بیان کیا ہے اور تیسری فصل میں ڈاکٹر صاحب کے امام احمد رضا کو منفرد سائنسدان قرار دینے پر علمی وتنقیدی بحث کی گئی ہے۔

اللہ رب العزت کی اس وسیع وعریض کائنات میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہر سو بکھری پڑی ہیں۔ آخری وحی قرآن مجید جہاں بنی نوع انسان کے لیے حتمی اور قطعی ضابطہ حیات ہے، وہیں اس کائناتِ ہست و بود میں جاری و ساری قوانین فطرت بھی انسان کو اُلوہی ضابطہ حیات کی طرف متوجہ کرتے نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید خارجی کائنات کے ساتھ ساتھ نفس انسانی کے دروں خانہ کی طرف بھی ہماری توجہ دلاتا ہے اور ان دونوں عوالم میں قوانین قدرت الٰہیہ کی یکسانی میں غور وفکر کے بعد اپنے خالق کے حضور سر بسجدہ ہونے کا حکم دیتا ہے۔ قرآنی علوم کے نور سے صحیح معنوں میں فیضیاب ہونے کے لیے ہمیں قرآنی آیات میں جابجا بکھرے ہوئے سائنسی حقائق پر غور وفکر کرنا ہوگا۔

اسلام نے اپنی پہلی وحی کے دن سے ہی بنی نوع انسان کو آفاق وانفس کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے کا حکم دیا۔ یہ اسلام ہی کی تعلیمات کا فیض تھا کہ دنیا کی اُجڈ ترین قوم عرب احکام اسلام کی تعمیل کے بعد محض ایک ہی صدی کے اندر دنیا بھر کی امامت و پیشوائی کی حق دار ٹھہری اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دنیا کو یونانی فلسفے کی لاحاصل موشگافیوں سے آزاد کراتے ہوئے فطری علوم کو تجربے کی بنیاد عطا کی۔ قرآن مجید کی تعلیمات کے زیر اثر یہ انہی کے اختیار کردہ سائنسی طریقِ تحقیق کی بنیاد تھی جس کی بدولت ہزار ہا سال سے جاری سلسلۂ علم انسانی نے عظیم کروٹ لی اور موجودہ صدی نے اس کا پھل پایا۔(۹)

صدی جب کروٹ بدلتی ہے تو ایک ممکن کو حقیقت کا روپ مل چکا ہوتا ہے۔

پچھلی نسل جس ترقی کی خواہش کرتی تھی موجودہ نسل اسے کئی منزلیں پیچھے چھوڑ چکی ہے۔ سائنسی تحقیقات کی موجودہ تیزی نے زمین و آسمان کی پنہائیوں میں پوشیدہ لاتعداد حقائق بنی نوع انسان کے سامنے لا کھڑے کیے ہیں۔ آج سے کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال پہلے بنی نوع انسان کے ذہن میں علم کے موجودہ عروج کا ادنیٰ سا تصور بھی موجود نہ تھا۔ انسان یوں جہل مرکب میں غرق تھا کہ اپنی جہالت کو عظمت کی علامت گردانتے ہوئے اس پر نازاں ہوتا تھا۔ اسلام کی آفاقی تعلیمات نے اس دور جاہلیت کا پردہ چاک کرتے ہوئے ہزارہا ایسے فطری ضوابط کو بے نقاب کیا جن کی صداقت پر دورِ حاضر کا سائنسی ذہن بھی محوِ حیرت ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں مسلمان سائنسدانوں نے جن سائنسی علوم کی فصل بوئی تھی آج وہ پک کر جوان ہو چکی ہے اور موجودہ دور اسی فصل کو کاشت کرتے ہوئے اس کے گوں ناگوں فوائد سے مستفید ہو رہا ہے۔ مسلمان جب تک علمی روش پر قائم رہے سارے جہان کے امام و مقتدار ہے اور جونہی علم سے غفلت برتی ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا۔ اور آج حالت یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا علمی ورثہ اپنے اندر ہونے والے بے شمار اضافہ جات کے ساتھ اغیار کا اوڑھنا بچھونا ہے اور ہم ان کے پیچھے علمی و ثقافتی اور سیاسی و معاشی میدانوں میں در در کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔

2 جنوری 1492ء کا تاریخی دن مغربی دنیا کے لیے علم و فن، تہذیب و تمدن اور سائنس و ٹیکنالوجی کا تحفہ لیے طلوع ہوا۔ غرناطہ میں شکست کے بعد مسلم قوم ذہنی شکست خوردگی کی دلدل میں اُلجھ کر سو گئی اور عالم مغرب مسلمانوں کی تحقیقات پر سے ان کے موجدوں کا نام کھرچ کر انہیں اپنے نام سے منسوب کرنے لگا۔ اسلامی اسپین کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم عیسائی و یہودی طلباء مسلمانوں کا علمی وطیرہ اپنے ساتھ

اپنے ممالک کو لے گئے اور ہم غرناطہ میں سیاسی شکست کھانے کے بعد اسے مقدر کا لکھا کہتے ہوئے رو پیٹ کر بیٹھ رہے اور سیاسی میدان میں ہونے والی شکست کے بعد علمی میدان سے بھی فرار کا راستہ اختیار کرلیا۔ اغیار نے ہمارے علمی ورثے سے بھر پور فائدہ اٹھایا اور سائنسی ترقی کی اوج ثریا تک جا پہنچے۔ غفلت کی نیند ہے سُدھ پڑی مسلمان قوم کو فقط ایک ٹھوکے کی ضرورت ہے، فقط اپنی میراث سے شناسائی ضروری ہے، جس روز اس قوم نے اغیار کے قبضے میں گھری اپنی قیمتی متاع کو پہچان لیا یقیناً اپنے کھوئے ہوئے ورثے کے حصول کے لیے تڑپ اُٹھے گی، وہ دن تاریخ عالم کا سنہری دن ہوگا۔ (۱۰)

بیسویں صدی عالم اسلام کے لیے اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتیں لیے آئی۔ اس صدی میں جہاں کرہ ارضی کے بیشتر مسلمان سیاسی آزادی کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے وہاں علمی میدان میں بھی مثبت تبدیلی کے آثار نمودار ہوئے، لیکن مسلمان حکمرانوں نے نہ صرف آزادی کے اثرات کو اپنے عوام کی پہنچ سے دور رکھا بلکہ صحیح فطری خطوط پر ان کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام بھی نہ کیا، جس کی وجہ سے قحط الرجال کا مسئلہ جوں کا توں باقی رہا۔ اس وقت دنیا کی اکانومی کا بڑا انحصار تیل پیدا کرنے والے مسلمان ممالک پر ہے۔ عرب کی دولت مسلمانوں کی معاشی ابتری سے نجات اور عالمی سطح پر سیاسی تفوق کی بحالی کے لیے بہترین مددگار ثابت ہوسکتی تھی مگر افسوس کہ وہ بھی شاہی اللّوں تللّوں میں ضائع ہوگئی اور من حیث المجموع اُمت مسلمہ اس سے کوئی خاص فائدہ نہ اُٹھاسکی۔ عالم اسلام کے موجودہ زوال وانحطاط کا بنیادی سبب جہالت، علمی روش سے کنارہ کشی اور صدیوں کی غلامی کے بعد ملنے والی آزادی کے باوجود جاہل حکمرانوں کا اپنی قوم کو حقیقی علوم انسانی کے حصول میں پس ماندہ رکھنا ہے۔ نئی نسل

کی ذہانت صدیوں سے مسلط عالمی محکومی کے زیر اثر دب کر رہ گئی ہے۔ دور حاضر کے مسلم نوجوان کے تشکیک زدہ ایمان کو سنبھالا دینے کی واحد صورت یہ ہے کہ اسے اسلامی تعلیمات کی عقلی و سائنسی تفسیر و تعمیم سے آگاہ کرتے ہوئے سائنسی دلائل کے ساتھ مستحکم کیا جائے۔ قومی سطح پر چھائے ہوئے احساس کمتری کے خاتمے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل کو مسلمان سائنسدانوں کے کارناموں سے شناسا کیا جائے تا کہ اس کی سوچ کو مثبت راستہ ملے اور وہ جدید سائنسی علوم کو اپنی متاع سمجھتے ہوئے اپنے اسلاف کی پیروی میں علمی و سائنسی روش اپنا کر پختہ علمی بنیادوں کے ساتھ احیائے اسلام کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ سائنسی علوم جانتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ اسلامی تعلیمات سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مستشرقین کی طرف سے اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے ٹھوس عقلی و سائنسی بنیادوں پر جواب کے لیے جدید علم کلام کو باقاعدہ فروغ دینے کی بھی ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف مغربی افکار کی یلغار کی وجہ سے مسلم نوجوانوں میں اپنے عقائد و نظریات کے بارے میں جنم لینے والی تشکیک سے نجات ملے گی بلکہ غیر مسلم اقوام پر بھی اسلام کی حقانیت عیاں ہو گی۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فکری خدمات رہتی دنیا تک کے لیے عالم اسلام کا عظیم سرمایہ ہیں۔ خاص طور پر آپ نے بے شمار عصری موضوعات پر بھی کام کیا اور قرآن و سنت میں موجود سائنسی نکات کو واضح کر کے اس کے خلاف اقوال کی خالصتاً سائنسی اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا رد کیا اور اس بات کو ثابت کیا کہ اسلام ہر دور کا دین ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو میں اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ (۱۱)

باب اول

(امام احمد رضا کا علمی تعارف)

فصل اول:

امام احمد رضا کا تعارف

فصل دوم:

امام احمد رضا کے سائنسی رسائل اور فتاویٰ کا موضوعاتی جائزہ

فصل سوم:

امام احمد رضا کی تصانیف میں موجود سائنسی جہتوں کا مختصر جائزہ

فصل چہارم:

امام احمد رضا کے سائنسی رسائل کی فہرست عنوان کے تحت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل اول

امام احمد رضا کا تعارف

امام احمد رضا کے خاندانی حالات:

امام احمد رضا کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے' محمد احمد رضا بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن حافظ کاظم علی خاں بن محمد اعظم خاں بن در سعادت یار خاں بن سعید اللہ خاں۔ آپ کے جد اعلیٰ محمد سعید اللہ خاں قندھار افغانستان کے قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔ مغلیہ دور حکومت میں لاہور تشریف لائے اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے، لاہور کا شیش محل ان کی ملکیت میں تھا، لاہور سے آپ دہلی تشریف لائے آپ کی بہادری پر آپ کو" شجاعت جنگ" کا خطاب بھی ملا، ان کے صاحبزادے سعید یار خاں کو مغلیہ سلطنت نے ایک جنگی مہم سر کرنے روہیل کھنڈ بھیجا جس میں آپ نے فتح پائی اور پھر اسی جگہ آپ کا وصال ہوا۔ ان کے صاحبزادے محمد اعظم خان پہلے تو حکومتی عہدے پر فائز رہے لیکن پھر امور سلطنت سے سبک دوشی حاصل کر کے عبادت وریاضت میں مشغول رہنے لگے اور آپ نے شہر بریلی کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا۔ اس شہر بریلی میں مولانا نقی علی خاں ابن مولانا حافظ کاظم علی خاں

کے یہاں امام احمد رضا کی ولادت ہوئی اور آج تک آپ کے خاندان کے زیادہ تر افراد یہیں آباد ہیں۔(۱۲)

ولادت:

امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۷ء بروز ہفتہ بوقت ظہر محلہ جسولی بریلی انڈیا میں ہوئی۔(۱۳)

تعلیم:

امام احمد رضا نے ابتدائی تعلیم مولانا مرزا غلام قادر بیگ سے اور اکثر کتب اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں سے پڑھیں، نیز چند ایک کتب کا درس مولانا سید ابوالحسین احمد نوری اور مولانا عبدالعلی رامپوری سے بھی لیا۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور اساتذہ سے مندرجہ ذیل اکیس علوم کی تعلیم حاصل کی:

(1) علم قرآن (2) علم تفسیر (3) علم حدیث (4) اصول حدیث (5) کتب فقہ حنفی (6) کتب فقہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ (7) اصول فقہ (8) جدلِ مہذب (9) علم العقائد والکلام (10) علم نحو (11) علم صرف (12) علم معانی (13) علم بیان (14) علم بدیع (15) علم منطق (16) علم مناظرہ (17) علم فلسفہ م (18) ابتدائی علم تکسیر (19) ابتدائی علم ہیئت (20) علم حساب تا جمع، تفریق، ضرب تقسیم (21) ابتدائی علم ہندسہ۔(۱۴)

جبکہ مندرجہ ذیل علوم آپ نے بغیر کسی استاد کے محض اپنی خداداد ذہانت اور

صلاحیت سے حاصل کیے:

(22) قرأت (23) تجوید (24) تصوف (25) سلوک (26) علم اخلاق (27) اسماء الرجال (28) سیر (29) تواریخ (30) لغت (31) ادب مع جملہ فنون (32) ارثماطیقی (33) جبر و مقابلہ (34) حساب ستینی (35) لوغارثمات (لوگارثم) (36) علم توقیت (37) مناظرہ (38) علم الاکر (39) زیجات (40) مثلث کروی (41) مثلث مسطح (42) ہیئت جدیدہ (انگریزی فلسفہ) (43) مربعات (44) منتہی علم جفر (45) علم زائرچہ (46) علم فرائض (47) نظم عربی (48) نظم فارسی (49) نظم ہندی (50) انشاء نثر عربی (51) انشاء نثر فارسی (52) انشاء نثر ہندی (53) خط نسخ (54) خط نستعلیق (55) منتہی علم حساب (56) منتہی علم ہیئت (57) منتہی علم ہندسہ (58) منتہی علم تکسیر (59) علم رسم خط قرآن مجید۔(۱۵)

مذکورہ بالا علوم وفنون میں سے پچاس فنون پر آپ کی تصانیف موجود ہیں۔ ذہانت کا یہ عالم تھا کہ دوران تعلیم صرف آٹھ برس کی عمر میں علم نحو کی کتاب "ہدایۃ النحو" کی شرح عربی زبان میں لکھ دی اور تیرہ سال دس ماہ اور پانچ دن کی عمر میں مروجہ علوم وفنون کی تکمیل کر کے 14 شعبان 1286ھ بمطابق 19 نومبر 1869ء کو سند فراغت حاصل کی، اسی روز مسئلہ رضاعت پر ایک فتویٰ تحریر فرما کر والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا، والد ماجد نے لائق اور ذہین بیٹے کی تحریر اور فتویٰ ملاحظہ فرما کر تحسین فرمائی اور اسی دن سے فتویٰ نویسی کی اجازت دے دی۔

اولاد امجاد:

1291ھ میں آپ کی شادی ہوئی، آپ کے یہاں دو صاحبزادے، محمد حامد رضا (1875ء-1943ء) اور محمد مصطفیٰ رضا (1892ء-1981ء) اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔(۱۶)

درس وتدریس:

امام احمد رضا فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے اس کے بعد تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے جس کی اجمالی تفصیل یہ ہے:

امام احمد رضا کے والد مولانا نقی علی خان نے "مصباح التہذیب" کے نام سے ۱۸۸۹ء میں بریلی میں ایک عربی مدرسہ قائم کیا تھا جو بعد میں مصباح العلوم کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۳۱۲ھ میں ایک مدرسہ اشاعت العلوم کے نام سے عربی مدرسہ قائم ہوا پھر ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۱ء میں امام احمد رضا نے دارالعلوم منظر اسلام کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ دارالعلوم منظر اسلام میں بنگال، بہار، پنجاب، سرحد، وغیرہ کے سیکڑوں طلبا تحصیل علوم کے لیے آتے تھے۔ کئی طلبہ فارغ ہونے کے بعد فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کے اس مدرسے میں درس و تدریس میں بھی مصروف رہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

> فقیر کا درس بحمدہٖ تعالیٰ تیرہ برس دس مہینے چار دن کی عمر میں ختم ہوا اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو پڑھایا۔(۱۷)

مولانا حامد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں کہ امام حمد رضا نے زمانہ طالب علمی میں بھی طلبہ کو پڑھایا۔(۱۸) فارغ التحصیل ہونے کے بعد امام احمد رضا چند سال طلبہ کو پڑھاتے رہے، پھر فتویٰ نویسی اور دوسرے علمی مشاغل کی وجہ سے وہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور ان کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام وانتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا اوائل زندگی ہی میں فتویٰ نویسی اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے تھے اور مدرسہ کا سارا انتظام وانصرام اپنے صاحبزادے کے سپرد کر دیا تھا۔(۱۹)

وصال:

امام احمد رضا خاں نے اپنے وصال سے تقریباً پانچ ماہ قبل کوہِ بھوالی پر ۳رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ اپنے وصال کی تاریخ اس آیت کریمہ سے نکالی:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا

”اور ان پر چاندی کے برتنوں اور گلاسوں کے دَور ہوں گے جو شیشے کی طرح ہوں گے“۔(۲۰)

اور پھر خدمت دین کرتے کرتے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ 28 اکتوبر 1921ء بروز جمعۃ المبارک کو 2 بجکر 37 منٹ پر، عین اذانِ جمعہ کے وقت ”حی علی الفلاح“ کی صدا سنتے ہی اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔(۲۱)

انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل دوم

امام احمد رضا کے

سائنسی رسائل اور فتاوٰی کا موضوعاتی جائزہ

امام احمد رضا کے سائنسی رسائل کا جائزہ:

امام احمد رضا کا شمار عالمِ اسلام کی ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے جو بیک وقت دینی اور دنیاوی علوم میں ماہر ہوا کرتے ہیں جس میں ایک نامور شخصیت امام غزالی علیہ الرحمہ کا ذکر ملتا ہے جو اپنے زمانے کے عظیم فلسفی اور دوسری طرف شریعت محمدی ﷺ کے بہت بڑے عالم و مبلغ تھے۔ امام احمد رضا دینی اور دنیاوی دونوں علوم میں ایسی زبردست مہارت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ان کے علم فلسفہ کا مطالعہ کرے تو وہ ان کو ایک مذہبی رہنما شاید تصور ہی نہ کرے اور اگر کوئی فقیہ ان کی کتب کا مطالعہ کرے تو شاید وہ جان ہی نہ سکے کہ امام احمد رضا علوم عقلیہ میں بھی اتنی مہارت رکھتے ہوں گے مگر اس حقیقت کی گواہی ان کے قلمی شاہکار ہیں۔

آپ نے اپنی تمام کاوشوں کو جو آپ نے فتاویٰ نویسی کے دوران ہزاروں فتاویٰ لکھنے کے وقت قلم بند کی تھیں ان سب کو نبی کریم ﷺ کی عطا قرار دیا چنانچہ آپ نے اپنے ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ کا نام

رکھا۔آپ نے دوران فتویٰ نویسی جہاں محسوس کیا کہ جواب کوانتہائی دلیل کے ساتھ پیش کیا جائے اوراپنی فقیہانہ بصیرت کودوسروں تک پہنچایا جائے توانہوں نے فتویٰ کو ایک رسالہ کی شکل میں مکمل کیااس طرح فتاویٰ رضویہ میں دوسو سے زائد رسائل ہیں ان رسائل میں وہ رسائل بھی موجودہیں جوقطعاً علوم عقلیہ سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً:

(1)حسن التمیم للبیان حدالتیمم (1335ھ)

تیمم سے متعلق انتہائی طویل رسالہ جس میں 1200 سالہ فقہاء کرام کی بیان کردہ اقسام مٹی و پتھر کی فہرست مرتب کی۔اس میں تین سوگیارہ اقسام کا ذکرکیا کہ 181 اقسام سے تیمم جائز ہےاس میں 74 اقسام آپ سے پہلے فقہا کرام نے ذکرکیں جب کہ آپ نے اس میں 107 اقسام کی مٹی اورپتھر کی اقسام کا اضافہ کیا جبکہ 130 اقسام سے تیمم ناجائز بتایا اس میں بھی 58 اقسام اوائل فقہا کرام کی بتائیں جب کہ 72 اقسام آپ نے مزید بتائیں جن سے تیمم جائزنہیں۔اس طرح کل 179 کی اقسام صرف امام احمد رضا کی تحقیق سے سامنے آئی ہیں۔

(2)المطر السعید علیٰ نبت جنس الصعید (1335ھ)

اس رسالے میں امام احمد رضا نے ماہر حجریات کی حیثیت سے معدنیات کی اقسام اوران کے خواص بتائے ہیں۔امام احمد رضا نے علم حجریات کی حیثیت سے Metal یعنی دھات کی جوتعریف کی ہے جوآج تک کسی نے بھی نہیں کی۔آپ کی Defination کے مطابق دھات وہ شے ہے کہ جب اس کواثر نار (Heat) کے تحت رکھا جائے تووہ مائع Liquid کی طرح بہےاس میں موجودرطبہ یابسہ (Dry & wet)

اجزاء علیحدہ نہ ہوسکیں گے۔

(3) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس والدراھم (1324ھ)

دورۂ حج کے موقع پر کرنسی نوٹ سے متعلق پوچھے گئے سوال پر ایک ضخیم رسالہ عربی زبان میں تحریر کیا جس میں آپ نے اپنی علم معاشیات، اقتصادیات اور تجارت سے متعلق علمی جواہر دکھاتے ہوئے اس رسالے کو قلم بند کیا اور کرنسی نوٹ کا مسئلہ جو عرب وعجم کے علماء کے درمیان علمی تنازع بنا ہوا تھا آپ نے حل کیا کہ کاغذ کے نوٹ سے لین دین جائز ہے اوراس پر عرب وعجم کے علماء نے "مجدد دین وملت" کے لقب سے نوازا۔

(4) الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (1328ھ)

اس رسالے میں امام احمد رضا مکمل ماہر ہیئت دان نظر آتے ہیں انہوں نے اس رسالے میں نہ صرف شرعی مسئلہ بتایا بلکہ فونو گراف سے قرآن کی کی گئی تلاوت کی کیا شرعی حیثیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا کہ آواز کس طرح کانوں تک پہنچتی ہے کیونکہ آہستہ آہستہ یہ آواز ختم ہوجاتی ہے اور کان میں کم یا زیادہ کیوں سنائی دیتی ہے اس کے سوا دور تک سنی جاتی ہے اور یہ آواز کس طرح زبان اور ہونٹ کے ذریعے بنتی ہے جب سینے سے ہوا باہر آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

(5) تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (1325ھ)

یہ رسالہ بظاہر طاعون کی بیماری سے متعلق شرعی مسائل پر مشتمل نظر آتا ہے مگر اس کو بغور پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا نہ صرف ہیئت دان تھے بلکہ پوری میڈیکل سائنس کے بھی ماہر تھے اسے پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ امام احمد رضا طبی طور پر بھی جانتے ہیں کہ بیماریاں اُڑ کر نہیں لگتیں، کوئی مرض ایک دوسرے کی

طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمار نہیں ہوتا۔

(6) فوز مبین درر دِ حرکتِ زمین (1338ھ)

اس رسالے میں امام احمد رضا نے 105 سائنسی دلائل سے زمین کو ساکن اور سورج و دیگر ستاروں وسیاروں کی گردش کو ثابت کیا ہے۔اس رسالے میں نیوٹن اور آئن سٹائن جیسے نامور سائنس دانوں کی کاوشوں کا مدلل تعاقب ورد کیا ہے۔

امام احمد رضا نے ایک ہزار سے زیادہ کتب ورسائل اور مقالات لکھے ہیں جن میں سے 250 سے زیادہ رسائل علوم عقلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان علوم میں فزیکل، میڈیکل سائنسز کے علاوہ علومِ معاشیات، اقتصادیات، حجریات، ارضیات، نجوم، فلسفہ شامل ہیں، گویا یہ تمام مروجہ علوم وفنون پر آپ کے قلمی شاہکار آپ کے علم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

امام احمد رضا کے فتاویٰ کا موضوعاتی جائزہ:

امام احمد رضا فنِ فتویٰ نویسی میں انتہائی ماہر تھے، ان کا سلسلہ حدیث شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے منسلک تھا۔انہوں نے فقہ میں سند شیخ عبدالرحمٰن مکی سے حاصل کی جن کا سلسلہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔امام احمد رضا نے 1286ھ بمطابق 1869ء کو فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور 1293ھ بمطابق 1876ء کو فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت مل گئی، پھر جب 1297ھ بمطابق 1880ء میں ان کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خان کا انتقال ہوا تو امام احمد رضا مستقل طور پر مسندِ افتاء پر فائز ہو گئے۔

مجموعی طور پر امام احمد رضا نے 54 سال فتویٰ نویسی کی، ان کی سرعتِ تحریر کا عالم یہ تھا کہ مسودات کو چار نقل کرنے والے بیک وقت نقل کرتے جاتے ، یہ فارغ

بھی نا ہوتے تھے کی پانچواں صفحہ بھی تیار ہو جاتا، اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی زندگی میں کتنا کچھ لکھا ہوگا۔ آپ کے ہاں ساری دنیا سے اس قدر استفتاء آتے کہ کسی مفتی کے پاس اتنے سوال آتے نا سنے، ایک وقت میں پانچ پانچ سو استفتاء جمع ہو جایا کرتے۔ خود امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر کے یہاں علاوہ دیگر مشاغلِ کثیرہ دینیہ کے کارِ فتویٰ اس درجے وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زیادہ ہے شہر و دیگر بلاد و امصار جملہ اقطار ہندوستان، بنگال و پنجاب و ملیبار، برما و ارکان و چین و غزنی و امریکہ و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں"۔ (۲۲)

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ کی بارہ جلدیں یادگار ہیں۔ (۲۳)

امام احمد رضا کے فتاویٰ کی دینی اہمیت تو واضح ہے لیکن دوسری کئی حیثیّات سے بھی اہم ہے جیسے تاریخی، سیاسی، علمی، لسانی، ادبی، عمرانیاتی، اقتصادی، معاشرتی، سوانحی وغیرہ وغیرہ، ان کے فتاویٰ اپنے دامن میں بہت سے علوم سمیٹے ہوئے ہیں۔ امام احمد رضا کے فتاویٰ عربی، اردو، فارسی زبان میں ہیں اور ہر زبان میں ایسی عمدہ تحریر نظر آتی ہے کہ گویا ان کی اپنی مادری زبانیں ہیں۔

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" کو قانون کے ماہرین نے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، چنانچہ ہندوستان کے مشہور قانون داں اور بمبئی ہائیکوٹ کے جج پروفیسر ڈی ایف ملّا نے امام احمد رضا کے فتاویٰ کو" فتاویٰ عالمگیری" سے عظیم شاہکار قرار دیا ہے۔ (۲۴) پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید احمد (استاد شعبہ علوم اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی) لکھتے ہیں:

"فقہ کے میدان میں آپ کے فتاویٰ فقہ اسلامی کا وہ عظیم کارنامہ ہیں جو آپ کو مجتہد کے درجے پر فائز کرنے کے لیے کافی ہیں"۔(۲۵)

شیخ ابوالفتاح ابوغدّہ (پروفیسر کلیۃ الشرعیہ محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض) نے آپ کے فتاویٰ سے ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا تو حیران رہ گئے اور فرماتے ہیں:

"عبارت کی روانی اور کتب وسنت واحوال سلف سے دلائل دیکھ کر میں حیران ہو گیا اور ششدر رہ گیا اور ایک فتوے کے مطالعے کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے"(۲۶)

مشہور محقق وقلمکار اور امام احمد رضا کے معاصر مولانا وحید احمد بدایونی لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا بریلوی کا علم نافع ان کی فقاہت پر منتہی تھا، اسی سے انہیں مقبولیت حاصل ہوئی اور اسی سے ان کا نام زندہ ہے"۔(۲۷)

امام احمد رضا کے مستفتی احباب:

امام احمد رضا کے مستفتیوں میں علماء وفضلاء کے علاوہ پاک وہند کی عدالت ہائے عالیہ کے جج بھی شامل ہیں اور کلیات وجامعات کے پروفیسر بھی شامل ہیں جیسا کہ جسٹس محمد دین مرحوم (چیف کورٹ بہاولپور) جب ایک مقدمے کا فیصلہ نا کر سکے تو آٹھ مفتیوں سے فتوے لیے، لیکن پھر بھی مطمئن نہ ہو سکے تو انہوں نے ہدایت کی کہ پورا مقدمہ متعلقہ فتوؤں کے نقول کے ساتھ امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کیا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ ان تمام فتاویٰ کو ملاحظہ فرمائیں اور ان حل طلب سوالات کے متعلق اپنی رائے اسناد کے ساتھ تحریر فرما کر بہت جلد مرحمت فرما دیں، مقدمہ چونکہ ایک عرصے سے دائر ہے اس لیے نتیجہ کے بھجوانے کی استدعا کی جاتی ہے کہ بہت جلدی عدالت ھٰذا میں بھجوایا جائے۔(۲۸)

اسی طرح اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر ریاضی اور پرنسپل مولوی حاکم علی مرحوم امام احمد رضا سے سائنسی، علمی اور سیاسی موضوعات پر گفتگو فرماتے اور فتوے لیتے رہتے تھے۔ تحریک ترک موالات (1921ء) کے زمانے میں انہوں نے امام احمد رضا سے جو فتویٰ لیا وہ علامہ اقبال کی نظر سے بھی گزرا، ان کا وہ فتویٰ مشہور و معروف ہے، اس فتوے نے تحریک ترک موالات کے حامیوں کی اصلاح کی اور مسلمانوں کو تباہی سے بچایا۔ (۲۹)

امام احمد رضا نے آگے بھی جن کو فتویٰ نویسی کی تربیت دی وہ بھی اپنے عروج کو پہنچے، ان حضرات میں یہ نام قابل ذکر ہیں: مولانا حامد رضا خاں، مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا حشمت علی وغیرہ۔ مولانا حامد رضا خاں آپ کے بڑے اور مولانا مصطفیٰ رضا خاں آپ کے چھوٹے شہزادے تھے اور فن فتویٰ نویسی میں اپنی مثال آپ تھے۔ امام احمد رضا نے مولانا امجد علی اور مولانا مصطفیٰ رضا خاں کو منصبِ افتاء وقضاء پر مامور کرتے ہوئے کہا تھا:

> "ان دونوں کو نا صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہوں کہ ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضی اسلام کی ہوتی ہے"۔

اسی طرح مولانا ظفر الدین بہاری بھی فقہ و حدیث میں بہت بلند مقام کے مالک تھے، فنِ حدیث میں ان کی تالیف "صحیح البہاری" قابل ذکر ہے۔ (۳۰)

۞ ۞ ۞

فصل سوم

امام احمد رضا کی تصانیف

میں موجود سائنسی جہتوں کا مختصر جائزہ

سائنسی جہتوں کا مختصر جائزہ:

امام احمد رضا جب بھی کسی دنیاوی یا سائنسی علوم پر بحث کرتے ہیں اس بحث کے شروع یا آخر میں یا جہاں مناسب سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان یا یقین کا اظہار کرتے ہیں اور وہ قاری کو اس بات کی طرف ضرور توجہ دلاتے ہیں کہ نظام فطرت ایک طرف اور اللہ کی قدرت ایک طرف اور وہی مقدم کہ وہ خالق کل اور مالک حقیقی ہے۔ اگر چہ کائنات کا سارا سسٹم فطرت کے تحت رواں دواں ہے اور عموماً اپنی فطرت کے تحت چلتا بھی رہے گا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر آن اس سسٹم پر فوقیت رکھتی ہے اور ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ اس قدرت پر ایمان ضرور رکھے۔

یہاں پر امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر بحث کا مختصر جائزہ ملاحظہ کیجیے۔

امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ جلد اول میں ایک مقام پر پانی کی رنگت پر بحث کرتے ہوئے آبی بخارات (Water Vaoros) کے اجزاء کیونکر بادلوں کی صورت میں نظر آتے ہیں اور برف کے اجزاء اگر چہ پانی کے اجزاء سے باریک ہیں مگر کیونکر

برف اوپر سے نیچے گرتی ہے؟ بحث ملاحظہ کیجیے:

"شرح موافق" میں علوم بالحس کی بحث موجود ہے کہ برف شفاف اجزاء (Transprent particles) کا مرکب ہے۔ اس کا کوئی رنگ نہیں بلکہ وہ پانی کے باریک اجزاء ہیں۔ پانی کے رنگ کی نفی میں یہ عبارت ظاہر ہے، اگر تو کہے تو ہوسکتا ہے کہ اجزاء باریک ہونے کی وجہ سے رنگ ظاہر نا ہوتا ہو"۔

امام احمد رضا کہتے ہیں کہ:

"ہرگز ایسا نہیں ہے کیونکہ بادل کے بخارات میں رنگ ظاہر ہوتا ہے اور یہ رنگ پانی کے اجزاء کا رنگ ہے حالانکہ یہ اجزاء برف کے اجزاء سے بھی زیادہ باریک ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کے برف اوپر سے گرتی ہے اور بخارات اوپر کو اُٹھتے ہیں اور باریک ذرّہ اگر علیحدہ ہو تو وہ نظر نہیں آتا تو اس کا رنگ کیسے نظر آئے گا اور چھوٹے اجزاء جب جمع ہوں تو نظر آتے ہیں تو ان کا رنگ بھی نظر آئے گا"۔ (۳۱)

آگے مزید تفصیل سے لکھتے ہیں:

"اگر تو کہے کہ جسم کیسے دکھائی دیتا ہے جبکہ اجزاء تو نظر نہیں آتے تو میں اولاً کہتا ہوں کہ نگاہِ انسانی فطری طور پر انتہائی باریک چیز کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے جبکہ وہ چیز منفرد (Single particle) ہو لیکن اس کے ساتھ اس کی متعدد امثال جمع ہو جائیں تو وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسے سفید بیل کی جلد ہر سوئی کے سر کے برابر سیاہ نقطہ (Fine Black Spot)

دکھائی نہیں دیتا لیکن اگر متعدد سیاہ نقطے جمع ہوں تو نظر آنے لگتا ہے"(۳۲)

اس انتہائی تفصیلی بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں قدرت خداوندی پر اپنے ایمان وایقان کا اظہار کرتے ہیں:

"دلیل فلسفہ کے مذہب کے مطابق اگر مان لیں تو فبہا وگرنہ ہماری دلیل ایمان یہ ہے کہ نگاہیں اور تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہیں اگر وہ چاہے ایک اندھا تاریک رات میں سیاہ چیونٹی کی آنکھ کو دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ نا چاہے تو دن کی روشنی میں فلک بوس پہاڑ نیلگوں آسمان کو بھی نہیں دکھ سکتا۔ چونکہ اس نے چاہا کے اجزاء انفرادی طور پر نظر نہ آئیں اور جب جمع ہوں تو نظر آنے لگیں لہٰذا جیسا اس نے چاہا ویسا واقعہ ہوا"۔(۳۳)

امام احمد رضا کی علمِ صوتیات پر دسترس کا ڈیرہ غازی خان کے ایک اسکالر اور رضا اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد مالک نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ایک کتاب" امام احمد رضا اور علم صوتیات" کے نام سے ترتیب دی ہے، اس کتاب میں آپ نے جدید ٹیلی کمیونیکشن سسٹم کو امام احمد رضا کے بتائے ہوئے قوانین سے تقابل کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اس میں امام احمد رضا کی علم صوتیات پر مکمل گرفت ثابت کی ہے مثلاً امام احمد رضا نے ایک صدی قبل 1328ھ 1909ء میں اہم رسالہ "الکشف شافیا حکم فونو جرافیا" میں اپنے مشاہدات کی بناء پر فکر انگیز تحقیق پیش کی کہ:

"علم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یا قرح(Strikes

وقلع (Seprate) (Collides) ہے اس کے سننے کا وہ تموج کو تجدد (Renwed Undualation) وقرع تا ہوائے جوف (کان) سمع ہے۔

متحرک اول کے قرع سے ملا مجاور میں جو شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی، کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش (حرکت) بھی دی اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی ٹھپا (Harmonic Motion Ware) کہ اس میں بنا تھا اس میں اُتر گیا یونہی وہی آواز کی کا پیاں ہوتی چلی گئیں اگر چہ جتنا فاصلہ (Distance) بڑھتا گیا اور اتنا ہی وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔تموج (wave undulalation) وقرع (next strike) میں ضعف آتا جاتا ہے اور ٹھپا کا ہلکا پڑتا ہے، لہٰذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حروف سمجھ نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد پر تموج ختم ہو جاتی ہے"۔(۳۴)

ڈاکٹر مالک صاحب رقمطراز ہیں کہ ایشیائی مسلمان سائنسدان امام احمد رضا نے 90 برس قبل اپنے مشاہدات و تجربات کی بناء پر فکر انگیز تحقیق پیش کر کے عالم اسلام میں (بحیثیت مسلم سائنسدان) سبقت حاصل کر لی تھی اور جو تحقیق آج (D.H.M(Damped harmonic Motion کہلاتی ہے۔مذکورہ بالا تحقیق کی تشریح انگریزی زبان میں یوں کی جاتی ہے:

ound waves travel in the medium in a fashion

that a sound source procuce sound.The energy is taken by a molecule to molecule and it exhibits simple Harmonic Motion.These Molecules strikes collids with other molecules.The second molecule now collides with 3rd molecule or this process of collision carries on.Finally the molecule receives the energy released by the sourse of sound and transmits this energy to the sound detector which may be human ear.In case of damped hormonic motion, actually the amplitude of the oscillation gradually decreases to zero,with the passage of time, as a result of friction force this motion is said to be damped motion by friction and is called damped Hormonic Motion. (۳۵)

امام احمد رضا علم کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے اتنے مخلص تھے کہ سائل اگر سوال تفصیل سے نا بھی کرتا یا سائل کے سوال میں علم کی تحقیق مدنظر نہ بھی ہوتی مگر امام احمد رضا اس سائل کے جواب میں آنے والے زمانے کے تشنہ لوگوں کی پیاس کا بندوبست فرما دیتے ہیں اور یہ بھی ثابت کر دیتے ہیں کہ کسی بھی سوال کا جواب سو فیصد اس وقت ہی ہوسکتا ہے جب اس علم کو مفتی جانتا ہو، اگر مفتی اس علم کی گہرائی اور گیرائی سے واقف نہیں تو وہ سرسری جواب تو دے سکتا ہے مگر غلطی کا احتمال رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو علم کی فہم عطا کی تھی لہٰذا اللہ کی اس عطا کا وہ بارہا مظاہرہ قلم کے ذریعے فرماتے ہیں۔ مثلاً اب اگر مفتیان کرام سے یہ سوال کیا جائے

کہ تیمم کے لیے کیا شرائط ہیں تو سب کا متفقہ جواب ہوگا کہ پتھر، مٹی، خاک۔ پھر وہ پتھروں کو گنوادیں گے کہ یہ پتھر ہیں ان پتھروں سے تیمم ممکن ہے اور جو پتھر نہیں ان سے تیمم بھی نہیں ہے اور جب ایسا کوئی مسئلہ سامنے آیا کہ کوئی شے پتھر ہے یا نہیں تو عمومی فیصلہ دیا جائے گا کہ اگر وہ نسل پتھر سے تعلق رکھتا ہے تو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔ مگر یہ جواب کوئی بھی نہ دے گا کہ وہ پتھر کیوں ہے اور کیوں نہیں ہے۔ ہاں وہ مفتی جواب دے سکے گا جس کو پتھر بننے کے تمام عمل معلوم ہوں گے۔ (۳۶)

امام احمد رضا ان ہی مفتیوں میں شامل ہیں جو پتھر کے بننے کے عمل سے بھی واقف ہیں چنانچہ مرجان یا مونگا جسے Coral بھی کہا جاتا ہے انہوں نے طویل تحقیق کے بعد اس کو چٹان میں شامل کیا ہے۔ وہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ سمندر کی تہہ میں کیا کیا عمل ہو رہے ہیں، کہاں سے زمین کھسک رہی ہے، کہاں پر سمندر میں پتھر اور پہاڑ بن رہے ہیں، کون کون سے جانور سمندر کی تہہ میں پائے جاتے ہیں مچھلی اور جھینگے میں کیا فرق ہے اور سمندر میں موتی اور مونگا (مرجان) کیسے بنتے ہیں۔ (۳۷)

امام احمد رضا ہر علم سے صرف آگاہ ہی نہیں تھے بلکہ اس علم کے تمام اصول و ضوابط کو بھی جانتے تھے، یہی وجہ کہ جب آپ اپنے اسلاف کی تحقیق کو پیش کرتے ہیں تو ان سہو کا اصول وضوابط کی روشنی میں اشارہ کرتے ہیں مگر ان کے اپنے سائنسی مقالات میں کوئی بات یا دلیل سائنسی اصول کے خلاف نہیں ملتی۔ سب سے اہم امر یہ تھا کہ ان کا کوئی بھی سائنسی نظریہ قرآن واحادیث کی کسی بھی عبارت یا آیت کے مخالف نہیں ہوتا، بلکہ وہ ہر اصول کو ان دونوں مآخذ کے آئینے میں پرکھتے تھے اگر اس کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ دنیاوی علوم کے اصول کو اگر ان دو ماخذ کے

خلاف پاتے ہیں تو بہت ہی شد و مد کے ساتھ رد کر دیتے ہیں اور اپنا اسلامی نظریہ پیش کرتے ہیں، یہ بات الگ ہے سائنسی دنیا ان کے موٴقف کو تسلیم نہ کرے۔(۳۸)

مرجان (مونگا/Coral) کے متعلق فقہائے کرام کے مختلف موٴقف ہیں بعض فقہا اس کو نباتات (Vegetation) میں شامل کرتے ہیں اس لیے اس سے تیمم کو ناجائز قرار دیتے ہیں جبکہ بعض محققین اس کو پتھر میں شامل سمجھتے ہوئے تیمم جائز بتاتے ہیں مگر بعض حضرات درمیانی صورت کے بھی قائل ہیں۔اسی طرح حیوانات اور ارضیات کے ماہرین بھی مختلف آراء رکھتے ہیں۔بعض کے نزدیک یہ نباتات سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک حیوانات(Invertebrate Animal) سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ مونگا کی شکل پتھر سے ہی ملتی ہے۔(۳۹) امام احمد رضا کی تحقیق پیش کرنے سے پہلے جدید سائنسی معلومات ملاحظہ کیجیے:

> Coral-the hard limy(Calciam Carbonate) subtance produced by colonies of small marine Invertebrate animals(Which has no eyes, no anus or any circulatary system) of the phylum CEOLENTRAT. The base of the Coral polyp sit in a stony cup which it secretes. As the old individual die(animal dies)
>
> These Caco3 cups remain and serve as a base for new individuals. The stony deposits(inform

of clonies or some time individual animal) take varied forms, shapes, sizes and colors, depending on the kind of coral organism. Corals are found almost exclusively warm semitropical and tropical seas. The most interesting corals are the many reef-building species, which forms a wide, lengthy and vertical colony(۴۰)

مرجان سمندروں کی مختلف کم گہرائیوں میں پایا جانے والا ایک قسم کا جانور ہے جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور عجیب قسم کا جانور ہے نا منہ ہے نا آنکھیں نا کوئی اور سسٹم یہ جانور سمندر سے Ca Co3 کو غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے اور اپنے پیچھے کیلشیم کا نالی نما خول چھوڑتا جاتا ہے اور افقی سمت بڑھتا ہے۔ اس قسم کے جانور بعض دفعہ ایک ہی جگہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں بڑھنا اور پھیلنا شروع ہو جاتے ہیں اس لیے ایک جانوروں کی کالونی نما چٹان بننا شروع ہو جاتی ہے جس کی لمبائی بعض دفعہ کلومیٹر اور اونچائی کئی سو میٹر پہنچ جاتی ہے جب یہ کورل کالونی زندہ جانوروں کی شکل میں سمندر کی تہہ میں ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی گھاس نما درخت اُگا ہوا ہے اور سمندر کی لہروں کے ساتھ یہ چاروں طرف جھکتا رہتا ہے، مگر آہستہ آہستہ نیچے کا حصہ چٹان بنتا جاتا ہے اور اوپر قیام کیے ہوئے تمام جانور ہلاک ہوجاتے ہیں تو پھر ایک چٹان کی شکل اختیار کر لیتا ہے، بعض اوقات یہ دوسری مٹی کی تہہ میں دب جاتا ہے، اس میں اور دیگر چٹانوں میں فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے مگر یہ اپنے مونگے کے باعث جلد

ہی پہچانا جاتا ہے۔(۴۱)

اس مرجان کو پتھر یا چٹان کہا جائے اور اس کو جنسِ زمین سے سمجھا جائے یا نہیں اور اس سے تیمم جائز ہے یا نہیں ان تمام سوالوں کے تفصیلی اور تحقیقی جوابات امام احمد رضا نے اپنے ایک ضمنی رسالے ''المطر السعید علیٰ نبت جنس الصعید'' میں تحریر فرمائے ہیں۔امام احمد رضا نے اس رسالے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیمم کے سلسلے میں ایک قاعدہ بیان فرمایا کہ:

ہر اس چیز سے کہ جنسِ ارض (Kind of rock) سے تیمم جائز ہے جب کہ غیر جنس سے مغلوب نا ہو اور اس کی غیر سے ہمارے جملہ آئمہ کے نزدیک جائز نہیں لہٰذا جنس ارض کی تحریری اور تعدیہ (Explanation) درکار ہے''۔(۴۲)

سب سے پہلے جنسِ ارض سے متعلق امام احمد رضا کی تعریف ملاحظہ کریں:

''ہمارے مشائخ نے فرمایا جنسِ ارض وہ ہے جو آگ سے جل کر راکھ نا ہو جائے اور جو نرم نا ہو اور پارہ پارہ نا ہو۔یاقوت پتھر بھی انہی چیزوں میں داخل ہے جو نا نرم ہوتا ہے نا منطبع اور نا جلتا ہے اور جو آگ سے جل جائے یا اس سے نرم ہو جائے وہ جنسِ ارض سے نہیں''۔(۴۳)

امام احمد رضا منطبع کی وضاحت کرتے ہیں کے کہیں پڑھنے والا غلط فہمی کا شکار نا ہو کہ ریت بھی تو پارہ پارہ یا ریزہ ریزہ شکل میں ملتی ہے کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ جنسِ ارض سے نہیں؟ مگر امام احمد رضا ہر متعلقہ اشکال کا خیال رکھتے ہیں اس لیے فوراً منطبع کی وضاحت فرمائی:

"ہماری تقریر سے واضح ہوا کے مٹی بھی منطبع ہوتی ہے ابھی قاموس سے گزرا طبع الحجر من الطین مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی صلاحیت آگ سے نرم ہوکر پیدا ہو، عامہ علماء نے کہ یہاں منطبع مطلق چھوڑا ہے اس سے یہی منطبع بالنار مراد ہے ورنہ پانی مٹی بھی گلتی اور پگھلتی ہے"۔(۴۴)

امام احمد رضا نے اپنے اس رسالے (Article) میں کہ کون سی شے زمین کا حصہ ہے اور کون سی شے زمین کے حصے سے تعلق نہیں رکھتی اس کی طویل بحث کرتے ہوئے 14 مختلف زاویوں سے ثابت کیا کہ کب اور کن حالات میں کب اور کون سی شے زمین کا حصہ ہے یا نہیں، مگر یہاں تفصیل میں جائے بغیر امام احمد رضا کا مختصر نظریہ پیش کرتا ہوں۔(۴۵)

"التوفیق، غیر جنس ہونے کا مناط سات قول ووصف پر مشتمل ہیں ان سات اوصاف میں سے ایک بھی ہوتو وہ شے جنسِ ارض سے نہیں اور اس سے تیمم جائز نہیں اور اصلاً ایسا کوئی وصف نہ ہوتو جنسِ ارض سے ہے اور تیمم بھی جائز ہے"۔(۴۶)

امام احمد رضا نے جنسِ ارض کی طویل بحث کے بعد 181 اقسام کی مٹی یا پتھر گنوائے ہیں جن سے تیمم جائز ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ 181 میں 107 اقسام صرف امام احمد رضا کا اضافہ (Contribution) ہے اس سلسلے میں آپ لکھتے ہیں:

"ان بعض اشیا کا شمار جن سے ہمارے امام ابوحنیفہ (علیہ الرحمۃ) کے مذہب میں تیمم جائز ہے انہیں دو قسم کریں منصوصات (تحقیق شدہ) جن کی تشریح کتابوں میں اس وقت پیش نظر ہے مزیدات کہ فقیر (احمد رضا)

نے اضافہ کیں"۔(۴۷)

امام احمد رضا کی ذہانت پہ حیرت ہے اور یہ یقیناً فضلِ ربی ہے کہ بارہ سو سال میں ہزاروں فقہاء نے 74 اقسام کی اشیاء سے تیمم جائز بتایا اور واحد امام احمد رضا نے اپنی پچاس سالہ علمی کاوش میں 107 مزید اقسام کی مٹی کا اضافہ کیا جن سے تیمم کیا جا سکتا ہے اسی طرح عدم جواز کے سلسلے میں بھی 1200 سال میں 58 اقسام کی اشیا جو زمین کی جنس سے تعلق نہیں رکھتی فقہاء نے تیمم سے منع کیا ہے امام احمد رضا نے 72 کا اپنی طرف سے اضافہ کر کے عدم جواز کی تعداد 130 تک پہنچا دی خود نقل فرماتے ہیں:

"یہ 311 چیزوں کیا بیان ہے 181 سے تیمم جائز، جن میں 74 منصوصات اور 107 زیاداتِ فقیر اور 130 سے ناجائز جن میں 58 منصوصات اور 72 زیاداتِ فقیر۔ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نا ملے گا، بلکہ زیادات در کنار اتنے منصوصات کا اخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا"۔(۴۸)

امام احمد رضا نے اس رسالے کے آخر میں گیارہ ان اقسام کا بھی ذکر کیا ہے جن سے تیمم میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ اشیاء جنسِ ارض سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض کے نزدیک تعلق نہیں رکھتی۔امام احمد رضا نے ہر ایک پر تفصیلی بحث کے بعد اپنا مؤقف بیان کیا ہے یہی صورتحال مرجان کے ساتھ ہے، فقہائے کرام کی اس میں دو رائے پائی جاتی ہیں کچھ فقہائے کرام اس مرجان کو نباتات میں شمار کرتے ہوئے اس سے تیمم ناجائز قرار دیتے ہیں مگر امام احمد رضا نے اس بات کی تحقیق کے بعد مرجان ایک قسم کی چٹان ہی ہوتی ہے اس لیے اس سے تیمم کو جائز قرار

دیا۔اس تحقیق کا خلاصہ ملاحظہ کیجیے۔قرآن مجید میں دوجگہ مرجان کا ذکر آیا ہے اور امام احمد رضا نے دونوں جگہ مراد مونگا لیا ہے چھوٹا موتی مراد نہیں لیا۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ (۴۹)

ترجمہ: ان میں سے موتی (Pearl) اور مونگ (Coral) نکلتا ہے۔

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ (۵۰)

ترجمہ: گویا لعل (Ruby) اور مونگ (Coral) ہیں۔

امام احمد رضا مرجان سے تیمم کے سلسلے میں اس کے جواز اور عدم جواز پر فقہا کرام کی کتب کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”تبین الحقائق، معراج الدرایہ، غایۃ البیان، توشیح عنایۃ، محیط، خزانۃ الفتاویٰ، بحر، نہر اور ہند وغیرہ عامہ کتب میں اس سے جواز تصریح ہے مگر فتح میں ممانعت واقع ہوئی اور درمختار و خادمی نے ان کا اتباع کیا۔ شیخ الاسلام غنی نے بھی اسی طرح میل فرمایا اور ان کے شیخ نے بحر میں فرمایا وہ سہو ہے۔نہر نے فرمایا سبق قلم ہے اور حق جواز ہے جیسا کہ ازہری اور شامی میں ہے“۔(۵۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”اور علامہ عبدالحکیم رومی نے عجب بات کہی انھوں نے منح الغفار سے اخذ کر کے کہا: میں کہتا ہوں یہ سہو نہیں، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہی ٹھہرا کہ وہ (مونگا) پانی سے بنتا ہے جیسے موتی اس لیے جنسِ ارض نہیں لہٰذا اس سے تیمم جائز نہیں“۔(۵۲)

امام احمد رضا اپنے مشاہدات اور مؤقف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اقول منح الغفار کی عبارت جیسا کہ شامی میں ہے اس طرح ہے میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ سہو نہیں اس لیے کہ انھوں نے جواز تیمم سے اس لیے منع کیا کہ ان کے نزدیک یہ ٹھہرا کہ وہ (مونگا) پانی سے بنتا ہے جیسے موتی (Pearl) تو اگر حقیقت اسر یہ ہی ہے تو منع جواز میں کوئی اختلاف نہیں، اور قائل جواز نے جائز اس لیے کہا کہ اس کے نزدیک نہ ٹھہرا کہ وہ اجزائے زمین سے ہے تو اگر وہ ایسا ہی ہے تو جواز میں کوئی کلام نہیں۔

جوہر شناسوں (Gemonologist) کے کلام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دو مشابہتیں (Similarities) پائی جاتی ہیں (1) ایک مشابہت نباتات (Plant) سے (۲) اور ایک مشابہت معدنیات (Nonmetallic ores) سے ہوتی ہے۔ ابن الجوزی نے اسے صاف طور پر بیان کیا وہ لکھتے ہیں یہ (مرجان) عالم نباتات (Vegelation/plant) اور عالم جماد (Stone) کے درمیان متوسط ہے۔ اپنے تحجر اور پتھر کی طرح ٹھوس ہونے میں جماد (چٹان) کے مشابہ ہے اور اس بات میں نبات (پودے) کے مشابہ ہے کہ سمندر کی گہرائی میں اس کے رگوں (Veins) اور پھوٹی ہوئی کھڑی (Vertical branching) ڈالیوں والے اگنے والے درخت لگتے ہیں۔ (۵۳)

امام احمد رضا آگے چل کر محشی رملی کا جواز کا مؤقف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"مرجان ۔ مونگا (Coral reet or coralline Limestone) دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے جو سمندر میں درختوں کی طرح

بڑھتا ہے اس لیے عامہ کتب میں جواز پر جزم ہے"۔(۵۴)

امام احمد رضا تمام آراء کی تطبیق کرتے ہوئے تجزیہ پیش کرتے ہیں:

"اقول، اصحاب احجار (ماہ حجریات نے اس کے حجر (پتھر) ہونے کی تصریں (Confirm) کی اور اسے حجر شجری (Tree like stone) کہا، نہ شجر جری (Stone like tree)"۔(۵۵)

امام احمد رضا جامع ابن بیطار کے حوالے سے ارسطو کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بسذ (Branch Coral) اور مرجان (Coral) ایک ہی مرجان کو کہتے ہیں فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بسذ فرع، مرجان (مونگے) میں تخلخل (Rings) اور سوراخ (Cavity) ہوتے ہیں اور بسذ درخت کی ڈالیوں کی طرح پھیلتا اور بڑھتا ہے اور ڈالیوں کی طرح اس میں شاخیں بھی لگتی ہیں"۔(۵٦)

آپ مخزن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مرجان ایک حجری جسم (Stony body) ہے جو درخت کی ساق و شاق (Branchroot) کی طرح مشابہ ہوتا ہے۔

تحفہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بسذ مرجان کا ایک نام ہے اور ایک نباتی قوت رکھنے والا پتھر ہے جو دریا (سمندر) ک گہرائی میں سمندر کی تہہ میں اُگتا (بڑھتا) ہے"(۵۷)

امام احمد رضا ان مشابہتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مطلق آراء پیش کرتے ہیں:

"اور نبات (Plant growth) سے اس کی مشابہت سے (مرجان) کو حجر (پتھر ہونے) سے خارج اور شجر (کی اقسام) داخل نہیں کرتا"۔

امام احمد رضا مرجان کو پتھر کی قسم ہی سمجھتے ہیں اور اس کو سمندری چٹان کا حصہ قرار دیتے ہوئے جنسِ زمین قرار دیتے ہیں اور تیمم کو جائز سمجھتے ہیں چنانچہ آپ حکم شرعی دیتے ہیں: "جرم اس سے جواز تیمم میں شک نہیں"۔(۵۸)

اسی طرح جب ایک سائل نے ریاست رامپور محلہ چاہ شور سے سوال کیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

"فونوگراف سے قرآن مجید سننا اور اس میں قرآن شریف کا بھرنا اور اس کام کی نوکری کر کے یا اُجرت لے کر یا ویسے ہی اپنی تلاوت کا اس میں بھروانا جائز ہے یا نہیں اور اشعار حمد و نعت کے بارے میں کیا حکم ہے اور عورت کے ناچ گانے یا مزامیر کی آواز اس سے سننا بھی ایسا ہی حرام ہے جس طرح اس سے باہر سننا یا کیسا؟"۔(۵۹)

امام احمد رضا ایک مفتی کی حیثیت سے اس کا چار لائنوں میں بھی جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دے دیتے لیکن آپ نے علم صوتیات کے ماہر کی حیثیت سے اس بات کا جائزہ لیا کہ آواز کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس طرح فضا میں سفر کرتی ہے اور کانوں تک جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس کا جواب رسالہ کی صورت میں دیا اس جواب کا خلاصہ ملاحظہ کیجیے:

"ہمیں دو باتیں بیان کرنی ہیں ایک یہ کہ فونوگراف (Gramophone) سے جو آواز آتی ہے وہ بعینہٖ (Same) اس آواز کنندہ کی ہوتی ہے جس کی صوت (آواز) اس میں بھری ہے۔ قاری ہو، خواہ متکلم، خواہ آلہ طرب وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ بذریعہ تلاوت جو اس میں ودیعت ہوا پھر تحریک آلہ (instrument) جو اس سے ادا ہوگا سنایا جائیگا۔ حقیقتاً قرآن عظیم

ہی ہے۔اب ہم ان دو دعوں کو دو مقدموں میں روشن کریں گے۔وباللہ توفیق ۔مقدمہ اول کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے۔

(۱) آواز کیا چیز ہے؟ (۲) کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ (۳) کیونکر سننے میں آتی ہے؟ (۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے؟ (۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے؟ (۶) آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کسی چیز کی؟ (۷) اس کی موت کے بعد باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟"۔(۶۰)

مقدمہ اولیٰ پر مندرجہ بالا عنوانات کے تحت اپنے طویل سائنٹفک دلائل کے بعد آخر میں جو نتیجہ اخذ کیا وہ ملاحظہ کیجیے:

"بالجملہ شک نہیں طبلہ، سارنگی، ڈھولک، ستار یا ناچ یا عورت کا گانا یا فحش گیت وغیرہ وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سننا حرام ہے بلاشہ ان کا فونو سے سننا بھی حرام ہے نہ یہ کہ اسے محض تصویر و حکایت قرار دے کر علم اصل سے جدا کر دیئے۔یہ محض باطل و بے معنی ہے"۔(۶۱)

۞۞۞

فصل چهارم

امام احمد رضا کے

سائنسی رسائل کی عنوان کے تحت فہرست

سائنسی رسائل کی فہرست:

امام احمد رضا کو جن تمام علوم وفنون پر دسترس حاصل تھی ان تمام فنون پر آپ کی قلمی یادگاریں اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں موجود ہیں۔آپ نے سائنسی علوم وفنون پر اپنی جو قلمی کاوشیں یادگار چھوڑی ہیں ان کی فہرست درج زیل ہے:

1۔نزول آیات قرآن بسکون زمین وآسماں (۱۳۳۹ھ)

(ہیئت فلسفہ، اردو، حسنی پریس بریلی)

2۔معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین (۱۳۳۸ھ)

(ہیئت طبیعیات، اردو، مجلس رضا لاہور)

فلاسفہ قدیم وجدید کی تھیوریاں بیشتر امور میں آپس میں متصادم ہیں۔قدیم فلاسفہ کہتے تھے کی افلاک نو ہیں اور یہ حرکت میں ہیں، اور زمین ساکن ہے، جدید تحقیقات کرنے والے کہنے لگے آسمان کا کوئی وجود نہیں اور زمین حرکت میں ہے۔ امام احمد رضا نے ان دونوں مزعومات کو قرآن و حدیث کے خلاف بتایا اور اسلامی

نظریہ پیش کیا کہ آسمان وزمین دونوں موجود ہیں اور ساکن، شمس وقمر اور دیگر سیارے گردش میں ہیں۔ یہ دونوں رسالے اسی موضوع پر ہیں۔ (۶۲)

3۔ فوزمبین درردِحرکت زمین (۱۳۳۸ھ)

(ہیئت/طبیعیات، اردو، ۱۹۸۹ء دارالاشاعت بریلی)

امام احمد رضا نے یہ کتاب حرکتِ زمین کے رد میں لکھی، بعض سائنسدانوں کا نظریہ ہے کہ زمین کی حرکت محوری سے دن ورات کا تبادلہ حرکت مداری سے موسم کا تبادلہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ نظریہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، اس لیے 105 دلائل سے اس نظریہ کا ابطال کیا۔ (۶۳)

4۔ الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ والمحکمۃ لوھاء الفلسفہ الشمئۃ

(اردو، ۱۹۴۷ء سمنانی کتب خانہ، بریلی)

فلسفہ قدیم کے بہت سے نظریات اسلام کے مخالف بلکہ کفریات پر مشتمل ہیں اور فلسفہ کی کتابیں مدارس میں اس لیے پڑھائی جاتی ہیں کہ طلبہ فلسفہ کی گمراہیوں سے آگاہ رہیں، اور ان کے فریب پر مشتمل دلائل سے دھوکہ نا کھائیں اس کتاب میں امام احمد رضا نے ان گمراہ کن اور کفریات پر مشتمل نظریات کا نہایت مستحکم دلائل و براہین سے ردبلیغ کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ فلسفہ قدیم کی ضلالتوں سے نجات دلاتا ہے اور اسلامی عقائد کو مستحکم کرتا ہے۔ (۶۴)

5۔ الکشف شافیہ حکم فونوغرافیہ (۱۳۲۸ھ)

(علم صوتیات، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد دہم)

امام احمد رضا نے اس میں یہ بیان کیا ہے کہ فونوگرافی سے جو آواز سنی جاتی

ہے وہ بعینہٖ متکلم کی آواز ہوتی ہے، لہٰذا فونوگرافی پر وہی حکم لگایا جائے گا جو اصل کا حکم ہے۔ اگر اصل کا حکم جواز کا ہے تو اس سے سننا جائز ہوگا اور اگر اصل میں کسی چیز کا سننا منع ہے تو فونو کا بھی وہی حکم ہوگا۔ (٦٥)

6۔ قانون رویت اہلہ

(ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ)

یہ کتاب اس موضوع پر لکھی گئی کہ معلوم کیا جاسکے کہ قمری ماہ کی 29 تاریخ کو ہلال قابل رویت ہے یا نہیں۔ علمائے اسلام کو قواعد رویت کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے بعض تقریبی قواعد وضع کیے جو بہت مشکل اور طویل تھے۔ لہٰذا امام احمد رضا نے بہت آسان قواعد بیان فرمائے اور بعض آسان قواعد کو خود بھی وضع کیا، مقصد یہ ہے کہ ان قواعد کے ذریعے سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکے کہ 29 تاریخ کو ہلال قابل رویت ہے یا نہیں اگرچہ اس پر بنا کرتے ہوئے روزہ رمضان و ادائیگی حج و عید و قربانی کرنا درست نہیں لیکن اس سے ایک اندازہ ہو جائے گا نیز تاریخ عیسوی سے تاریخ ہجری اور تاریخ ہجری سے تاریخ عیسوی استخراج کرنے میں ان قواعد کی ضرورت پڑتی ہے۔ (٦٨)

7۔ الاحلی من اسکر لطلبۃ سکر روسر (۱۳۰۳ھ)

(علم کیمیا اطلاقی، اردو، فتاویٰ جلد دوم)

شاہ جہاں پور میں شکر کا ایک کارخانہ بنام روسر لگایا گیا تھا جس میں جانوروں کی ہڈیاں جلا کر شکر صاف کی جاتی تھی، ان ہڈیوں میں یہ کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا کہ یہ حلال جانوروں کی ہیں یا حرام، اس فیکٹری کی شکر کے بارے میں سوال ہوا

کہ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کے جواب میں یہ رسالہ لکھا اور اس کا حکم بیان کرنے سے پہلے دس ضابطے بیان فرمائے جن کی روشنی میں حکم مسئلہ کو بیان فرما کر صرف اس مسئلہ کی نہیں بلکہ سیکڑوں مسائل کی گتھیاں سلجھا دیں اور واضح کر دیا کہ ہماری شریعت اس طرح کے اوہام وخیالات بنائے کار رکھتی ہے اور نا ان کا اعتبار کرتی ہے۔(٦٩)

8۔المطر السعید نبت علی جنس الصعید (۱۳۳۵ھ)

(علم ارضیات، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد اول)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر اس چیز سے کہ جنسِ ارض سے ہو تیمم جائز ہے جبکہ غیر جنس مغلوب نا ہو اس کے غیر سے ہمارے جمیع آئمہ کے نزدیک روا نہیں لہٰذا جنسِ ارض کی تحدید وتعدید درکار۔ اس میں چار مقام ہیں، پھر ان سب کو علم ارضیات کے ذریعے تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔(٧٠)

9۔النور والنورق لاسفار الما المطلق (۱۳۳۴ھ)

(علم نور طبیعیات، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد اول)

اس رسالہ میں سوال یہ ہے کہ آبِ مطلق غسل و وضو کے لیے درکار ہے اس کی کیا تعریف ہے؟ آبِ مقید کسے کہتے ہیں؟ آپ نے علم نور طبیعیات کے توسل سے اس کا جواب دیا، فرماتے ہیں: یہ مسئلہ معرکۃ الآراء ہے فقیر بالتوفیق القدیر اول جزئیاتِ منصوصہ ذکر کرے پھر تعریف مطلق ومقید کہ اصالۃً ضابطہ کلیہ ہے اور دیگر کے لیے میعار، پھر ضوابط جزئیہ متون، پھر ضوابطہ کلیہ متاخرین، پھر جزئیات جدیدہ کے احکام کو بیان فرمایا ہے۔(٧١)

10۔رجب الساحۃ فی میاہ لایستوی (۱۳۳۴ھ)

(علم ریاضیات، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد اول)

اس میں اس سوال کا جواب ہے کہ حوض نیچے دہ دردہ ہے اور اوپر سے کم ہے بھرے ہوئے میں نجاست پڑی تو سب ناپاک ہو گیا یا صرف اوپر کا حصہ جہاں تک سو ہاتھ سے کم ہے؟ امام احمد رضا نے اس کا جواب علم ریاضیات کا ماہر ہونے کے ناطے دیا اور مسئلے کو حل کیا۔(۷۲)

11۔حاشیہ شرح تذکرہ

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

12۔حاشیہ طیب النفس

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

13۔اقمار الانشرح الحقیۃ الاصباح

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

14۔جاوۃ الطلوع والقمر للسیارۃ والنجوم والقمر

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

15۔حاشیہ تصریح

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

16۔حاشیہ شرح چغمنی (۱۳۹ اوراق)

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

17۔حاشیہ علم ہیئت

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

18۔رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

19۔حاشیہ شروح باکورہ

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

20۔حاشیہ خزانۃ العلم

(ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ)

21۔الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ

(ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ)

22۔مسئولیات اسھام

(ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ)

23۔جدول الریاضی

(ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ)

24۔الکسر العسری (۱۳۳۱ھ)

(۱۴اوراق/، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ)

25۔زاویۃ الاختلاف المنظر

(ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ)

26۔عزم البازی فی جوالریاضی

(ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ)

27۔کسور اعشاریہ

(۱۰۔اوراق/ ، ریاضی ، فارسی ، غیر مطبوعہ)

28۔معدن علومی در سنین ہجری عیسوی و رومی

(ریاضی ، فارسی ، غیر مطبوعہ)

29۔الاشکال الاقلیدس لنکس اشکال اقلیدس علم ہندسہ

(ریاضی ، عربی ، (۱۴۰۹ھ) مطبوعہ لاہور)

30۔حاشیہ اصول ہندسہ

(۱۵۔اوراق/ ، ریاضی ، عربی ، غیر مطبوعہ)

31۔حاشیہ تحریر اقلیدس

(ریاضی ، عربی ، غیر مطبوعہ)

32۔اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا

(ٹریگنومیٹری ، عربی ، غیر مطبوعہ)

33۔معنی المجلی للمغنی والظلی

(علم ہندسہ ، عربی ، غیر مطبوعہ)

34۔اطائب الکسیر فی علم کسیر

(۳۴۔اوراق/علم تکسیر ، عربی ، غیر مطبوعہ)

35۔حاشیہ الدرالمکنون ، علم تکسیر

(عربی ، غیر مطبوعہ)

36۔1152 مربعات

(علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ)

37۔ متجلّی العروس

(علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ)

38۔ رسالہ در علم تکسیر

(تکسیر، فارسی، غیر مطبوعہ)

39۔ الجداول الرضویہ مسائل الجفریہ

(علم جفر، عربی، غیر مطبوعہ)

40۔ الجوربۃ الرضویہ للمسائل الجفریہ

(علم جفر، عربی، غیر مطبوعہ)

41۔ الثواب الرضویہ علی الکواکب الدریہ

(علم جفر، عربی، غیر مطبوعہ)

42۔ رسالہ درِ لوگارثم بعلم لوگارثم

(اردو مطبوعہ ۱۹۸۰ء، کراچی)

43۔ ستین ولوگارم

(علم لوگارثم، اردو، غیر مطبوعہ)

44۔ حاشیہ زلالات البرجندی

(علم زیجات حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ)

45۔ حاشیہ برجندی علم زیجات حرکات سیارگان

(عربی، غیر مطبوعہ)

46۔حاشیہ زیج ایلخانی

(علم زیجات حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ)

47۔حاشیہ زیج بہادر خانی

(۲۱۲۔اوراق/علم زیجات حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ)

48۔حاشیہ فوائد بہادر خانی

(علم زیجات حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ)

49۔حاشیہ جامع بہادر خانی

(علم زیجات حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ)

50۔مضر المطالع للتقویم والطالع

(علم زیجات حرکات سیارگان، اردو، غیر مطبوعہ)

51۔حاشیہ القواعد الجلیلہ

(ریاضی جبر ومقابلہ، عربی، غیر مطبوعہ)

52۔حال المعادلات لقوی المکعبات

(ریاضی جبر ومقابلہ، فارسی، غیر مطبوعہ)

53۔رسالہ جبر ومقابلہ

(ریاضی جبر ومقابلہ، فارسی، غیر مطبوعہ)

54۔تلخیص علم مثلث کرّوی

(ٹریگنومیٹری، فارسی، غیر مطبوعہ)

55۔رسالہ علم مثلث

(ٹریگنو میٹری، فارسی، غیر مطبوعہ)

56۔وجوہ زوایا مثلث کرّوی

(ٹریگنو میٹری، فارسی، غیر مطبوعہ)

57۔الموہبات فی المربعات

(ارثما طیقی، عربی، غیر مطبوعہ)

58۔کتاب الارثما طیقی

(ارثما طیقی، عربی، غیر مطبوعہ)

59۔البدور فی اوج المجذور

(ارثما طیقی، فارسی، غیر مطبوعہ)

60۔ورء القبح عن ورک وقت الصبح

(علم توقیت، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد 4)

61۔تہیل التعدیل

(علم توقیت، اردو، غیر مطبوعہ)

62۔ترجمہ قواعد نائیکل المنک

(علم توقیت، اردو، مطبوعہ)

63۔جدول اوقات

(علم توقیت، اردو، مطبوعہ)

64۔میول الکواکب وتعدیل الایام

(علم توقیت/ نجوم، اردو مطبوعہ)

65۔زیج الاوقات الصوم والصلوٰۃ

(علم توقیت/نجوم،اردو غیر مطبوعہ)

66۔طلوع وغروب نیرین

(علم توقیت/نجوم،اردو،غیر مطبوعہ)

67۔الانجب الانیق فی طریق تعلیق

(علم توقیت/نجوم،مطبوعہ)

68۔استنباط الاوقات

(علم توقیت/نجوم،فارسی،غیر مطبوعہ)

69۔البرھان القویم علی العرض والتقویم

(علم توقیت/نجوم،فارسی،غیر مطبوعہ)

70۔تاج توقیت(۱۳۲۰ھ)

(علم توقیت/نجوم،فارسی،مطبوعہ)

71۔رویت ہلال رمضان(۱۳۲۳ھ)

(علم توقیت/نجوم،اردو،غیر مطبوعہ)

72۔جدول ضرب

(علم توقیت/نجوم،عربی،مطبوعہ)

73۔حاشیہ جامع الافکار

(علم توقیت/نجوم،عربی،مطبوعہ)

74۔حاشیہ زبدۃ المنتخب

(علم توقیت/نجوم،عربی،مطبوعہ)

75۔استخراج تقویمات کواکب

(نجوم/فلکیات،فارسی،غیر مطبوعہ)

76۔استخراج وصول قمر براس

(نجوم/فلکیات،فارسی،غیر مطبوعہ)

77۔ازکی البہانی قوو الکواب وضعفہا

(نجوم/فلکیات،فارسی،غیر مطبوعہ)

78۔رسالہ العاد قمر

(نجوم/فلکیات،عربی،غیر مطبوعہ)

79۔حاشیہ حدائق النجوم

(نجوم/فلکیات،عربی،غیر مطبوعہ)

80۔القواعد الجلیلہ فی علم الجبریہ

(علم ریاضی/الجبرا،عربی،غیر مطبوعہ)

81۔رسالہ درعلم مثلث الکروی القائم الزاویہ

(علم ریاضی/ٹرینگومیٹری،عربی،غیر مطبوعہ)

82۔الجفر الجامع (۱۳۳۳ھ)

(علم جفر/فلکیات،عربی،غیر مطبوعہ)

83۔البیان شافیا لفونوغروفیا (۱۳۲۶ھ)

(علم صوتیات،عربی،غیر مطبوعہ)

84۔ الجواھر والتوقیت فی علم التوقیت

(علم توقیت، عربی، غیر مطبوعہ)

85۔ سمع الداء فیما جورف العجز عن الماء (۱۳۳۵ھ)

(علم نور طبیعیات، اردو، فتاویٰ جلد اول)

86۔ مبحث المعاولہ فات الدرجۃ الثانیہ

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

87۔ الوقت والبیان لعلم الرقۃ والسیلان (۱۳۳۴ھ)

(علم نور طبیعیات، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد اول)

88۔ النھی النمیر فی الماء المتدیر (۱۳۳۴ھ)

(علم ریاضیات، اردو، فتاویٰ جلد اول)

89۔ حاشیہ کتاب الصور

(ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ)

90۔ وجھاوجوفہا فی الساحہ

(علم ریاضیات، اردو، فتاویٰ جلد اول)

91۔ رویت الہلال (۱۳۲۳ھ)

(۱۳۔ اوراق/ ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ)

92۔ سفر السفر عن الجفر بالجفر

(علم جفر/ نجوم/ فلکیات، اردو، فتاویٰ جلد اول)

93۔ حسن التعمہ للبیان دار لیتمہ (۱۲۳۵ھ)

(علم ارضیات، اردو، فتاویٰ جلد اول)

94۔کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس والدراہم (۱۳۲۴ھ)

(علم اقتصادیات/تجارت، عربی، مطبوعہ لاہور)

95۔انصح الحکومہ فی الخصوصہ (۱۳۲۱ھ)

(معاشیات، اردو، فتاویٰ رضویہ، جلد ہفتم)

96۔حاشیہ اصول طبیہ طبیعیات، عربی، غیر مطبوعہ

97۔الصراح الموجزفي تعديل المركز (۱۳۱۹ھ)

(۲۴۔اوراق/ ہیئت جدیدہ، فارسی، غیر مطبوعہ)

98۔افصح البیان فی حکم مزارع ہندوستان

(علم زراعت، اردو، فتاویٰ جلد چہارم)

99۔طلوع وغروب کواکب وقمر

(ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ)

100۔جدول برائے جنتری

(ہیئت جدید، فارسی، غیر مطبوعہ)

101۔اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام

(علم بین الاقوامی امور، عربی، مطبوعہ)

102۔دوام العیش فی الائمہ من قریش

(علم سیاسیات، اردو، مطبوعہ کراچی)

103۔حاشیہ مقدمہ ابن خلدون

(علم سیاسیات، عربی، غیر مطبوعہ)

104۔ کچہری کا نیلام

(بیمہ/کوآپریٹو بینک/کمپنیوں کے حصص/ انشورنس، فتاویٰ رضویہ جلد 7، مطبوعہ کراچی (۷۳)

امام احمد رضا نے یہ رسائل سائنسی موضوعات پر تحریر فرمائے ہیں ان میں کچھ مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ جو کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی لائبریری میں موجود و محفوظ ہیں۔

باب دوم

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا علمی تعارف)

فصل اول:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا تعارف

فصل دوم:

جامعہ کراچی میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی خدمات کا جائزہ

فصل سوم:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی میں خدمات کا جائزہ

فصل چہارم:

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا علمی دنیا میں تعارف

اور چند اہم شخصیات کے تاثرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل اول

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا تعارف

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے والد ماجد الحاج شیخ حمید اللہ قادری حشمتی کانپوری (م۔ 12؍صفر المظفر 1410ھ/ 14؍ستمبر 1989ء) ابن شیخ شفیع اللہ ابن شیخ رحیم اللہ ابن شیخ بخش اللہ ابن شیخ عبدالجامع برصغیر میں یوپی کے شہر کانپور میں 1925ء میں پیدا ہوئے اور پاکستان کی آزادی کے بعد 1951ء میں ہجرت کر کے اس وقت کے دارالخلافہ کراچی تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے نانا حضرت مولانا محمد عبدالوکیل قادری رضوی کانپوری (م۔14؍اگست 1961ء) ابن ڈاکٹر عبدالمجید (م۔1903ء) ابن دیدار بخش ابن شیخ عبدالجامع کی پیدائش بھی کانپور میں 23؍اکتوبر 1892ء میں ہوئی۔ آپ 17 / 18 سال کی عمر میں امام احمد رضا خاں قادری برکاتی (م۔ 1921ء) سے بیعت ہوئے۔ ریلوے میں ملازمت کے باعث ساری زندگی مختلف شہروں میں رہے اور پاکستان آزاد ہونے کے بعد 1950ء میں آپ اپنی فیملی کے ساتھ جس میں اہلیہ کے علاوہ 7 فرزند پروفیسر محمد عبدالقادر، جناب عبدالقیوم، جناب عبدالحئی، جناب عبدالحلیم، جناب عبدالصمد، جناب عبدالرحمٰن اور پروفیسر محمد عبدالسبحان شامل تھے کراچی تشریف لے آئے۔ آپ ملیر

کے علاقے سعود آباد میں قیام پذیر ہوئے اور یہاں کئی علماء کی معیت میں جامع مسجد طیبہ کی بنیاد 1958ء میں ڈالی۔ اس مسجد طیبہ کی بنیاد میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے والد شیخ حمید اللہ، پروفیسر شاہ فرید الحق، حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری اور حضرت علامہ یٰسین امجدی (م۔ 2007ء) جیسے اکابر شامل تھے۔ (۷۴)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے نانا کو امام احمد رضا سے نہایت عقیدت تھی اگرچہ ملازمت کے باعث آپ زیادہ وقت امام احمد رضا کی صحبت میں نہ گزار سکے مگر تعلیماتِ رضا پر سختی سے گامزن رہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے نانا ان کے والد ماجد سے اپنے دوسرے دامادوں سے زیادہ محبت فرماتے تھے کیونکہ ان کے والد ماجد بھی قادری، حشمتی تھے یہ ہی وجہ ہے کہ 7 بیٹوں کے باوجود آپ نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے والد ماجد کو وصیت فرمائی تھی کہ میری تدفین کے سارے معاملات آپ نے ادا کرنے ہیں چنانچہ 1961ء میں آپ کے وصال کے موقع پر انہوں نے ہی غسل سے لے کر تدفین تک سارے معاملات اپنے ہاتھوں سے انجام دیئے۔ (۷۵)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے ماموں پروفیسر محمد عبدالقادر تقسیم ہند سے پہلے کے M.A معاشیات اور M.Com تھے پاکستان آنے کے بعد مختلف کالجوں میں پرنسپل رہے اور آخر میں گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر کے پرنسپل بنے اور 1978ء میں سروس سے سبکدوش ہوئے اور طویل عمر کے بعد 8 جون 2009ء میں بعمر 91 سال آپ کا انتقال ہوا۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے ننھیال کی ساری معلومات آپ سے ہی حاصل ہوئیں۔ آپ ہی نے اس بات کا انکشاف کیا تھا کہ ان کی والدہ ماجدہ (پ۔ 1928ء) کی طرف سے اور والد ماجد دونوں کی طرف سے ہم چوتھی پشت

میں شیخ عبدالجامع سے مل جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ نسبتاً شیخ ہیں اور امام احمد رضا سے نسبت کے باعث قادری رضوی ہیں۔(۷۶)

پیدائش تا بلوغت کا سفر:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے والد اور والدہ دونوں امام احمد رضا کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد حشمت علی خاں پیلی بھیتی (م۔ 1962ء) سے مرید ہیں، ساتھ ہی ساتھ تین بڑے بھائی شیخ سعید اللہ حشمتی، شیخ رشید اللہ حشمتی، شیخ وحید اللہ حشمتی اور بڑی بہن کنیز غفار حشمتی بھی حضرت مولانا حشمت علی خاں سے بیعت ہیں۔ یہ تینوں بھائی اور بہن کانپور کی پیدائش ہیں۔ ہجرت کے بعد پاکستان کے شہر کراچی کے علاقے ملیر گوٹھ میں ایک چھوٹا سا کمرہ رہنے کے لیے میسر آیا تھا جہاں 1952ء میں ایک بہن انیس فاطمہ پیدا ہوئی تھیں جو سال بھر کے اندر کسی بیماری میں انتقال کر گئیں اس کے بعد 55 / 1954ء میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی پیدائش ہوئی۔ اصل پیدائش کی تاریخ کہیں لکھی ہوئی نہیں ہے البتہ جب اسکول میں پہلی جماعت میں داخل کیا گیا تو وہاں تاریخ پیدائش 55 / 4 / 3 لکھوائی تھی چنانچہ اسی کو تاریخ پیدائش سمجھا گیا۔ پیدائش کے بعد ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو ½1 یا دو سال کی عمر میں گھٹنوں کی کوئی بیماری لاحق ہوئی جس کے باعث چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ فرماتے ہیں نانا جان کی دعاؤں اور کچھ دیسی علاج کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے 5 سال کی عمر میں دوبارہ چلنے کے لائق کر دیا۔(۷۷)

ملیر میں قیام کے دوران 1956ء میں ایک اور بہن رئیس فاطمہ عرف ناز پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کہتے ہیں کہ جب میری عمر 3/4 برس کی ہوئی تو ہم

لوگ 1958ء میں ملیر کے اس ایک کمرے سے سعود آباد کے کواٹر میں منتقل ہو گئے جہاں دو، ڈھائی سال رہے اس دوران نانا جان کی خاص شفقت حاصل رہی۔ بقول والدہ ماجدہ نانا جان کا گھر ہم سے دو گلی آگے تھے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری فرماتے ہیں کہ آپ کو کبھی کبھی اپنے ساتھ انگلی پکڑ کر ٹہلاتے ہوئے مسجد طیبہ لے جاتے تھے' فرماتے ہیں کہ انکے ذہن میں اس زمانے کے چند مناظر آج تک محفوظ ہیں۔ ان میں سے ایک منظر اچھی طرح یادداشت میں ہے کہ کوئی جاگنے والی رات تھی شب معراج یا شب برأت، راقم کے تینوں بڑے بھائی اور والد ماجد مسجد طیبہ تشریف لے گئے تھے اور میں گھر میں اکیلا رہ گیا تھا۔ اتنے میں نانا جان گھر تشریف لے آئے اندر جب آئے تو میں رو رہا تھا، والدہ سے پوچھا کہ یہ کیوں رو رہا ہے والدہ نے بتایا سب مسجد چلے گئے اور اسے ساتھ نہیں لے گئے، آپ نے فرمایا اچھا اس کو تیار کرو ہم اس کو لے جائیں گے چنانچہ والدہ نے تیار کیا اور نانا جان کی انگلی پکڑے پکڑے مسجد طیبہ پہنچا، وہاں علماء کرام کی تقریر کا سلسلہ جاری تھا راقم نانا حضور کے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔(۷۸)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری اس واقعہ کو اپنے لیے تعلیماتِ رضا کی بنیاد سمجھتے ہیں کہ نانا حضور جو امام احمد رضا کے بہت زیادہ شیدائی تھے ان کی توجہ خاص سے اللہ نے ان لمحات کو راقم کے لیے راہ ہدایت بنا دیا۔ نانا جان کا اگرچہ 1961ء میں وصال ہو گیا مگر ان کی امام احمد رضا سے عقیدت و محبت کی خوشبو آپ کو حاصل رہی جو 1982ء کے بعد آپ کے اندر اس وقت مزید پروان چڑھی جب آپ نے 1982ء میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی میں ایک کارکن کی حیثیت سے خدمتِ دین کا آغاز کیا اور پچھلے 42 سالوں سے اس ادارے سے وابستگی ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ کہتے

ہیں کہ ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم ہے کہ اولاد پر کس طرح اس کے باپ دادا اور ماں اور نانا کے عادات واطوار اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہاں امام احمد رضا کے فتاویٰ میں سے ایک فتویٰ کی چند عبارت نقل کررہا ہوں جس میں آپ نے باپ پر اولاد کے حقوق کے حوالے سے جو تحریر فرمائی ہے وہ ملاحظہ کریں:

''سب سے پہلا حق جو اولاد سے بھی پہلے ہے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل قوم سے نہ کرے کہ بُری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔ دین دار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا و ماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے''۔(۷۹)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

اطلبوا موافع الاکفاء لنطفکم فان الرجل ربما ''اشبہ اخوالہ''

ترجمہ: شادی کے لیے اپنی ہم پلہ عورت تلاش کرو کیونکہ بعض دفعہ انسان اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے۔(۸۰)

ایک اور حدیث نبوی ہے:

تنوجوا فی الحجز الصالح فان العرق دساس (۸۱)

ترجمہ: اچھی نسل میں شادی کرو کہ رگ خفیہ اپنا کام کرتی ہے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کہتے ہیں جب امام احمد رضا کی ان عبارت کا مطالعہ کرتا ہوں تو اس بات کا اللہ جل جلالہ کے حضور شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمارے والد ماجد کو ہمارے نانا کی صاحبزادی شاہ جہاں بیگم عطا کیں جو ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور اس پر بھی اللہ کا شکر کہ اس نے مجھے میں اپنے نانا جان کے مذہبی

افعال کی خوشبوعطا کی شاید اسی وجہ سے احقر اپنے تمام خاندان والوں کے مقابلے میں امام احمد رضا کی تعلیمات سے زیادہ مستفیض ہوا ہے۔(۸۲)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے سب سے چھوٹے ماموں پروفیسر محمد عبد السبحان نے خاندان میں سب سے پہلے M.sc کی سند حاصل کی۔آپ تمام زندگی اسکول میں استاد رہے اور کئی عرصے تک مختلف اسکولوں میں پرنسپل بھی رہے آپ کا 7 دسمبر 2008ء میں انتقال ہوا۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری فرماتے ہیں: احقر نے نہ صرف ان دونوں ماموں کی بلکہ محمد عبد الحئی ماموں، محمد عبد الحلیم ماموں، محمد عبد الرحمٰن، محمد عبد الصمد ماموں اوران کی اہلیہ اور خاندان کے کئی بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی ہے۔خاندان کے بزرگوں نے وصیت کی ہوئی ہے کہ ان کا اگر میرے سامنے انتقال ہوجائے تو میں ہی نماز جنازہ پڑھاؤں اور تدفین کے سارے عمل ادا کروں۔ قیام سعود آباد کے دوران ایک اور چھوٹی بہن نفیس فاطمہ عرف منی کی بھی پیدائش ہوئی تھی۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری فرماتے ہیں: والد ماجد کو 1961ء میں سولجر بازار کے قریب کلیٹن روڈ جس کا بعد میں بہادر یار جنگ روڈ نام رکھ دیا گیا تھا اس روڈ پر بنگلہ نمبر 4 کلیم میں ملا جس میں ہم لوگ شفٹ ہوگئے۔حسن اتفاق سے اس گھر میں ہمارے نانا حضور کی تشریف آوری نہ ہوسکی کہ ان دنوں آپ کینسر کے مرض میں مبتلا تھے البتہ والدہ بتاتی ہیں کہ ایک دفعہ ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے گھر دیکھتے ہوئے چلے گئے مگر ناساز طبیعت کے باعث اندر نہ آسکے اور جلد ہی انتقال ہوگیا۔اس گھر میں دو بڑے کمرے دو چھوٹے کمرے اور دو ہال نما کمرے تھے ہم جب اس گھر میں شفٹ ہوئے تو الحمد للہ اتنا بڑا بنگلہ خاندان میں کسی کے پاس نہ تھا یہ سب اللہ کا کرم تھا اسی

بنگلے میں سب سے چھوٹی بہن عزیز فاطمہ عرف کوثر پیدا ہوئیں۔(۸۳)

تعلیمی سفر:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری فرماتے ہیں: کہ ہمارے نانا کا 1961ء میں وصال ہوگیا اور والد ماجد شیخ حمید اللہ حشمتی 1963ء میں سعودی منسٹری آف پیٹرولیم میں ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب کے شہر جدہ تشریف لے گئے اور جلد ہی احقر اپنی والدہ ماجدہ اور اپنی چاروں بہنوں کے ساتھ 1964ء میں سعودی عرب چلا گیا جب کہ احقر اس وقت تیسری جماعت میں P.I.B اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ فرماتے ہیں میں اپنے ساتھ چوتھی اور پانچویں جماعت کی کتابیں ساتھ لے گیا اور یوں دو سال کی کتب والد ماجد سے پڑھتا رہا۔ 1965ء کی جنگ سے کچھ ماہ پہلے ہم واپس آ گئے اور میں نے چھٹی کلاس مقبول عام ہائی اسکول سے پڑھی مگر دوبارہ ہم سب والد صاحب کے پاس سعودی عرب چلے گئے۔ 1965ء کی جنگ کے کئی مناظر ذہن میں موجود ہیں۔ دوران جنگ جب دشمن ہوائی حملہ کرنے کے لیے آتا تو سائرن بجا دیئے جاتے اور رات میں تمام روشنی گل کر دی جاتی یہاں تک کہ گھر کے باہر سگریٹ بھی کوئی نہیں پیتا تھا ہمارے گھر کے آنگن میں ایک زیر زمین کمرہ تھا ہم سب گھر والے اور کئی محلے والے اس ایک کمرے میں اس وقت تک بیٹھے رہتے جب تک کہ خطرہ رہتا اور جب خطرہ ٹلنے کا سائرن بجتا تو تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے یہاں حفاظت کی خاطر بیٹھا جاتا تھا۔(۸۴)

دوسری دفعہ جب والد ماجد کے پاس جانا ہوا تو ساتویں اور آٹھویں جماعت کا کورس ساتھ لے گیا اور جب 1969ء میں واپس آیا تو مقبول عام ہائی اسکول میں

9ویں کلاس میں داخلہ لے لیا اور پھر تسلسل کے ساتھ پڑھائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ 1970ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد سندھ مسلم سائنس کالج ڈینسو ہال سے 1972ء میں انٹر سائنس کا امتحان پاس کیا اور پھر جامعہ کراچی میں شعبہ ارضیات میں داخلہ لیا وہاں 1975ء میں پہلے (Hons.B.sc) کا اور پھر 1976ء میں M.Sc جیولوجی کا امتحان فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن سے پاس کرتے ہوئے گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔(۸۵)

تلاش معاش:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: ہمارے ایک خاندانی بزرگ جن کو بابو میاں کہا کرتے تھے وہ ہندوستان کے امروہا کے سید خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ہماری نانی جان حجاب بیگم (م۔1972ء) کے سگے پھوپھی زاد بھائی تھے یعنی والدہ ماجدہ کے رشتے میں ماموں ہوتے تھے۔اکثر آپ ہندوستان سے پاکستان تشریف لاتے ،جب بھی پاکستان آتے والدہ ماجدہ ضرور ان کو اپنے گھر بلاتیں اور وہ خود بھی آجاتے تھے۔احقر نے خود بھی کئی دفعہ ان سے نیازمندی حاصل کی اور ان کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ان کی ولایت کا خاندان میں ہمیشہ چرچا رہا اور کئی واقعات ان کی کرامتوں سے خاندان میں مشہور ہیں۔اس لیے سب ہی خاندان والے ان سے ملاقات اور ان کی زیارت کو اپنے لیے عین سعادت سمجھتے تھے۔ہمارے والد کی بہت قدر کرتے تھے اور ان کا احترام فرماتے تھے اگرچہ آپ رشتے میں بڑے تھے مگر والد ماجد چونکہ عمر میں ان سے کافی بڑے تھے اس لیے حضرت بابو نانا والد ماجد کو ہمیشہ حمید اللہ بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔(۸۶)

1977ء میں بھی آپ کا پاکستان آنا ہوا تو والدہ ماجدہ نے اس دفعہ بھی بابو میاں کو ایک رات کھانے پر مدعو کیا اس زمانے میں میرا M.Sc کا نتیجہ آچکا تھا اور Job کی تلاش میں تھا اور خواہش یہ تھی کہ کسی Oil Campany میں جاب مل جائے کیونکہ جیولوجسٹ کی Oil Campany میں بہت اچھی Salary ہوتی ہے۔ کوشش میں مصروف تھا ادھر والدہ ماجدہ کی خواہش تھی کہ احقر کو ایسی جاب ملے کہ میں زیادہ سے زیادہ شہر کراچی میں رہوں کیونکہ دو بڑے بھائی شیخ رشید اللہ حشمتی و شیخ وحید اللہ حشمتی امریکہ جا چکے تھے اور سب سے بڑے بھائی شیخ سعید اللہ حشمتی اور میں کراچی میں تھے۔ بڑے بھائی چونکہ اپنی فیملی میں زیادہ مصروف رہتے تھے والدہ کی خواہش یہ تھی کہ احقر کو کراچی میں جاب مل جائے اگر Oil Campany کی جاب ہوتی تو پھر زیادہ وقت گھر سے باہر رہنا پڑتا۔ والدہ نے بابو نانا سے کہا ماموں جان مجید عرف بھیا نے پڑھائی مکمل کر لی ہے آپ بتائیں کہ کہاں کہاں Apply کرے کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا کہ کھانے کے بعد بتاؤں گا۔ بلکہ کھانا کھانے کے بعد جب فرصت سے بیٹھے تو والد ماجد کی طرف مخاطب ہو کر کہا بھائی حمید اللہ اپنے بیٹے کو Teaching میں ڈال دیں آپ کا یہ بیٹا نہ صرف پروفیسر کہلائے گا بلکہ بڑا نام کمائے گا اور خاندان کے نام کو بلند کرے گا والدہ نے اسی وقت مجھ سے کہا کہ بیٹا اب تم اپنی یونیورسٹی میں Apply کر دو ان شاء اللہ وہاں تمہارا روزگار ہو جائے گا۔ احقر نے چند ہی ہفتوں کے بعد جامعہ کراچی کے شعبہ ارضیات میں لکچرار کی درخواست دی اور الحمد للہ پہلی جنوری 1978ء کو میرا تقرر بحیثیت لکچرار ہو گیا اس وقت کل تنخواہ 17 گریڈ کی صرف 1265/- روپے ہوا کرتی تھی۔ (۸۷)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری فرماتے ہیں: جلد ہی یعنی ستمبر 1980ء میں جناب شیخ شفیق اللہ کی صاحبزادی کوثر جہاں سے شادی خانہ آبادی ہوگئی۔ خاکسار کی اہلیہ M.Com فرسٹ کلاس پوزیشن ہولڈر تھیں مگر نہ انھوں نے جاب کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور نہ ہی احقر نے ان کو جاب کرنے کے لیے کہا۔ اس کی وجہ خاندان کی وجاہت بھی تھی کہ اس زمانے تک خواتین کی جاب کو خاندان میں اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ شادی کے وقت بھی تنخواہ صرف 1600 روپے تھی اخراجات بڑھنے لگے دل نے سوچا کہ ابھی بھی وقت ہے کہ کسی Oil کمپنی میں اپلائی کروں ممکن ہے کہ وہاں جاب مل جائے تو اچھی تنخواہ بھی مل جائے گی چنانچہ احقر نے دو سال تک کئی کمپنی میں درخواستیں دیں جواب آنے لگے اور حسن اتفاق سے 1982ء میں 3 مختلف کمپنی میں انٹرویو دیے سب نے کہا کہ آپ کا انٹرویو بہت اچھا ہوا ہے اور آپ فلاں تاریخ کو آیئے گا ہم آپ کو Appointment Letter دے دیں گے۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ تینوں کمپنی میں جب میں ان کی کال پر گیا تو تینوں نے معذرت کر لی کہ ہمارا پروگرام بدل گیا ہے ہم بعد میں آپ کو لے سکیں گے ابھی ہم معذرت چاہتے ہیں احقر تینوں دفعہ مایوس گھر لوٹا اور پھر اہلیہ سے کہا کہ لگتا ہے کہ کسی بھی آئل کمپنی میں میرے لیے جاب نہیں ہے کیونکہ ہمارے خاندان کے بزرگ میرے متعلق یہ فرما چکے کہ مجید اللہ تعلیم کے شعبہ میں کامیاب رہے گا لہٰذا احقر نے مزید کسی بھی Oil کمپنی میں Apply کرنے کا ارادہ مکمل طور پر ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو شعبۂ تعلیم ہی میں برکت ہوگی۔ (۸۸)

۞۞۞

فصل دوم

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی

جامعہ کراچی میں خدمات کا جائزہ

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: جامعہ کراچی کے شعبۂ ارضیات میں پہلی جنوری 1978ء میں تقرری ہوئی اس وقت احقر کی عمر 23 سال 8 ماہ تھی اور اپنے خاندان میں پہلا نوجوان تھا جس نے اتنی کم عمر میں گورنمنٹ کی 17 گریڈ کی جاب حاصل کی تھی۔ الحمدللہ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل وکرم تھا اور ماں باپ کی دعائیں تھیں اور خاندانی بزرگ بابو نانا علیہ الرحمہ کی نظرفیض کی برکت تھی۔ پڑھانے کے ساتھ ساتھ جیولوجی میں ریسرچ کا سلسلہ بھی شروع کیا اور اپنے سینئر اساتذہ کرام کے ساتھ مل کر ریسرچ آرٹیکل لکھنا شروع کیے، وقت گزرتا گیا۔ 1985ء میں اسسٹنٹ پروفیسر بنا دیا گیا اس دوران کراچی کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں میں منعقدہ سائنس کانفرنسوں میں اپنے تحقیقی مقالات بھی پیش کیے جو بعد میں مختلف سائنسی جرائد میں چھپے۔ 1995ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر بنا دیا گیا اس وقت تک میرے 10 مقالات جو علوم ارضیات کے مختلف پہلوؤں پر لکھے تھے چھپ چکے تھے اور پھر 1999ء میں 20 گریڈ کا پروفیسر بھی بنا دیا گیا اس وقت تک

راقم کے 15 تحقیقی مقالات ملکی اور غیر ملکی سائنسی جرائد میں شائع ہو چکے تھے جس کی فہرست درج ذیل دی جا رہی ہے۔(۸۹)

1. THE LANDFORM INVENTORY AND GENESIS OF MULRI HILLS AREA KARACHI EAST"
Journal of Geographic vol. 2 No.1, pg. 39-48, 1999

2. GEOTECHNICAL PROPERTIES OF SOILS OF TAISER AREA (KARACHI EAST)"
Journal of Geographic, vol. 1 No. 2, Pg. 38-44, 1998

3. ELEMENT OF DRAPE AND DIFFERENTIAL COMPACTION IN THE FOLDS OF SIWALIKS OF SIBBI TROUGH". Published in Proceedings of 3 rd GEOSAS, Geological Survey of Pakistan. 1998

4. THE ANOMALOUS OCCURRENCE OF THE PARHLIMESTONE IN CONTEXT OF THE PLATE TECTONICS OF PAKISTAN, NEAR MAL THANA CHAGHAI DISTRICT, BALOCHISTAN". Published by H.D.I.P. pg. 216-219. 1994

5. THE EXPLORATION POTENTIAL OF HYDROCARBON OF VOLCANIC ROCKS IN SOUTHERN SINDH".Presented in the Petroleum Seminar, 1994 organized by the Department of Geology, University of Karachi entitled "Petroleum Exploration Potential of Lower Indus Basin". 1994

6. PROSPECTS OF PLACER MINERAL DEPOSITS IN RASKOH BLOCK OF NORTH-WESTERN BLOCK OF BALOCHISTAN".Presented in the Second Segmite International Conference, April 11-14, 1994, Hotel Sheaton, Karachi, Organized by SEGMITE. (Published abstract).

7. THE SPECULATIVE ROLE OF EPEIROGENIC MOVEMENTS OF OIL MIGRATION AND ACCUMULATION IN MESOZOIC RESERVOIRS OF SULAIMAN FOLD BELT OF BALOCHSITAN,

PAKISTAN". Pakistan Journal of Hydrocarbon Research vol. No. 2 July 1992 pg. 45-48.

8. DISTRIBUTION OF EOCENE ROCKS IN LOWERNDUS BASIN, PAKISTAN".
Karachi University Journal of Science vol. 22 (1&2), Page 31-41. 1994

9. TECHNOLOGICAL CHARACTERISTICS OF THE PESHAWAR MARBLES, PAKISTAN"
Acta Universitatis Carolinae Geologica No. 4, pg. 311- 322 Prague, Czechoslovakia. 1983

10. GEOLOGY AND EVALUATION OF MARBLE AND TRAVERTINE DEPOSITS OF PAKISTAN".Mineral Review. 1979

11. PETROGRAPHY AND MICROFAUNA OF GAJ ROCKS IN EASTERN KARACHI AREA".
Karachi University Journal of Science. 1983

12. DISTRIBUTION AND CONTROLS OF BARITE FLUORITE SULPHIDE MINERALIZATION IN THE KIRTHAR-SULAIMAN FOLD BELT,PAKISTAN".
Acta Univeristatis Carolinae, Geologica No. 3 pg. 237-249, Prague Czechoslovakia. 1983,

13. A MINERALOGICAL AND CHEMICAL STUDY OF CHAGHAI-TRAVERTINE".
Pak Jr. Sc. Ind Res. vol. 26 No. 5, pg. 331-336. 1983,

14. TEXTURAL AND COMPOSITIONAL VARIATION ALONG AND EPHENERAL RIVER MALIR, SINDH". Karachi University Journal of Science.1991

15. TEXTURAL RESPONSE OF VARYING ENERGY IN NEAR SHORE SEDIMENTS OF MAKRAN COAST". Karachi University Journal of Science.1991

پروفیسر بنائے جانے سے قبل کا اہم ترین واقعہ:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں کہ ایک کلاس فیلو جن کا شعبہ میں احقر کے

ساتھ ہی 19 گریڈ تک ایک ہی دن تقرر ہوا ہم دونوں کی سروس ساتھ ساتھ چل رہی تھی جب پروفیسر کی سیٹ کے لیے ہم دونوں نے Apply کیا تو اس سیٹ پر کئی لوگوں نے جو جیولوجی کے مختلف محکموں میں کام کررہے تھے انھوں نے بھی اس 20 گریڈ کی سروس کے لیے Apply کیا۔حسن اتفاق سے اس وقت کے چیئرمین جو ہم دونوں کے مشترکہ استاد بھی تھے احقر سے بہت سخت نالاں تھے اور میرے ساتھی ان کے بہت ہی قریبی ساتھی تھے۔ اس وقت کے چیئرمین نے مجھے یونیورسٹی سے خارج کرنے کے کئی طریقے استعمال کیے مگر وہ ناکام رہے یہاں تک جس دن پروفیسر بنانے کے لیے شیخ الجامعہ کے آفس میں سلیکشن بورڈ کی میٹنگ ہونا تھی چیئرمین صاحب میرے ساتھی کو یہ خوشخبری دے کر گئے (جو مجھے بعد میں خود ساتھی نے بتائی تھی) کہ آج قادری کا سلیکشن کسی حال میں نہ ہونے دوں گا مزید کیا کیا میری مخالفت میں کہا ہوگا یہ دونوں خود جانتے ہوں گے۔اسی دن بعد دوپہر جب ہم دونوں کو پتہ چلا کہ چیئرمین کمرے میں آگئے ہیں تو میں نے ساتھی سے کہا کہ چلو چیئرمین صاحب سے معلوم کرتے ہیں کہ کیا رزلٹ رہا۔احقر کو یہ یقین تھا کہ چیئرمین نے میرا سلیکشن نہیں کیا ہوگا اس لیے میں نے یہ توقعہ ہی نہ کی تھی کہ کوئی اچھی خبر ملے گی مگر پھر بھی میں اس وقت کے چیئرمین کے چہیتے ساتھی کے ساتھ ان کے کمرے میں گیا۔ راقم نے ان کے چہرے سے بھانپ لیا کہ شاید ہم دونوں کا نہیں ہوا پھر بھی احقر نے ان سے نہایت شائستگی سے پوچھا کہ سلیکشن بورڈ کا کیا رزلٹ رہا۔وہ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمانے لگے کہ جن افراد نے باہر سے اپلائی کیا تھا ان کو بورڈ والوں نے سلیکٹ کرلیا اور آپ لوگوں کی ریفر کی رپورٹ اچھی نہیں تھی اس پر میں نے کہا کیا اس

کا مطلب یہ لیا جائے کہ ہم دونوں کا سلیکشن بحیثیت پروفیسر نہیں ہوا، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد انتہائی معذرت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ آپ دونوں کا ہی نہیں ہوا۔ یہ رزلٹ سن کر میں کچھ کہے بغیر اپنے کمرے کی طرف لوٹ گیا مگر میرے پیچھے کیا ہوا ملاحظہ کیجئے: میرے ساتھی جو چیئرمین کے نہایت چہیتے تھے اور میرے سخت مخالف انھوں نے اپنے استاد کو چیخ چیخ کر نہ صرف برا کہتے رہے بلکہ گالیاں بھی دے دیں۔ اتنا زور زور سے چیخنے کے برابر والے ڈپارٹمنٹ سے اساتذہ اور طلبہ بھی آ گئے اور یہ مسلسل 15-20 منٹ گرجتے رہے کہ یہ چیئرمین نے بہت برا کیا میں یہ کر دوں گا میں وہ راز افشاں کر دوں گا وغیرہ وغیرہ آپ یقین کریں کہ دوسرے دن مجھے چیئرمین نے اپنے آفس بلایا، میں نے یہ ہی خیال کیا کہ کوئی سرکاری کام ہی ہوگا میں چلا گیا لیکن مجھے تعجب ہوا کہ آج ان کے چہرے پر میرے لیے مسکراہٹ بھی تھی اور نرمی بھی مجھے کہا قادری آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے دیکھا اور سنا کہ کل آپ کے ساتھی نے میری کیسی بے عزتی کی حالانکہ اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا کہ جب سلیکشن بورڈ کے ممبران سلیکٹ نہیں کر رہے تو میں کیا کر سکتا ہوں اس پر میں خاموش رہا پھر انھوں نے سوال کیا کہ آپ اتنا برہم کیوں نہیں ہوئے! اس پر میں نے جواب دیا کہ ابھی اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل حال نہیں ہے میں انتظار کرلوں گا بعد میں اللہ چاہے گا تو ہو جائے گا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ مجید اللہ میں تمہیں زندگی بھر غلط سمجھتا رہا تمہارے ماں باپ نے جو تم کو تعلیم دی ہے اس کا کل تم نے بھرپور مظاہرہ کیا اور خاموشی سے چلے گئے جب کہ میں نے تم کو تمہارے ساتھی کے مقابلے میں بھی سپورٹ نہ کیا اور تمہاری مخالفت ہی کرتا رہا لیکن آج تمہارے رویئے نے میرے دل میں تمہاری

عزت بنادی ہے اب میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد دوبارہ سلیکشن بورڈ قائم کروں اور تمہارا پروفیسر کا سلیکشن کروادوں۔(۹۰)

ادھر میرے ساتھی نے پچھلے 20 سال کی کہانی سنائی کہ اس چیئرمین نے تمہاری کیسے کیسے مخالفت کی یہاں تک کہ تم کو ایک موقع پر یونیورسٹی سے نکالنے کی تیاریاں بھی کرلی گئیں اور نہ جانے کیا کیا راز افشاں کردیئے جو بیان نہیں ہوسکتے اسی طرح چیئرمین نے مجھے اس ساتھی کے متعلق 20 سال کی کہانی سنائی کہ انھوں نے میرے ساتھی کو کہاں کہاں بے عزت ہونے سے بچایا، ان کی کوتاہیوں کو چھپایا اور آج مجھ کو ذلیل اور رسوا کررہا ہے اگر میرا منہ کھل گیا تو اس کو جامعہ کراچی کی انتظامیہ پہلی فرصت میں نکال باہر کرے گی۔

الحمدللہ ماں باپ کی دعائیں رنگ لائیں جو چیئرمین میرا سخت مخالف تھا وہ اب میرے لیے حدود پھلانگ کر میرے لیے جدوجہد کرنے لگا۔ چند مہینوں کے بعد دوبارہ سلیکشن بورڈ قائم ہوا اور 1999ء میں ہمارا پروفیسر کا سلیکشن ہوگیا۔ جب سلیکشن ہوگیا تو ڈپارٹمنٹ میں میرا سنیرٹی Seniority میں چوتھا نمبر تھا۔ حسن اتفاق سے جون میں چیئرمین کی 3 سال کی مدت مکمل ہورہی تھی اب جو چیئرمین بنتا وہ ان کو ملا کر اوپر کے تین پروفیسر میں سے ایک کو چیئرمین بنانا تھا۔ موجودہ چیئرمین نے دسمبر 1999ء میں ریٹائر ہونا تھا انھوں نے سنڈیکٹ سے اپنے لیے ایکسٹینشن لے لی اس کے بعد انھوں نے V.C کو لکھا کہ میں فلاں تاریخ کو ریٹائر ہورہا ہوں اور میرے بعد جو تین پروفیسر ہیں ان میں مجید اللہ قادری کو چیئرمین بنادیا جائے۔ چیئرمین کے ریٹائر ہونے سے قبل مجھے Chairman کا لیٹر مل گیا اس پر میرے

ساتھی ہکا بکا تھے میں نے ان سے کہا کہ یہ صبر کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے میرے اس لیٹر کے بعد اس بات کی کوشش کی کہ ان کو تیسرا نمبر دیا جائے مگر ان کو عمر کم دکھانا مہنگی پڑ گئی اور میں چونکہ ان سے 2½ مہینے عمر میں بڑا تھا اس لیے میں ان سے سینئر قرار پایا اور یوں اللہ نے سرخرو کیا۔(۹۱)

مکافاتِ عمل کا ایک سچا واقعہ:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: 3 سال شعبہ ارضیات کی صدارتی ذمہ داری نبھائی شعبہ پیٹرولیم ٹیکنالوجی بن گیا تھا اس کے دونوں پروفیسر ریٹائر ہو گئے تو V.C نے احقر کو اس نئے شعبہ کا 2004ء میں چیئرمین بنا کر بھیج دیا اور احقر 2015ء تک اس شعبہ کا چیئرمین بنا رہا۔ ادھر شعبہ ارضیات میں احقر کے بعد میرے ساتھی چیئرمین بنے لیکن میں یہاں جا چکا تھا اور کسی حد تک میرا تعلق شعبہ ارضیات سے بالکل ختم ہو چکا تھا۔ حسن اتفاق میرے ساتھی 2013ء میں شعبہ ارضیات کے دوبارہ چیئرمین بنے ان کے دور میں 2014ء میں شعبہ کے دیگر اساتذہ کرام کا پروفیسر کے لیے سلیکشن بورڈ ہوا اس سلیکشن بورڈ میں شعبہ کے ایک بہت سینئر استاد اگرچہ وہ میرا اور میرے ساتھی کا شاگرد بھی تھا اس کا پروفیسر کی حیثیت سے سلیکشن نہیں ہوا جب میرے ساتھی اس سلیکشن بورڈ کے بعد ڈپارٹمنٹ آئے اور اس استاد نے پوچھا کہ میرے سلیکشن کا کیا ہوا تو انھوں نے وہی جواب دیا جو ان کے چیئرمین نے ان کو دیا تھا کہ آپ کی رپورٹ اچھی نہ تھیں اس لیے آپ کا سلیکشن نہ ہوا بس پھر کیا تھا تاریخ دھرا دی گئی اب اس استاد نے میرے ساتھی کو اسی طرح ذلیل اور بے عزت کیا اور ویسے ہی چیخ پکار کی جس طرح میرے ساتھی نے اپنے استاد کی کی تھی جب مجھے پتہ چلا

تو میں نے کہا کہ جیسا بیج بویا تھا ویسا ہی پھل کاٹا اور یہ بھی مکافات عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اے اللہ ذلت سے بچائے رکھنا۔ (۹۲)

نئے شعبہ کی بنیاد:

1995ء میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے شعبہ کے دو سینئر اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر سید اقبال محسن اور پروفیسر محمد عاقل فاروقی کے ساتھ مل کر ایک نیا شعبۂ Petroleum Technology کے نام سے قائم کیا جس کی ملک میں بہت پذیرائی ہوئی ابتدأً میں صرف شام میں اس کی کلاسیس ہوا کرتی تھیں اور یہ صرف دو سال کا M.Sc کا پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ حسن اتفاق ہے 1999ء کے جون میں دونوں سینئر اساتذہ کرام ریٹائرڈ ہو گئے چنانچہ زندگی میں پہلی مرتبہ جون 1999ء کو انہیں پیٹرولیم ٹکنالوجی کا سربراہ مقرر کیا گیا اور جلد ہی دسمبر 1999ء میں پہلی مرتبہ شعبہ ارضیات کا بھی چیئرمین بنا دیا گیا۔ یعنی بیک وقت دو شعبوں کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کہتے ہیں: کہ جس دن مجھے پہلی مرتبہ شعبہ پیٹرولیم کے چیئرمین کا آفس آڈر ملا سب سے پہلے والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کی شکرانے کی فاتحہ دی اور دوسرے دن آفس جانے سے قبل والد ماجد کے مزار پر حاضری دی اور والد سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ کے حضور دعا کریں کہ اس منصب پر عدل وانصاف کے ساتھ وقت گزار سکوں۔ الحمد للہ دونوں شعبوں میں 3 سال تک خدمت انجام دی اور حتی الامکان کوشش کی کہ کوئی کام قوانین کے خلاف نہ کروں اور اللہ و رسول کی رضا کے خلاف بھی نہ ہو۔ خدا کا شکر کہ کسی حد تک کامیاب رہا۔ (۹۳)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کہتے ہیں کہ الحمد للہ 3 سال تک دونوں شعبوں کو

ذمہ داری سے دیکھتا رہا تقریباً 20 اساتذہ کرام اور 15 غیر تدریسی عملہ میرے ماتحت کام کرتے تھے۔ 3 سال کے بعد راقم کی جگہ ارضیات میں دوسرے استاد کو سربراہ بنا دیا گیا اور راقم شعبہ پیٹرولیم کی ذمہ داری نبھاتا رہا۔ کچھ عرصے کے لیے ایک دوسرے استاد شعبہ پیٹرولیم کے سربراہ بنے مگر ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد 2004ء سے لے کر 2015ء تک تسلسل کے ساتھ فقیر پیٹرولیم شعبہ کا سربراہ رہا جو کہ ایک ریکارڈ ہے کہ اتنی طویل مدت تک کوئی بھی نہ شعبۂ ارضیات میں سربراہ رہا اور نہ شعبۂ پیٹرولیم میں۔ (۹۴)

اسی دوران 2013ء مارچ میں جامعہ کراچی کے ایک اہم شعبہ ''الحاق کمیٹی'' (Affliation comittee) کا سیکریٹری اور سربراہ بنا دیا گیا اس کمیٹی کے سربراہ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس سے الحاق تمام گورنمنٹ ڈگری کالجز، تمام پرائیویٹ ڈگری کالجز، تمام الحاق شدہ میڈیکل کالجز کی اکیڈمک سرپرستی کی جائے چنانچہ 2 سال تک متعدد کالجز کے دورے کیے اور 20 سے زیادہ نئے کالجز کو الحاق بھی دیا۔ ریٹائرمنٹ سے 17 روز قبل اللہ کے فضل و کرم سے کلیہ سائنس کا رئیس (Dean Faculty of Seicenc) بھی مقرر ہوا بحیثیت ڈین سائنس 2 اپریل 2015ء کو جامعہ کراچی سے 36 سال 3 ماہ اور 2 دن کی سروس کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہوا اور سب سے پہلے والدہ ماجدہ سے آ کر گھر میں ملا، انھوں نے اس وقت ڈھیر ساری دعائیں دیں آپ نے مزید فرمایا کہ آج اگر تمہارے بابو میاں زندہ ہوتے تو وہ کتنا خوش ہوتے کہ ان کا بھیا ان کی دلی خواہش اور ان کی پیشنگوئی کے مطابق ایک کامیاب پروفیسر اور شہرت کے ساتھ اپنی ملازمت سے ریٹائرڈ ہوا۔ ایک

خواب کی تعبیر 36 سال کے بعد مکمل ہوئی اور جیسا بابو میاں نے فرمایا تھا الحمد للہ ویسا ہی ہوا۔ یوں تو یقیناً ہر سال بیسیوں افراد بحیثیت پروفیسر ریٹائر ہوتے ہیں لیکن ان کی شہرت صرف ان کے Subject تک محدود ہوتی ہے۔ مگر الحمد للہ آپ اپنے Subject علوم ارضیات کے لوگوں میں تو بحیثیت پروفیسر Subject Specalist مانا ہی جاتا ہے مگر اپنے Subject کے علاوہ علماء ومشائخ میں نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ تمام عالم میں جہاں جہاں علما ومشائخ موجود ہیں ان کے درمیان آپ کا تعارف ضرور ہے کیونکہ امام احمد رضا پر بھی تحقیقی کام پچھلے 35 سال سے جاری ہے۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ پچھلے 20 سال سے مختلف TV چینل بالخصوص Q.Tv اور Metro پر مختلف مذہبی پروگراموں میں آپ کی شرکت رہی، اس سے عام لوگوں کے سامنے متعارف ہوتے رہے۔(٩٥)

جامعہ کراچی میں امام احمد رضا پر Ph.D کرنے کا آغاز:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کہتے ہیں: جامعہ کراچی 1954ء سے قائم ہے اور 1986ء تک جامعہ کراچی کے شعبہ علوم اسلامی سے کسی نے بھی امام احمد رضا کے حوالے سے نہ Ph.D نہ M.Phil اور نہ ہی M.A،M.Ed لیول پر کوئی مقالہ لکھا تھا۔ تھوڑی بہت کوشش ضرور ہوئی بھی مگر کامیاب نہ ہونے دیا گیا کیونکہ پوری کلیہ معارف اسلامیہ مخالف ذہن رکھنے والوں پر مشتمل تھی جن کے باعث امام احمد رضا کا نام اور کام وہاں شجرِ ممنوعہ تھا۔ احقر نے علوم ارضیات میں رہتے ہوئے 1986ء میں علوم اسلامی میں پرائیویٹ M.A کا امتحان دیا اور الحمد للہ تیسری پوزیشن سے کامیابی حاصل کی۔ ادھر 1983۔ 1985ء وہ سال ہیں جس دوران دنیائے عرب میں

کویت، امارات اور سعودی عرب میں امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر پابندی عائد کردی تھی۔ اس پابندی کے خلاف برصغیر پاک و ہند، بنگلہ دیش کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی مسلمانوں نے سخت احتجاج بلند کیا عالمی سطح کی کئی کانفرنس منعقد ہوئیں کراچی میں بھی ایک عالمی کانفرنس نشتر پارک میں منعقد ہوئی۔ میں نے اس سارے پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اور امام احمد رضا سے ایک قلبی لگاؤ کے باعث اپنے دل میں یہ ارادہ کرلیا تھا کہ M.A کے بعد میں کنزالایمان کے حوالے سے Ph.D کروں گا۔ اس وقت تک میں نے ایک مضمون بھی نہ لکھا تھا بلکہ اردو زبان میں کوئی خط بھی نہ لکھا تھا مگر یہ اپنے آپ سے وعدہ کرلیا کہ اب کنزالایمان کا دفاع علمی طور پر کرنا ہے چنانچہ M.A کی کامیابی کے بعد راقم نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سے مشورہ کیا کہ میں Ph.D کرنا چاہتا ہوں اور وہ بھی کنزالایمان کے حوالے سے تو وہ بہت خوش ہوئے اور کچھ طریقہ کار بتایا اور اس بات کی نشاندہی کی کہ کوئی ایسا ریسرچ سپروائزر ڈھونڈیں جو آپ کے اس عنوان کو جامعہ کراچی سے منظور بھی کرالے کیونکہ یہ بہت مشکل کام ہے کہ جامعہ کراچی میں نہ فکلیٹی میں کوئی ہمارا آدمی ہے نہ اس ریسرچ بورڈ جس کو B.A.S.R کہتے ہیں اس میں ہمارا کوئی نمائندہ ہے اس لیے آپ احتیاط سے کام لیں اور ایسا شخص تلاش کریں۔ حسن اتفاق سے جامعہ کراچی کے استاد علامہ پروفیسر منتخب الحق سے میری ملاقات تھی وہ جامعہ کراچی میں علوم اسلامی میں استاد رہے اور پہلے Dean Faculty of Islamic Study بھی رہے۔ ضعیف العمر تھے ان سے ملنے گیا اور اپنا مدعا پیش کیا وہ خوش ہوئے اور کہا کہ جامعہ کراچی میں میرے شاگرد ڈاکٹر عبدالرشید سے مل لیں وہ آپ کی مدد کریں

گے چنانچہ میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید سے ملا جو اس وقت اسسٹنٹ پروفیسر تھے اور صلح کلی طبیعت کے مالک تھے۔ انھوں نے بھرپور تعاون کا اظہار کیا اس شرط کے ساتھ کہ مجھے اہلِ سنّت کے اکابرین سے ملاقات کروا دیجیے گا اور میری چند کتابیں اشاعت کے لیے تیار ہیں ان کی پرنٹنگ کا بھی بندوبست کرنے میں مدد کیجیے گا۔ احقر نے حامی بھر لی اور پھر ہمارا کام شروع ہو گیا میرا Synopsis بعنوان "کنزالایمان اور دیگر معروف اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ" مولانا منتخب الحق قادری کی سرپرستی میں 31-1-1987 کو بورڈ آف اسٹڈیز ریسرچ کمیٹی جامعہ کراچی سے M.Phil کے لیے منظور ہوا مگر مولانا منتخب الحق کے اچانک انتقال کے باعث ڈاکٹر محمد مسعود احمد کو 11-10-1988 سے میرا سپروائزر بنا دیا گیا۔(۹۶)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کہتے ہیں: ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے سپروائزر مقرر ہونے کے بعد سارے Document پڑھے اور مجھ سے کہا مجید اللہ آپ کو تو صرف M.Phil میں داخلہ دیا گیا ہے پہلے تو آپ اس کو Ph.D میں Convert کروائیں۔ احقر نے درخواست دی۔ احقر کی درخواست B.A.S.R سے واپس کر دی گئی کہ آپ کا کام Ph.D میں Convert نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ کو صرف M.Phil میں داخلہ دیا گیا ہے۔ احقر اس وقت کے V.C پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد سے ملا اور ان سے درخواست کی کہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں حسن اتفاق سے فارمیسی کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر علی صاحب تشریف فرما تھے جو B.A.S.R کے ممبر بھی تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ مجید اللہ کا کیا مسئلہ ہے میں نے کہا مجھے صرف M.Phil میں داخلہ دیا گیا ہے، میں اس بات کو ابتداً میں سمجھ نہ سکا تھا اور لوگوں نے بتایا تھا کہ بعد میں آپ کا

مقالہ Convert ہوجائیگا اس لیے میں نے پہلے زیادہ کوشش نہ کی انھوں نے فرمایا کہ دوبارہ درخواست دیں میں اس کو اگلی میٹنگ میں دیکھ لوں گا گنجائش ہوئی تو آپ کو Conversion مل جائیگا۔ الحمدللہ اگلی میٹنگ میں جب میرا کیس آیا تو ان ہی ڈین صاحب نے میرے تمام Document منگوا کر دوبارہ جانچ پڑتال فرمائی اور بتایا کہ ٹائپنگ کی غلطی سے Ph.D / M.phil لکھنا رہ گیا تھا لہٰذا اس کو Ph.D میں Conversion کی اجازت دی جائے اس طرح احقر کا یہ اہم مرحلہ اللہ کے فضل سے حل ہوگیا اور پھر مجھے Ph.D کا تھیسس جمع کرنے کا لیٹر 90-5-23 کو جاری کردیا گیا۔(۹۷)

ڈاکٹر مجیداللہ قادری کہتے ہیں: اسی دوران والد ماجد شیخ حمیداللہ قادری کا بھی 14 ستمبر 1989ء میں انتقال ہوگیا۔ آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ مجھے جلد از جلد ڈاکٹریٹ کی سند مل جائے مگر افسوس کہ وہ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ نے میرے لیے ریسرچ کے دوران تمام اخراجات بالخصوص کتب کی خریداری کے لیے کہا تھا کہ بیٹا آپ کو جب بھی کتابیں خریدنے کے لیے رقم چاہیے ہو آپ مجھ سے لے لیں چنانچہ میری کتابوں کی ایک اچھی لائبریری والد ماجد ہی کی رقم سے بنتی چلی گئی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے ساتھ ساتھ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ جو اگرچہ ظاہری بینائی سے محروم تھے مگر علم قرآن وتفسیر وحدیث کے حافظ تھے میرے پی ایچ ڈی کے مقالے کی تیاری میں میری بہت رہنمائی فرمائی جس کے باعث احقر یہ مقالہ 1990-11-18 کو جمع کرنے کے لائق ہوا۔

ڈاکٹر مجیداللہ قادری کہتے ہیں: تھیسس جمع کرنے کے بعد بھی جامعہ کراچی

میں موجود ایک مخصوص جماعت کی لابی نے حتی الامکان کوشش کی کہ کسی طریقے سے مجھے Ph.D کی سند حاصل نہ ہو چنانچہ تھیسس جمع کروانے کے بعد ایک کے بعد ایک External Examiner بدلتا رہا اور لگ بھگ 3 سال کے بعد راقم کے تھیسس کی تینوں رپورٹس B.A.S.R میں منظوری کو پیش ہوئیں جس میں تینوں Examiners نے مجھے Ph.D کی سند دینے کی سفارش کی جو B.A.S.R نے منظور کر لی اور اس کے بعد زبانی امتحان (Viva Exam) کے لیے بھی بار بار نام تبدیل کیے جاتے رہے جس میں مزید 8-10 ماہ لگ گئے بالآخر یہ مرحلہ بھی مکمل ہوا۔ اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل احقر کا Viva لینے کے لیے تشریف لائے جنھوں نے 2½ گھنٹے تک میرے مقالے کے متعلق سوالات کیے اور احقر نے تسلی بخش جواب دے کر ان کو مطمئن کیا۔ (۹۸)

جامعہ کراچی نے 28-8-1993 کو B.A.S.R میٹنگ میں پہلی مرتبہ امام احمد رضا کے حوالے سے پہلا Ph.D کا مقالہ منظور کیا۔ مخالفین کے گروہ در گروہ اس وقت کے V.C جناب پروفیسر ڈاکٹر سید ارتفاق علی سے ملنے ان کے آفس آئے اور دھمکی بھی دی کہ مجید اللہ کے اس کام کو روکا جائے کیونکہ انھوں نے اپنے Ph.D کے مقالے میں ہمارے مترجمین قرآن کو غلط قرار دیا ہے۔ اس پر شیخ الجامعہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کا کام علمی ہے اگر آپ ان کے کام سے متفق نہیں ہیں تو آپ اپنے کسی اسکالر سے ان کے کام کے خلاف Ph.D کا تھیسس لکھوالیں۔ حسن اتفاق سے ان دنوں احقر جامعہ کراچی کی Syndicate کا رکن تھا اس لیے شیخ الجامعہ نے ذرا Bold step لے لیا ورنہ ممکن ہے وہ دباؤ میں آجاتے اگر راقم Syndicate

کا sitting ممبر نہ ہوتا۔ الحمدللہ اکتوبر 1993ء میں راقم پاکستان کا پہلا اسکالر قرار پایا جس نے پورے پاکستان میں پہلی مرتبہ کسی بھی جامعہ سے امام احمد رضا کے حوالے سے Ph.D کی سند حاصل کی۔ راقم کا بحیثیت اسلامی اسکالر عالم اسلام میں یہ پہلا تعارف ہوا۔(۹۹)

جامعہ کراچی میں اساتذہ کی بہبود کے لیے راقم کی خدمات:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: جامعہ کراچی میں بحیثیت لکچرار تقرری کے بعد 10 سال تک اساتذہ کی سیاست میں حصہ نہیں لیا البتہ سالانہ الیکشن کے موقع پر کچھ اساتذہ کے ساتھ وقتی رابطہ ہو جاتا۔ راقم نے محسوس کیا کہ جامعہ کراچی میں اساتذہ کمیونٹی میں ایک خاص جماعت کے خیالات رکھنے والوں کا غلبہ ہے اور تقریباً 1978ء تا 1986ء ہر سال تنظیم اساتذہ کے پینل کے لوگ ہی الیکشن میں کامیاب ہوتے۔ اپوزیشن کے طور پر غیر جماعتی لوگ ملکر الیکشن لڑتے مگر وہ ہر بار ہار جاتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ راقم نے بھی اساتذہ کی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ جلد ہی 1988ء کے الیکشن میں راقم نے پہلی دفعہ جوائنٹ سیکریٹری کا الیکشن لڑا جب کہ ہمارے گروپ لیڈر ڈاکٹر عارف کاظمی صدر کا الیکشن لڑ رہے تھے اور ہم نے اس میں اچھی کامیابی حاصل کی اور 21 سیٹوں میں سے آدھے سے زیادہ سیٹیں جیت لیں راقم بھی جوائنٹ سیکریٹری کا الیکشن جیت گیا۔ اب ہمت بڑی اور راقم ہر سال کسی نہ کسی سیٹ کے لیے اپنے گروپ سے الیکشن لڑتا یہاں تک کہ 1992ء میں 3 سال کے لیے سنڈیکیٹ کا الیکشن بھی جیت گیا۔ اب ہمارا گروپ جو ابھی تک بے نام گروپ تھا برکاتی گروپ کے نام سے اُبھرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم اکثر سالانہ الیکشن

جیت جاتے ایک زمانہ آیا کہ 21/افراد کے پینل میں ہمارے گروپ نے 21 کی 21 سیٹیں حاصل کرکے کامیابی حاصل کی۔ یہ سب محنت تھی ہمارے گروپ لیڈر پروفیسر ڈاکٹر سہیل برکاتی صاحب کی جو خود 6 مرتبہ سنڈیکیٹ کا الیکشن جیتے اور 6 مرتبہ صدر کا الیکشن بھی جیتے یہاں تک کہ وہ 2006ء میں ریٹائر ہو گئے ان کے بعد اس گروپ کا نام کراچی یونیورسٹی ٹیچر فورم رکھ دیا گیا اور راقم مسلسل کور کمیٹی کا ممبر رہا اور بالآخر 2013ء میں گروپ لیڈر بن گیا۔ اپنے پہلے ہی سال کے الیکشن میں ہمارے گروپ نے ایک دفعہ پھر 21 سیٹوں کا پورا پینل جیتا اور سنڈیکیٹ کی تمام سیٹیں حاصل کیں، ہمارے گروپ میں اگرچہ تمام مزاج کے لوگ شامل تھے۔(۱۰۰)

دورانِ ملازمت عدل وانصاف کی کوششیں:

اس حوالے سے ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں کہ: یہ بات بہت ذمہ داری سے لکھ رہا ہوں کہ احقر نے کسی کا حق تلف نہیں کرایا، اپنے لوگوں کو نوکری نہیں دلوائی بلکہ جو قاعدہ قانون جامعہ کراچی میں لاگوں ہیں اس کی تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کو نوکریاں دلوانے میں مدد کی جن کی تعداد 15-20 ہوسکتی ہے۔ اسی طرح شاگرد کی کاپی میں نام دیکھ کر کہ یہ کس مذہب یا زبان سے تعلق رکھتا ہے یا اس نے میرے ساتھ کبھی بدتمیزی کی تھی تو اس کو فیل کردیا۔ راقم نے ایسا کبھی نہ کیا، بلکہ 36 سالوں میں ہزاروں کا پیاں جانچی، مگر اللہ اور اس کا رسول گواہ ہیں کہ نام دیکھ کر نمبر کم یا زیادہ نہیں دیئے اور نہ کبھی اپنے ہم مسلک یا زبان کے فیل ہونے والے طالب علم کو پاس کردیا ہو ایسا جان بوجھ کر الحمد للہ ہرگز نہ کیا اور اگر ایسا کیا اور مجھے یاد نہیں رہا تو اس کی سزا یقیناً مجھے اس طالب علم کی طرف سے ضرور دلوائی جائے گی۔ اللہ

اپنی پناہ میں رکھے۔اس بات کا احساس شروع سے تھا کہ اس کا حساب اللہ کے حضور ایک دن ضرور دینا ہے چنانچہ نہ مسلک کی بنیاد پر کسی کو نوازا اور نہ ہی مسلک کی بنیاد پر کسی کو فیل کیا جو کاپی میں لکھا پایا اس کے مطابق فیل یا پاس کیا البتہ فیل ہونے والوں کو جتنا ممکن ہوا ان کو پاس کرنے کی ضرور کوشش کی اس کے لیے بعض وقت پوری پوری کلاس کو 5-10 نمبر تک دیئے پھر بھی اللہ کے حضور معافی کا طلبگار رہوں کہ اگر زندگی میں کسی طالب علم کو جان بوجھ کر یا انجانے میں فیل کر دیا ہو اور وہ پاس ہونے کا مستحق تھا۔اسی طرح 36 سالوں میں عموماً اور پچھلے 15 سالوں سے جب سے راقم مستقل کسی نہ کسی ڈپارٹمنٹ کا چیئرمین رہا کبھی کسی غیر تدریسی عملے کو قلم سے نقصان نہ پہنچایا اگرچہ غیر تدریسی عملے نے بعض وقت زیادتیاں بھی کیں لیکن پھر بھی راقم نے ان سے اس طرح بدلہ ہرگز نہ لیا بلکہ جہاں تک ممکن ہوا ان کی ترقی کے لیے کوشاں رہا اور الحمدللہ 2000ء کا سال شعبہ ارضیات میں سب سے گولڈن سال مانا جاتا ہے جب پہلی دفعہ احقر چیئرمین بنا تو ڈپارٹمنٹ کے تمام ہی غیر تدریسی عملے کو پروموشن دلوایا۔ اللہ پاک نے 36 سال جامعہ کراچی میں عزت اور خیریت سے گزروا دیئے اور عزت واحترام کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوا۔آج ریٹائرمنٹ کے بعد بھی تمام ملازمین،اساتذہ کرام انتہائی تعظیم وتکریم سے پیش آتے ہیں۔(۱۰۱)

فصل سوم

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

میں خدمات کا جائزہ

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی میں شمولیت:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری ولد شیخ حمید اللہ قادری حشمتی نے اپنے والد کے ساتھ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی میں 1982ء کے آخری مہینوں میں شمولیت اختیار کی اور 1983ء کی تیسری سالانہ امام احمد رضا کانفرنس میں جو ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کراچی میں منعقد ہوئی تھی اس میں بھرپور طریقے سے کام کرتے ہوئے والد صاحب کی اعانت سے کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرایا۔ والد محترم جو کہ امام احمد رضا سے عقیدت رکھتے تھے اس لیے ادارہ کی اپنی بساط کے مطابق مناسب مالی اعانت فرماتے رہتے تھے اور 1984 و 1985ء کی کانفرنسوں اور کتب کی اشاعت میں والد صاحب کی اعانت سب سے زیادہ رہی یہ سلسلہ 1989ء تک جاری رہا کہ والد صاحب کا نویں کانفرنس کے چند دن بعد وصال ہو گیا۔ (۱۰۲)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی ادارہ میں قلمی خدمات:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ادارہ میں شمولیت سے پہلے شاید ہی اردو میں کوئی

ایک صفحہ بھی کسی مضمون پر لکھا ہو۔ ادارہ میں شامل ہونے کے بعد مولانا سید ریاست علی قادری کے ساتھ ہر وقت لکھنے پڑھنے کی باتیں ہوتی تھیں اور مختلف اسکالرز کے پاس جا کر ان سے مقالات اکٹھے کرنا ان کو کتابت کے لیے دینا اور ہر کتابت ہونے کے بعد ان مضامین کو پھر ان لکھنے والوں کو دے کر آنا کہ آپ ان کی پروف ریڈنگ کریں ان کے بعد واپس آ کر ان کی تصحیح لگوانا یہ سلسلہ تین چار سال تک جاری رہا اس دوران جامعہ کراچی میں شعبہ ارضیات کا اسسٹنٹ پروفیسر ہونے کے باوجود پرائیویٹ ایم اے اسلامیات کا امتحان دیا اور تیسری پوزیشن سے ایم اے کی سند حاصل کی اور پی ایچ ڈی میں بھی داخلہ لے لیا اور عنوان بھی کنزالایمان کے حوالے سے رکھا "کنزالایمان اور معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابل" اس سلسلے میں اردو ادب، ترجمہ قرآن، تفسیر قرآن، احادیث اور اصول کی کتب کا گہرا مطالعہ شروع ہوا اور دوسری طرف ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کا 1986ء سے قبل نا دفتر تھا نا اس کا کوئی با قاعدہ طریقہ کار، نا اس کی کوئی مجلس عاملہ تھی اور نا ہی کوئی معقول و مسلسل آمدنی کا انتظام۔ مگر 1986ء میں اللہ کا ایسا فضل ہوا کہ ایک مجلس عاملہ تشکیل دی گئی ایک دفتر کا انتظام ہو گیا جناب محمد امتیاز فاروق کو پہلا آفس سکریٹری اور محترم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو اسسٹنٹ آفس سکریٹری مقرر کیا گیا، معقول آمدنی کے لیے ہر سال کانفرنس کے موقع پر "مجلہ امام احمد رضا کانفرنس" کا اجراء کرنے کا پروگرام تشکیل دیا گیا جس کے تحت اشتہارات حاصل کیے جانے لگے محترم جناب منظور حسین جیلانی نے جو کہ پہلی مجلس عاملہ کے فنانس سیکرٹری منتخب ہوئے تھے، ادارے کو سندھ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کروا دیا آپ نے ایک سسٹم کے تحت ادارے کو چلانے کی سعی

کی جو بہت کامیاب رہی۔(۱۰۳)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری اس پہلی مجلس عاملہ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ساتھ ہی سالنامہ معارف رضا کے ایڈیٹر بھی بنا دیے گئے۔انہوں نے یہ ذمہ داری بھی قبول کی مگر حضرت علامہ شمس بریلوی اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد جیسی شخصیت کی سرپرستی کے بغیر اس لائق نہ تھے کہ معارف رضا جیسے جریدے کی ایڈیٹر شپ کی ذمہ داری نبھاتے۔ جب 1986ء میں معارف رضا کے تمام مقالات جمع ہو گئے تو ڈاکٹر مجید اللہ ان کو اول علامہ شمس صاحب کے پاس لے گئے پھر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ان کی تجاویز لینے اور پھر مولانا سید ریاست علی قادری صاحب کے ساتھ بیٹھ کر مقالات کی جانچ پڑتال کر کے ان کی 1986ء کے معارف کے لیے منتخب کیا اور کتابت کروا کر 1986ء کا شمارہ شائع کیا۔اس کے فوراً بعد پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے فرمایا کہ مجید اللہ اب آپ بھی لکھنا شروع کریں کیوں کہ آگے چل کر آپ نے معارف رضا کے اداریہ لکھنے کی ذمہ داری بھی سنبھالنی ہے۔ڈاکٹر مجید اللہ ان دنوں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے اردو ادب کے حوالے سے مطالعہ کر رہے تھے اس دوران یہ محسوس کیا کہ اردو ادب میں امام احمد رضا کا کوئی خاص ذکر نہیں جبکہ کہ امام احمد رضا کی 70 فیصد تحریر اردو زبان میں ہے اس لیے ایک عنوان سوچا کہ ”اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت“ پر مقالہ لکھا جائے۔اس کے مسودہ کو لے کر علامہ شمس بریلوی کے پاس گئے جن کا اردو ادب میں ایک اعلیٰ مقام تھا انہوں نے عنوان کو پسند کیا اور خاص ہدایات دیں کہ اس کو لکھ کر میرے پاس لائیں میں اس کو دیکھ لو پھر معارف رضا میں شائع کرنا۔ڈاکٹر مجید اللہ جب اس مقالے لکھ کر لے گئے تو انہوں نے تین چار گھنٹے

بٹھا کر مقالات لکھنے کے متعلق بہت ساری باتیں بتائیں اوراس مقالے کی ایک ایک لائن پڑھی اور ہر جگہ انہوں نے میرے الفاظ میں تصحیح کی اور دو تین مرتبہ اس کو ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہر دفعہ تصحیح کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا اب اس کو آپ معارف رضا میں شائع کریں اب آپ اس قابل ہوئے اور مقالات لکھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا سب سے پہلا مقالہ معارف رضا کے 1987ء کے شمارہ میں شائع ہوا اور پھر جو سلسلہ لکھنے کا شروع ہوا تو آج تک جاری اور ساری ہے۔(۱۰۴)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: میرے پی ایچ ڈی کے مقالے میں بھی حضرت علامہ شمس نے بہت مدد فرمائی اگرچہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد میرے کارگزار تھے مگر جس طرح قلم پکڑ کر علامہ شمس نے سکھایا ایسا کوئی دوسرا اُستاد نہ ملا، مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ میری جتنی تحریر ہے وہ سب کی سب حضرت شمس کی مرہون منت ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ان کی محبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے انکے کچھ ملفوظات محفوظ کر لیے تھے جن کو ایک کتابی صورت میں بعنوان "ملفوظات شمس بریلوی" کے نام سے ادارہ کی طرف سے شائع بھی کیا گیا ہے۔(۱۰۵)

1987ء میں جب ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مقالہ شائع ہوا اور اس کو اہل قلم نے پڑھا تو کئی اہل قلم نے بشمول ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حضرت مولانا سید ریاست علی قادری، ادیب رائے پوری وغیرہ نے ان کی حوصلہ افزائی کی جن کے باعث ان کے اندر لکھنے کا مزید جذبہ پیدا ہوا اور یوں ہر سال معارف رضا کے لیے مقالہ لکھتے رہے اس کے علاوہ 1986ء میں مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کا سلسلہ بھی شروع ہوا تو اس کے

لئے بھی مضامین لکھتے رہے۔ یہاں تک کہ 2000ء میں جب ماہنامہ معارف رضا کا ادارہ کی جانب سے اجراء ہوا تو اس کے لیے بھی لکھنا شروع کر دیا۔ ان کی شروع سے عادت رہی ہے کہ کسی نہ کسی نئے موضوع پر لکھیں اور کوشش یہ بھی رہی ہے کہ اپنے مقالے یا مضامین میں پرانی باتیں نا دہرائیں۔ پروفیسر محمد مسعود احمد نے ڈاکٹر مجید اللہ کے تیسرے مقالے کی اشاعت پر ان الفاظ میں پذیرائی فرمائی، یہ مقالہ 1989ء کے سالنامہ معارف رضا میں بعنوان "قرآن، سائنس اور امام احمد رضا" شائع کیا گیا تھا جس کے مقدمہ میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں: (۱۰۶)

"پروفیسر مجید اللہ قادری لکھتے رہتے ہیں، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سالنامہ معارفِ رضا میں بھی لکھتے رہتے ہیں اور اس کی تدوین میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ فتاوٰی رضویہ پر ان کا ایک طویل مقالہ جس میں انہوں نے فتاویٰ رضویہ میں شامل رسائل و مسائل کے موضوعات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے یہ ایک قابل قدر کوشش ہے۔ یہ مقالہ 1988ء میں ادارے کی طرف سے شائع ہو چکا ہے پیش نظر مقالہ "قرآن، سائنس اور امام احمد رضا" بھی لائق تحسین ہے۔ اس میں انہوں نے مختلف علوم و فنون جدیدہ میں امام احمد رضا کے آثارِ علمیہ کا ایک جائزہ پیش کیا ہے جو یقیناً اہل علم اور متلاشیان حق کے لیے ایک سوغات ہے جو حضرات امام احمد رضا کی کردار کشی میں مصروف عمل ہیں ان کے لیے ایک تازیانہ ہے"۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

"امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دہراتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں ایسے محققین و قلم کار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا اور نئی معلومات کا اضافہ کیا۔مثلاً اب تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا 55 علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور بعض معاندین کو اس تعداد میں بھی کلام تھا مگر علوم وفنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ بات ثابت کی ہے کہ امام احمد رضا 70 سے زائد علوم علوم وفنون پر عبور رکھتے ہیں"۔(۱۰۷)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری 1982ء سے ادارہ سے منسلک ہیں 1986ء سے ادارہ کے جنرل سیکرٹری ہیں اور معارف رضا سالنامہ کے 1986ء سے ایڈیٹر ہیں، ماہنامہ معارف رضا کے 2000ء سے ایڈیٹر ہیں مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کے 1986ء سے ایڈیٹر بورڈ کے ممبر ہیں۔1993ء میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو جامعہ کراچی سے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن پر پی ایچ ڈی کی سند دی گئی اور اس طرح پاکستان میں امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی کرنے میں والے اول فرد بنے۔1999ء میں جب ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی کتاب بعنوان "قرآن کریم اور معروف تراجم قرآن" شائع ہوئی تو اس پر کئی علماء اور ریسرچ اسکالر نے اپنی رائے کا اظہار کیا یہاں صرف ایک عالم دین محقق اور شارح صحیح بخاری مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی کے اظہار خیال کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ڈاکٹر مجید اللہ نے اس مقالے کے لکھنے میں بڑی جاں فشانی، عرق ریزی اور دقت نظر سے کام لیا ہے۔ بلکہ مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ آپ نے اس کو عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے میں اپنی پوری ذہنی توانائیاں صرف کر دی ہیں، جس کے مطالعہ کرنے کے لیے سیکڑوں کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور متعلق باتوں کو محفوظ کیا پھر ان سب کو نہایت عمدگی اور مرصع کر کے اپنی تحقیق کو نہایت خوبصورت انداز سے سجایا ہے کہ جی چاہتا ہے آپ کو ساری زندگی داد دیتا رہوں۔ آپ کا یہ مقالہ ایسا گلدستہ ہے جو صرف ایک باغ کے پھولوں سے نہیں سجایا گیا بلکہ پورے عالم کے باغوں سے اعلیٰ سے اعلیٰ پسندیدہ پھولوں کو کو منتخب کر کے سجایا گیا ہے جس سے ایک طرف امام احمد رضا سے آپ کی روحانی وابستگی اور بے پناہ عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک عامی مؤلف نہیں بلکہ اپنے وقت کے ممتاز محقق ہیں“۔(۱۰۸)

اب ملاحظہ کریں اُن تمام مقالات کی فہرست جو سالنامہ، مجلہ اور ماہنامہ میں شائع ہوتے رہے ہیں:

مقالات برائے معارف رضا (سالنامہ):

1. ”اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت“،

معارف رضا، سالنامہ (1987ء) 159۔178

2. ”فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ“،

معارف رضا ،سالنامہ(1988ء)53ـ88

3. ”قرآن،سائنس اورامام احمد رضا“،

معارف رضا ،سالنامہ(1989ء)71ـ98

4. ”فقیہ اسلام،بحیثیت عظیم شاعرو ادیب“،

معارف رضا ،سالنامہ(1991ء)127ـ156

5. ”فتاویٰ رضویہ جلد نہم،ایک تحقیقی جائزہ“،

معارف رضا ،سالنامہ(1992ء)61ـ67

6. ”مولانا نقی علی خاں بریلوی کی خدمات وتعارف“،

معارف رضا ،سالنامہ(1993ء)190ـ214

7. ”امام احمد رضا اور علمائے کراچی“،

معارف رضا،سالنامہ(1994ء)147ـ166

8. امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور،

معارف رضا،سالنامہ(1995ء)103ـ129

9. امام احمد رضا اور علمائے لاہور،

معارف رضا،سالنامہ(1996ء)164ـ215

10. امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان،

معارف رضا،سالنامہ(1997ء)170ـ192

11. امام احمد رضا اور علمائے ڈیرہ غازی خاں،

معارف رضا،سالنامہ(1998ء)199ـ234

12. امام احمد رضا اور علمائے سیالکوٹ،

معارف رضا، سالنامہ (1999ء) 219_240

13. منظر اسلام اور علامہ شمس بریلوی،

معارف رضا، سالنامہ (2001ء) 177_184

14. ترجمہ کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات،

معارف رضا، سالنامہ (2004ء) 10_19

15. سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا،

معارف رضا، سالنامہ (2005ء) 206_212

16. امام احمد رضا اور خطبات حدیث،

معارف رضا، سالنامہ (2006ء) 54_70

17. اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ،

معارف رضا، سالنامہ (2007ء) 20_45

18. امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر،

معارف رضا، سالنامہ (2008ء) 138_152

19. کنزالایمان تاریخ کے آئینے میں،

معارف رضا، سالنامہ (2009ء) 114_124

20. اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا،

معارف رضا، سالنامہ (2011ء) 101_112

21. اسلامک بینک کا موجد امام احمد رضا،

معارف رضا، سالنامہ(2012ء)35۔50

22. امام احمد رضا اور حقیقت زلزلہ،

معارف رضا(2013-2014ء)15۔22

23. امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات،

معارف رضا(2013-2014ء)53،64

24. امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر،

معارف رضا(2013-2014ء)81۔102

25. امام احمد رضا اور تحقیق مرجان(Coral)،

معارف رضا(2013-2014ء)137۔145

26. امام احمد رضا اور پانی کی رنگت،

معارف رضا(2013-2014ء)161۔166

27. تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت وخلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار

معارف رضا(2015-2016ء)85-100(۱۰۹)

مقالات برائے مجلہ امام احمد رضا کانفرنس:

28. امام احمد رضا اور علمائے بھر چونڈی شریف،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(1993ء)77۔83

29. دہن میں زباں تمہارے لیے،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(1995ء)56۔59

30. تعارف اور خدمات علامہ شمس الحسن شمس بریلوی،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(1995ء)32۔34

31. تعارف پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ماہر رضویات،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(1996ء)18۔23

32. تعارف سید وجاہت رسول قادری،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(1997ء)52۔56

33. تعارف نائب صدر ادارہ،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(1998ء)32-34

34. کلیات شمس بریلوی۔جائزہ،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(2000ء)48-56

35. قرآن کریم،امام رضا اور سائنسی مصطلحات،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(2002ء)59-67

36. اتحاد بین العلمائے اہلسنت،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(2003ء)73-77

37. سید احمد کبیر رفاعی امام احمد رضا کی نظر میں،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(2005ء)68-72

38. کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(2006ء)7-15

39. طریقہ احمد مرسلِ پر مجھ کو استقامت دے،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،(2007ء)1-8

40. امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر خدمات،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2008ء)6-11

41. امام احمد رضا کا نظریہ مدو جزر (تلخیص)،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2008ء)62-68

42. صد سالہ جشنِ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2009ء)5-18

43. اسلام کا نظام تعلیم اور امام احمد رضا،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2010ء)17-22

44. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ٹرسٹ اور مستقبل کے پروگرام،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2011ء)2-9

45. سخن ہائے گفتنی،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2012ء)2-3

46. سخن ہائے گفتنی (34 ویں سالانہ مام احمد رضا کانفرنس)،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2013ء/1435ھ)2-3

47. مختلف سائنسی جہتوں کے ماہر، امام احمد رضا،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2013ء/1435ھ)15-19

48. سخن ہائے گفتنی،

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی کارکردگی، جناب وجاہت رسول کی خدمات کی روشنی میں، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2013ء/1435ھ)2-5

49. سلف الصالحین کا پیروکار امام احمد رضا،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2013ء/1435ھ) 41-39

50. سخن ہائے گفتنی،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2014ء/1436ھ) 03-02

51. اقراء سے اکملت لکم دینکم کی روشنی میں

امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کا جائزہ،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2013ء/1435ھ) 29-26

52. سخن ہائے گفتنی،

آل انڈیا سنی کانفرنس (1925-96)، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس،

(2015ء/1437ھ) 11-2

53. سخن ہائے گفتنی،

اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت اور

امام احمد رضا کی اردو ادب میں خدمات،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2016ء/1438ھ) 08-02

54. سخن ہائے گفتنی 38 ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، (2017ء/1439ھ) 03-02 (۱۱۰)

مقالات برائے ماہنامہ معارف رضا:

55. امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ،

معارفِ رضا، تعارفی شمارہ (2000ء) 16-12

56. امام احمد رضا اور پانی کی رنگت،

معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2000ء) 17-21

57. امام احمد رضا اور تحقیق مرجان،

معارفِ رضا، شمارہ فروری (2000ء) 19-24

58. امام احمد رضا اور علم حجریات،

معارفِ رضا، شمارہ مارچ (2001ء) 27-24

59. بانی ادارۂ مولانا سید ریاست علی قادری،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر-دسمبر (2000ء) 19-22

60. امام احمد رضا اور سائنسی معطلحات،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2001ء) 13-19

61. اردو زبان کی ارتقاء،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2001ء) 18-21

62. قادیانی کی تصانیف میں کلمات کفریہ،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2002ء) 10-12

63. ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں،

معارفِ رضا، شمارہ ستمبر (2003ء) 23-26

64. حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی۔تعارف وخدمات،

معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2004ء) 18-23

65. تاریخ دارالافتاء بریلی شریف،

معارفِ رضا، شمارہ دسمبر (2000ء)19-21

66. تعلیمات رضا کے فروغ میں صاحبزادہ وجاہت رسول قادری کی خدمات

معارفِ رضا، شمارہ مئی (0ء)5-6

67. قاضی الاسلام مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں بریلوی،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2006ء)17-20

68. ہم اپنا ایمان کیسے بچائیں،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2006ء)5-10

69. جدید طریقہ نعت خوانی -تعلیمات رضا کی روشنی میں،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2006ء)16-21

70. چالیس سالہ چمنستان رضا کی سیر،

معارفِ رضا، شمارا اکتوبر (2006ء)49-54

71. علوم قرآن اور ملت اسلامیہ،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2006ء)5-10

72. امام احمد رضا اور تحقیقِ اہرام مصر،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2007ء)37-43

73. شہید بریلی،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2007ء)15-16

74. اک شمع رہ گئی تھی وہ بھی خموش ہے،

معارفِ رضا، شمارہ ستمبر (2007ء)25-26

75. اُٹھتے جاتے ہیں بادہ خوار ایک ایک کرکے،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر-نومبر (2007ء)7

76. فتاویٰ رضویہ میں افکار مجدد الف ثانی،

معارفِ رضا، شمارہ دسمبر (2007ء)34-40

77. امام احمد رضا خاں اور خدمات ماہر رضویات،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی-اگست (2008ء)10-18

78. ایک صاحب کردار استاد،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی-اگست (2008ء)64-71

79. کنزالایمان اور عرفان القرآن،

معارفِ رضا، شمارہ مئی-جون (2009ء)56-67

80. شریعت محمدی ﷺ اور فتاویٰ رضویہ،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2009ء)5-13

81. تعلیماتِ رَضا مسعودِ ملت کی نظر میں،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2009ء)39-46

82. امام احمد رضا کا خطبہ عیدالفطر،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2009ء)5-10

83. آدابِ سفرِ حج فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2009ء)25-32

84. عرسِ اعلیٰ حضرت اور الیکٹرونک میڈیا،

معارفِ رضا، شمارہ اپریل (2010ء)6-10

85. جامعات کا نصاب اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت،

معارفِ رضا، شمارہ مئی (2010ء)5-10

86. گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رَضا سے بوستان،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2010ء)5-10

87. ہم کب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی چادر کے نیچے جمع ہونگے

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2010ء)14-18

88. تذکرہ اولیائے کرام کا،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2010ء)5-10

89. لا تقنطوا من رحمۃ اللہ،

معارفِ رضا، شمارہ دسمبر (2010ء)7-12

90. رضویات کے رجال ثلاثہ کی رحلت،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2010ء)5-7

91. علامہ فیض احمد اویسی- صاحب مقالاتِ کثیرہ،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2010ء)40-43

92. علمائے اہل سنت کی عالمگیر پذیرائی،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2010ء)4-10

93. تعاونوا علی البر والتقوی،

معارفِ رضا، شمارہ دسمبر (2010ء)2-4

94. خانقاہ قادریہ رضویہ بریلی شریف،

معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2011ء)2-6

95. تعلیماتِ رضا کے فروغ میں علمائے بنگلہ دیش کی خدمات،

معارفِ رضا، شمارہ مارچ (2011ء)2-7

96. فروغ تعلیمات رضا کے سلسلے میں علماء و اہل قلم کا کردار،

معارفِ رضا، شمارہ مئی (2011ء)2-4

97. علمائے اہل سنت کی علمی خدمات اور

عوام اہل سنت کی ذمے داریاں پاک و ہند کے تناظر میں،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2011ء)25-27

98. اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2011ء)21-25

99. ماہر رضویات فی الہند ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2011ء)46-50

100. مکتوبات مسعودی اور فروغ تعلیماتِ رضا،

معارفِ رضا، شمارہ مارچ (2012ء)42-45

101. تحریکِ مسعودی اور بین الاقوامی محققینِ رضا،

معارفِ رضا، شمارہ مئی (2012ء)39-43

102. رسائل رضوی ایک مکمل جامعہ کا نصاب،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2012ء)34-37

103. ضرورت شیخ، تعلیماتِ رضا کی روشنی میں،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2012ء)35-47

104. آبِ مطلق و مقید تحقیق رضا کی روشنی میں،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2012ء)15-19

105. مسلمانوں کا پاکستان حق تھا (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2013ء)2-5

106. امام المحدثین کی تعظیم اور امام الفقہا کی تکریم،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2013ء)13-17

107. ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ ستمبر (2013ء)2-3

108. قادیانی کی تصانیف میں کلماتِ کفریہ امام احمد رضا کی نظر میں،

معارفِ رضا، شمارہ ستمبر (2013ء)17-18

109. کعبے کا کعبہ دیکھو (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2013ء)2-5

110. برصغیر پاک و ہند میں خانقاہ قادریہ رضویہ کی خدمات،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2013ء)13-20

111. شجرہ طیبہ (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2013ء)2-4

112. باپردہ خاتون کے عظیم کارنامے،

معارفِ رضا،شمارہ نومبر (2013ء)28-33

113. امام احمد رضا خاں بریلوی اور شاہ غلام رسول قادری رحمہم اللہ علیہ،

معارفِ رضا،شمارہ دسمبر (2013ء)21-

114. قانون فطرت پر مشتمل چند آیات قرآنیہ

معروف اردو تراجم کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ،

معارفِ رضا،شمارہ فروری (2014ء)13-23

115. جہان رضا کے سفیر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علیہ الرحمہ،

معارفِ رضا،شمارہ مارچ (2014ء)8-12

116. معاشرتی اقدار قرآن وسنت کی روشنی میں اور

ہمارے ملک کے میڈیا کا کردار اور زمہ داری،

معارفِ رضا،شمارہ مئی-جون (2014ء)3-10

117. شیخِ طریقت ڈاکٹر سید مظاہر اشرف جیلانی اور تعلیمات امام احمد رضا،

معارفِ رضا،شمارہ مئی-جون (2014ء)25-30

118. سفرنامہ زیارات عراق "واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا"،

معارفِ رضا،شمارہ مئی-جون (2014ء)35-55

119. عاشق رضا کا کلام رضا پر والہانہ اظہار،

معارفِ رضا،شمارہ جولائی (2014ء)21-35

120. مقدمہ برائے خلفائے امام احمد رضا،

معارفِ رضا،شمارہ ستمبر (2014ء)42-45

121. صلوات الرضویہ،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2014ء)23-33

122. امام اعظم ابوحنیفہ کا حقیقی پیرو کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2015ء)2-7

123. دورحاضر میں رمضان المبارک کے تقدس کی پامالیاں (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2015ء)3-10

124. کنزالایمان کے انگریزی تراجم (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2015ء)2-6

125. حج بیت اللہ شریف (۱۴۳۹ھ-۲۰۱۵ء)(اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2015ء)2-4

126. محدث اعظم پاکستان کے نامور تلمیذ حضرت صادق (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2015ء)2-6

127. تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت وخلفائے اعلیٰ حضرت
کا کردار ایک تاریخی خاکہ،

معارفِ رضا، شمارہ دسمبر (2015ء)13-20

128. 36ویں امام احمد رضا کانفرنس 1437.2015،

معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2016ء)7-22

129. آل انڈیا مسلم لیگ کی روح، آل انڈیا سنی کانفرنس (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ فروری (2016ء)2-6

130. مسلمان کی زندگی میں وقت کی اہمیت (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ مارچ (2016ء)2-6

131. دورحاضر کا شہید اعظم (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اپریل (2016ء)2-9

132. حج وعمرہ کے مواقع پر حرمین میں حاضری کے آداب (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ مئی (2016ء)2-6

133. فروغ صبح تاباں-مہکا ہے مری بوئے دہن سے عالم! (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2016ء)2-8

134. سانحات ارتحال،

معارفِ رضا، شمارہ جون (2016ء)56

135. معاشرے کی تمام ذمہ داران شخصیات سے التماس (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2016

136. فقیہ حنفی کے فروغ میں فتاویٰ رضوی کا کردار،

معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2016ء)11-14

137. حج وعمرہ کی حقیقت واہمیت (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اگست (2016ء)2-6

138. مسلک اہل سنت کو ایک دفعہ پھر ایک سردار احمد کی اشد ضرورت (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ ستمبر (2016ء)2-5

139. علامہ مولانا سید مراتب علی شاہ قدس سرہ العزیز کے وصال پر ملال پر

ادارہ کے اراکین کا اظہار تعزیت،

معارفِ رضا، شمارہ ستمبر (2016ء)53

140. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا 36 سالہ دور (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2016ء)2-4

141. تعلیماتِ رضا کے عظیم علمبردار علامہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ،

معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2016ء)8-21

142. 37 ویں امام احمد رضا کانفرنس پر اہل علم و دانش کی طرف سے پیغامات

معارفِ رضا، شمارہ دسمبر (2016ء)2-6

143. ماہنامہ معارف رضا' کی 18 ویں جلد کا پہلا شمارہ (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2017ء)2

144. امام احمد رضا کانفرنس 2016ء کے مقالہ نگاروں کے
پیش کردہ مقالا جات سے چند اقتباسات،

معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2017ء)25-33

145. پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نقشبندی کا 9 واں یوم وصال (اداریہ)،

معارفِ رضا، شمارہ فروری (2017ء)2-4

146. فرمان غوث اعظم "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور
امام احمد رضا کا بہجۃ الاسرار کی 11 روایات پر اعتماد،

معارفِ رضا، شمارہ فروری (2017ء)27-32

147. ردالفساد (اداریہ)،

معارفِ رضا،شمارہ مارچ (2017ء)2-3

148. اداریہ،معارفِ رضا،شمارہ اپریل (2017ء)2

149. علامہ مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی قادری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ،

شمارہ اپریل(2017ء)14-19

150. علامہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی کی دینی وعلمی خدمات،

شمارہ مئی(2017ء)2-3

151. ترجمہ کنزالایمان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ایک تعارف (اداریہ)،

شمارہ جون،(2017ء)2-3

152. بیت المقدس کی آزادی کے لیے صلاح الدین ایوبی ثانی چاہیے(اداریہ)،

شمارہ جولائی،(2017)2-6

153. ایصال ثواب کے 25 طریقے

امام احمد رضا کے اول تلمیذ ملک العلماء کے قلم سے،

شمارہ جولائی،(2017ء)29-34

154. کلام رضا کے فنی وفکری زاویے،

معارفِ رضا،شمارہ اگست (2017ء)2-7

155. عشاق کے رنگ عشق کی تھی جولانیاں،

معارفِ رضا،شمارہ اگست (2017ء)41-50

156. تعلیماتِ رضا کے فروغ میں شہر کراچی کے روشن چراغ (اداریہ)

معارفِ رضا،شمارہ ستمبر (2017ء)2-5

157. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے محققین کی
ملی خدمات تعلیماتِ رضا کے فروغ میں (اداریہ)،
شمارہ اکتوبر، (2017ء)2-6

158. خانقاہی نظام پر اعتراضات کا جائزہ قرآن وسنت کی روشنی میں،
شمارہ اکتوبر، (2017ء)39-43

159. باقیات وصالحات کا اجروثواب (اداریہ)،
شمارہ نومبر، (2017ء)2-4

160. جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تعلیماتِ رضا (اداریہ)،
شمارہ دسمبر (2017ء)2-3

161. اعلیٰ حضرت کی تحریکِ ختم نبوت کے اثرات،
شمارہ دسمبر، (2017ء)39-41

162. میاں نثار اور عشق رضا (اداریہ)،
شمارہ جنوری، (2018ء)2-6

163. 38ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس،
شمارہ جنوری (2018ء)39-44

164. حاضری حرمین شریفین وادائیگی عمرہ،
1439 / 2018 (اداریہ)، شمارہ مارچ (2018ء)2-4

165. صفائی نصف ایمان ہے (اداریہ)،
شمارہ اپریل، (2018ء)2-4

166. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا تاریخ کے آئینہ میں ہے،
شمارہ مئی،(2018ء)2-5
167. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی اشاعتی خدمات،
شمارہ جون،(2018ء)2-7
168. الدولة المكية بالمادة الغيبية "تعارف"
شمارہ جون،(2018ء)8-10
169. الحاج میاں طیب صاحب کی کنزالایمان کی اشاعت
کے سلسلے میں خدمات،شمارہ جون، (2018)21-35
170. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین کی قلمی خدمات
(قسط اول)،شمارہ جولائی،(2018ء)15-23
171. ایک صدی قبل امام احمد رضا کا وصیت نامہ(اداریہ)،
شمارہ اگست،(2018ء)2-4
172. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین کی قلمی خدمات،
(قسط دوم)،شمارہ اگست(2018ء) 19-27
173. ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت
(قسط اول)،شمارہ اگست،(2018ء)34-40
174. مظہر امام احمد رضا(اداریہ)،شمارہ ستمبر،(2018ء)2-4
175. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین کی قلمی خدمات،
(آخری قسط)،شمارہ ستمبر،(2018ء)21-28

176. ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت،
(قسط دوم)، شمارہ ستمبر، (2018ء)34-41

177. بریلی شریف کی 200 سالہ مسند افتاء کی تاریخ (اداریہ)،
شمارہ اکتوبر، (2018ء)2-7

178. ممتاز شخصیات کے بیانات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت،
(تیسری قسط)، شمارہ اکتوبر (2018ء)55-62

179. پچھلے 100 سالوں (1340 / 1440) میں فروغ رضویت کا جائزہ،
شمارہ نومبر، (2018ء)2-8

180. ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت،
(چوتھی قسط)، شمارہ نومبر، (2018ء)9-23

181. امام احمد رضا کا برصغیر میں احناف کا مرکز بنانے کا
110 سال قبل 10 نکاتی فارمولا (اداریہ)،
شمارہ دسمبر، (2018ء) 2-7

182. اکرامِ امام احمد رضا، از مفتی محمد برہان الحق جبل پوری،
شمارہ دسمبر، (2018ء)8-20

183. ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت،
(پانچویں قسط)، شمارہ دسمبر، (2018ء)39-56 (۱۱۱)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی دیگر تصانیف:

184. محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری،

تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، (1995ء)

185. ڈاکٹر مجید اللہ قادری - سید وجاہت رسول قادری،
یادگارِ سلف۔ تذکرہ مفتی تقدس علی خاں (1991ء)

186. ڈاکٹر مجید اللہ قادری، سید وجاہت رسول قادری،
تذکرہ سید ریاست علی قادری - صاحب فیض رضا (1992ء)

187. ڈاکٹر مجید اللہ قادری، سید وجاہت رسول قادری،
آئینہ رضویات، جلد اول (1989ء)

188. امام احمد رضا اور علمائے سندھ (1995ء)

189. معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (1996ء)

190. مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (1997ء)

191. شب برأت کے فضائل و معمولات (1996ء)

192. لیلۃ القدر کے فضائل و مسائل (1996ء)

193. روحانی اذکار (1997ء)

194. تذکرہ و تعارف۔ علامہ شمس الحسن بریلوی (1998ء)

195. کنز الایمان میں سائنسی مصلطحات (2003ء)

196. قرآن، سائنس اور امام احمد رضا (بنگالی ترجمہ) (2004ء)

197. مجدد الف ثانی، امام احمد رضا و حضرات نقشبندیہ (1999ء)

198. ملفوظاتِ شمس (2003ء)

199. تذکرہ اراکین ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (2005ء)

200. تاریخ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (2005ء)

201. تعارف، مطبوعات ومختصر کارکردگیٔ ادارہ (2005ء)

202. اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ (2007ء)

203. ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ایک تعارف (2007ء)

204. شجرہ طیبہ واذ کار قادریہ (2007ء)

205. سید وجاہت رسول قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری،
رضویات نئے حقیقی تناظر میں (2007ء)

206. درود وسلام کی حقیقت واہمیت (اشاعت اول) (2014ء)

207. درود وسلام کی حقیقت واہمیت (اشاعت دوم) (2016ء)

208. مقالات مجیدی (حصہ اول) (2012ء)

209. مقالات مجیدی (حصہ دوم) (2013ء)

210. اشرف المشاغل (2008ء)

211. خانقاہ کی ضرورت واہمیت (2016ء)

212. تطمئن القلوب بذکر المحجوب (منظوم روحانی اذکار) (2013ء)

213. خانقاہ کی ضرورت واہمیت (2013ء)

214. ایک عہد ساز شخصیت پروفیسر (ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمہ) (2013ء)

215. تعلیمات مجدد الف ثانی وامام احمد رضا (مجموعہ مقالات) (2013ء)

216. اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ (2013ء)

217. تعارف، تذکرہ اور کارکردگی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (2013ء)

218. خطبہ صدارت (آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس، 1946ء)،
ترتیب ومقدمہ (2013ء)

219. خطبہ صدارت (آل انڈیا کانفرنس مرادآباد 1925)
ترتیب مقدمہ (2015ء)

220. میرے چند یادگار سفر (2015ء)

221. سیر لامکاں (سفرنامہ معراج) (2016ء)

222. ایصال ثواب کے 25 طریقے (کتاب صغیر)

223. کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم
(Ph.D) کا مقالہ (1999ء) (۱۱۲)

۞۞۞

فصل چہارم

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا

علمی دنیا میں تعارف اور چند اہم شخصیات کے تاثرات

علمی دنیا میں تعارف:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری دنیائے علم میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ ایک عرصہ سے لکھ رہے ہیں۔ دیگر مذہبی عنوانات کے علاوہ امام احمد رضا اور جدید علوم و فنون ان کا ایک خاص موضوع ہے۔آج کے دور میں امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کی عالمگیر تجدیدی خدمات پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے،مگر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں لکھتے ہیں جو پہلے لکھی جا چکی ہیں۔ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے بعد ایسے محققین بہت کم ہیں جو اپنے قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں، کہتے ہیں علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھائے ہیں اور تحقیق کر کے اپنے قاری کو نئی نئی معلومات فراہم کی ہیں۔مثلاً ابھی تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا 50 علوم پر مہارت تامہ رکھتے ہیں،لیکن ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے تحقیق کر کے لوگوں پر آشکار کیا کہ امام احمد رضا 75 سے 80 علوم پر مہارت تامہ

رکھتے تھے۔(۱۱۳)

ڈاکٹر مجید اللہ کا شمار ان چند لوگوں میں ہوتا ہے جو ایک طرف سائنسی علوم میں مہارت رکھتے ہیں تو دوسری طرف علومِ اسلامیہ میں بھی اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ بچپن میں اپنے نانا سے حاصل کی گئی دینی محبت آپ کو 1982ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی طرف لے آئی، اور اسی بنیاد پر دینی تعلیمات کو عام کرنے کا مشن شروع کر دیا۔ اسی مشن کے تحت پہلے آپ ادارہ کے ایک عام رکن، پھر جنرل سیکریٹری اور اب ادارہ کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ ادارہ میں خدمت کرتے ہوئے ہی 1986ء میں پرائیویٹ ایم اے اسلامیات کر کے امام احمد رضا کے مشہور زمانہ ترجمہ قرآن کنز الایمان پر 1993ء میں پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی اور آپ پاکستان میں امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے اسکالر بن گئے۔(۱۱۴)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ادارہ میں شمولیت کے بعد اپنے عہد کے دو عظیم محقق و مصنف علامہ شمس الحسن شمس بریلوی اور پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد سے خوب علمی فیض پایا۔ ان کی صحبت نے تصنیف و تالیف کا ایسا شوق پیدا کیا کہ آج آپ امام احمد رضا اور دیگر مذہبی عنوانات پر لکھے سو سے زائد مقالات و مضامین اور کتب و رسائل کے مصنف ہیں۔ آپ ایک پروفیسر اور اُستاد ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ لہجہ خطیب بھی ہیں۔ نماز جمعہ اور دیگر مذہبی محافل میں آپ کے خطبات، سیمینارز اور عالمی کانفرنسوں میں آپ کے لیکچرز و مقالات سننے والے کو نئی نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔(۱۱۵)

تاثرات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھ، سندھ)

پروفیسر مجید اللہ کراچی یونیورسٹی میں شعبہ ارضیات کے استاد ہیں۔ وہ بڑے باحوصلہ ہیں انہوں نے جب سے امام احمد رضا کی خدمت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کیا ہے اس وقت سے خود کو بنانا بھی شروع کر دیا ہے۔ تعمیر سیرت کے لیے خودنگری، خودگری اور خودگیری کی منزلوں سے گزرنا ضروری ہے۔ پروفیسر مجید اللہ نے ارضیات کے بعد اسلامک اسٹڈی میں ایم اے کیا اور خود کو پابند شرع بنایا۔ وہ ایک مسجد میں خطابت بھی کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور اردو کے دوسرے معروف قرآنی تراجم سے تقابلی جائزہ پر فاضلانہ تحقیقی مقالہ پیش کر کے کراچی یونیورسٹی سے 1993ء میں ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ وہ امام احمد رضا پر اردو میں ڈاکٹریٹ کرنے والے پہلے پاکستانی فاضل ہیں۔ (۱۱۶)

پروفیسر مجید اللہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سالنامہ معارف رضا میں مضامین بھی لکھتے ہیں اور اس کی تدوین میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ پر ان کا ایک مقالہ جس میں انہوں نے فتاویٰ رضویہ میں شامل رسائل و مسائل کے موضوعات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے، ایک قابل قدر کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ 1988 میں ادارہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ پیش نظر مقالہ (قرآن سائنس اور امام احمد رضا) بھی لائق تحسین ہے۔ اس میں انہوں نے مختلف علوم و فنون جدیدہ میں امام احمد رضا کے آثار علمیہ کا

ایک جائزہ پیش کیا ہے۔ جو یقیناً اہل علم اور متلاشیان حق کے لیے ایک سوغات ہے اور جو حضرات امام احمد رضا کی کردارکشی میں مصروف عمل ہیں ان کے لیے ایک تازیانہ ہے۔ (۱۱۷) امام احمد رضا پر جو بھی لکھ رہا ہے وہی باتیں دہرا رہا ہے جو لکھی جا چکی ہیں۔ ایسے محققین و قلم کار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے مطالعہ کر کے نئی معلومات کا اضافہ کیا۔ مثلاً اب تک یہی معلوم ہو سکا تھا کہ امام احمد رضا 55 علوم پر مہارت رکھتے تھے۔ اور بعض کو اس تعداد میں بھی کلام تھا، مگر علوم وفنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا کہ امام احمد رضا 80 سے زائد علوم وفنون میں عبور رکھتے ہیں۔ تقریباً پانچ سو برس پہلے عہدِ اکبری میں ہندوستان میں شاہ وجیہہ الدین علوی گجراتی ایک جلیل القدر عالم گزرے ہیں۔ تاریخ میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ 64 علوم پر عبور رکھتے تھے۔ مگر پروفیسر مجید اللہ کی تحقیق نے ثابت کر دیا کہ امام احمد رضا ان پر بھی سبقت لے گئے ہیں۔ (۱۱۸)

مولانا عبدالجبار نقشبندی، کراچی

محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ علمی حلقہ میں ایک معتمد شخصیت کے حامل ہیں۔ جن کا کام اور نام امام احمد رضا کی وجہ سے بہت مشہور ہوا ہے۔ آپ نے امام احمد رضا کے ترجمے کنزالایمان پر پی ایچ ڈی کی، یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چمک نمایاں نظر آتی ہے۔ جہاں پر بھی بات کرتے ہیں تو مقام رسول پر بھی ضرور بات کرتے ہیں۔ (۱۱۹)

سید صبیح الدین صبیح رحمانی (تمغہ امتیاز)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ امام احمد رضا کے مشن کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ جس کا بنیادی مقصد ہے کہ حبّ رسول ﷺ کو عام کرنا۔ آپ نے مسلمانوں کے دلوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرنے کا کارِاہم اپنے ذمے لے کر بہت ساری کتب ایسی مرتب فرمائی ہیں کہ وہ عشاقان ومحبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کتب سے اپنی علمی پیاس بجھا سکتے ہیں اور روحانی ترفع حاصل کر سکتے ہیں۔ (۱۲۰)

پروفیسر محمد آصف خان علیمی، کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ صاحب کا شمار جامعہ کراچی کے سینئر ترین اساتذہ میں ہوتا ہے اور آپ بیک وقت جامعہ کراچی کی کئی فیکلٹیز کے ممبر تھے۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ جامعہ کراچی کی فیکلیٹی آف اسلامک اسٹڈی میں اسپیشل ممبر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں، تین شعبہ علوم اسلامیہ، شعبہ قرآن وسنہ اور شعبہ شیخ زید اسلامک سنٹر کے نصاب میں امام احمد رضا کی عمومی کتب کو داخل نصاب کرواتے ہوئے اہم کردار ادا کیا۔ ان دنوں آپ جامعہ کراچی کی الحاق کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے 2013 سے 2015 تک خدمت سرانجام دیتے رہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ صاحب اگرچہ علوم ارضیات اور پٹرولیم ٹیکنالوجی کے ماہر استاد تھے، اور پچھلے 34 سالوں میں ہزاروں طلباء آپ سے پڑھ کر اپنی اپنی فیلڈ میں اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں۔ اس

سے زیادہ بڑی تعداد آپ کے اُن معتقدین کی ہے جنہوں نے پچھلے چالیس سال میں آپ کے جمعہ کے خطبات اور مختلف دینی و مذہبی پروگرام میں آپ کے مذہبی لیکچر سنے ہیں اور مسلسل سن رہے ہیں جبکہ لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر میں لوگ آپ سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ آپ پاکستان کے مختلف چینلز پر ایک مذہبی اسکالر کی حیثیت سے اپنے مخصوص اندازِ تکلم کی وجہ سے ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ جامعہ کراچی کی جامع مسجد قباء میں 2004 سے آج تک جمعہ و عیدین کی خطابت اور نماز کی امامت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔ (۱۲۱)

باب سوم

(ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کا تعارف)

فصل اول:

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے امام احمد رضا
کے حوالے سے لکھے گئے مقالات کا تعارف

فصل دوم:

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے امام احمد رضا
کے حوالے سے سائنسی مقالات کا تعارف

فصل سوم:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے امام احمد رضا کو جن
جہتوں سے منفرد سائنسدان قرار دیا ان پر علمی
اور تنقیدی بحث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل اول

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے
امام احمد رضا کے حوالے سے لکھے گئے مقالات کا تعارف

مقالات کا مختصر تعارف:

1. اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت

صفحات: 20، معارف رضا، سالنامہ (1987ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں اس بات کو ذکر کیا کہ جس محقق نے بھی اردو کے ادیبوں کا ذکر کیا ہے اس نے دوسرے ادیبوں کا ذکر تو کیا لیکن امام احمد رضا کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا حالانکہ ان کی تحریر کا 70 فیصد حصہ اردو زبان پر مشتمل ہے۔ اس لیے محققین کو چاہیے تھا کہ امام احمد رضا کی ادبی خدمات کا ذکر اردو ادب کے عناصر خمسہ کے ساتھ ہر جگہ کیا جاتا۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا کی ادبی خدمات پر جو مختلف شخصیات نے چند مقالات لکھے ہیں ان کی فہرست مقالے میں درج کی گئی ہے۔ (۱۲۲)

2. فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ

صفحات:36 معارف رضا، سالنامہ(1988ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

فتاویٰ رضویہ تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں لکھے جانے والے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن کو امام احمد رضا نے تحریر کیا۔ فتاویٰ رضویہ جو کہ 30 جلدوں پر مشتمل ہے اس کا موضوعاتی جائزہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں ذکر کیا کہ مختلف جلدوں میں کس موضوع پر کیا لکھا گیا ہے اور ان میں لکھے جانے والے ہر ہر رسائل کو ذکر کیا اور ان کے موضوعات بھی تحریر کیے۔

3. فقیہ اسلام، بحیثیت عظیم شاعر و ادیب

صفحات:30 معارف رضا، سالنامہ(1991ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا کا بحیثیت فقیہ ادیب و شاعر ہونا ذکر کیا ہے کہ امام احمد رضا کی خصوصیت ایک فقیہ کی حیثیت سے بھی ہے کہ آپ نے ہر صنف ادب کا جواب دیا ہے یعنی سوال اگر منثور ہے تو جواب بھی منثور دیا اور اگر سوال منظوم ہے تو جواب بھی منظوم دیا۔ اسی طرح اردو فارسی یا عربی کسی بھی زبان سے سوال تعلق رکھتا ہو اسی زبان اور اسی صنف سخن میں جواب بھی ہوتا تھا اسی لحاظ سے آپ صرف فقیہ نہیں بلکہ ایک بلند پایہ شاعر اور ادیب بھی ہیں۔ یہ بحیثیت شاعر ایک انفرادیت بھی ہے کہ آپ نے منظوم استفتاء کے جوابات بھی دیے ہیں۔ ہر سوال کا اسی زبان میں جواب بھی دیا۔ یہ مثال برصغیر پاک و ہند میں ان کے ہم عصر فقہاء میں نہیں ملتی۔ (۱۲۳)

4. امام احمد رضا اور علمائے کراچی
صفحات: 20 معارف رضا، سالنامہ (1994ء)
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

5. امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور
صفحات: 27 معارف رضا، سالنامہ (1995ء)
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

6. امام احمد رضا اور علمائے لاہور
صفحات: 52 معارف رضا، سالنامہ (1996ء)
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

7. امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان
صفحات: 23 معارف رضا، سالنامہ (1997ء)
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچ

8. امام احمد رضا اور علمائے ڈیرہ غازی خاں
صفحات: 36 معارف رضا، سالنامہ (1998ء)
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

9. امام احمد رضا اور علمائے سیالکوٹ
صفحات: 22 معارف رضا، سالنامہ (1999ء)
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

10. امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف
صفحات: 7 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1993ء
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ان تمام مقالات میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے امام احمد رضا کے حوالے سے مختلف علماء کرام کے تاثرات نقل کیے ہیں ہر مقالے میں مختلف علاقوں کے مختلف علماء کا ذکر کیا ہے۔

11. امام احمد رضا اور خطبات حدیث

صفحات: 17 معارف رضا، سالنامہ (2006ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا کے علوم حدیث کا ذکر کیا ہے کہ امام احمد رضا علوم حدیث پر مکمل دسترس اور مہارت رکھتے ہیں اور اس کے اعتبار سے کچھ شواہد پیش کئے ہیں جس سے قارئین آگاہ ہوں کہ امام احمد رضا برصغیر پاک و ہند کے ایسے منفرد محدث کبیر ہیں کہ جس کی مثال اس خطے میں ناپید ہے۔ وہ صرف عام محدث کی طرح احادیث کی چند کتابوں کے مطالعہ والے محدث نہ تھے بلکہ وہ تمام ہی تمام احادیث کے حافظ تھے، احادیث کی درایت سے بھی بخوبی واقف تھے اور ساتھ ہی اسماء الرجال کے بھی ماہر تھے۔ (۱۲۴) اس کی کئی مثالیں مقالے میں بیان کیں اور امام احمد رضا کو جن اسنادِ حدیث کی اجازات ملیں ان کی مثال بھی دی ہیں۔

12. کنزالایمان تاریخ کے آئینے میں

صفحات: 11 معارف رضا، سالنامہ (2009ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا کے اردو ترجمہ قرآن

کنزالایمان کو دوسرے مختلف تراجم قرآن سے علوم قرآن کے حوالے سے تقابل کیا اوراس بات کو بھی ذکر کیا کہ مختلف تراجم قرآن پڑھنے کے بعد قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہر مترجم قرآن کی فکر جدا ہے اور عقائد کے معاملے میں ہر مترجم ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اس کی اس فکر اور جدید نظریات کو ترجمہ قرآن میں پڑھا جاسکتا ہے۔ مترجمین قرآن نے جہاں 13 ویں صدی ہجری میں ترجمہ قرآن کے ذریعہ اردو زبان کے دینی ادب کو فروغ دیا وہاں انہوں نے اپنے خود ساختہ عقائد اور نظریات کو بھی ترجمہ قرآن میں بھرپور جگہ دی لیکن امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کا جب کسی اور ترجمہ قرآن سے تقابل کیا جاتا ہے تو اس ترجمے میں بہت سی خوبیاں اور انفرادیت نظر آتی ہیں کہ ترجمہ کرتے وقت تمام علوم قرآن کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور اس ترجمہ کو جس علمی سطح کا آدمی پڑھے گا، اس کو اپنی علمی سطح کے مطابق ترجمانی ملے گی۔ ہر بلند علمی سطح کے عالم کو اس میں بلند علمی سطح کا ترجمہ ملے گا۔ (۱۲۵)

13. ترجمہ کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات

صفحات: 10 معارف رضا، سالنامہ (2004ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا کی شخصیت ایک مدبر اور مفکر کی ہے۔ ایک عظیم مفکر کی پہچان قرآنی علوم پر کامل دسترس ہے، کیونکہ یہ اول ماخذ ہے۔ اور امام احمد رضا بھی اول ماخذ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ علوم قرآن میں ترجمہ، تفسیر، اصول تفسیر اور لغت سب ہی شامل ہیں۔ امام احمد رضا کی تصانیف و تالیف بھی ان علوم پر ملتی ہیں اس مقالہ میں ترجمہ قرآن کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔ ان کے ترجمہ کو بغور جائزہ لینے کے بعد دیگر

معروف اردو قرآنی تراجم سے تقابل بھی کیا گیا ہے۔

جن خطوط کی روشنی میں قرآن کا جائزہ لیا گیا وہ اگرچہ بہت کثرت رکھتے ہیں مگر چند خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے محاسن بیان کیے ہیں، جیسا کہ نام کا انتخاب، اسلوب ترجمہ، جامعیت ومعنویت، مقصدیت، صوتی حسن، سلاست وترنم اور ادبی خصوصیات۔ اس مقالہ میں ان خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن پر مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔(۱۲۶)

14۔ اسلام کا نظام تعلیم اور امام احمد رضا

صفحات:6 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2010ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا کے اسلامی نظامِ تعلیم کے زاویہ ءنظر کو ذکر کیا کہ امام احمد رضا نے علوم کو حاصل کرنے کے حوالے سے تقسیم کی ہے اس کو ذکر کرنے کے بعد اس چیز کو ذکر کیا کہ تعلیماتِ رضا سے معلوم ہوا کہ اول تمام مسلمان مرد وعورت علم فرض عین حاصل کرلیں۔ اس کے لیے اس عمل کو ہر چھوٹے یونٹ یعنی اپنے گھر سے شروع کرنا ہوگا یعنی ہر گھر میں گھر کے بڑے ماں باپ عقائد اچھی طرح جانیں، سیکھیں اور اپنے بچوں کو سکھائیں۔ پھر ارکان اسلام کے لیے پانچوں ارکان کے بنیادی مسائل سیکھیں اور احسن اخلاق کے ساتھ سیکھیں۔ اس کے بعد اگر گھر والے چاہیں تو بچوں میں سے کسی ایک دو کو تمام علوم دین یعنی فرض کفایہ سکھائیں اور باقی بچوں کو حرف صنعت کے علوم سکھائیں۔ احقر کی رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ اسکول، کالج، یونیورسٹی میں حرف صنعت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامیات

کی تعلیم کو فروغ دیں اور وہ اس طرح کہ اسلامیات جو کہ پہلی کلاس سے لے کر B.A تک پڑھائی جاتی ہے، ضرورت کے مطابق دین کے تمام پہلوؤں کو مختصراً بوقت ضرورت تفصیل کے ساتھ کورس میں شامل کیا جائے۔ پانچویں کلاس سے کیوں کہ سائنس اور معاشرتی علوم کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں لٰہذا اسلامیات میں اسی مناسبت سے آیات قرآن اور احادیث اور ہمارے اسلاف کی پیاری باتیں سکھائی جائیں اور پھر میٹرک کے بعد کیوں کہ ترجیحات بدلتی جاتی ہیں، سائنس والے انجینئر نگ کے مضامین پڑھتے ہیں، کامرس والے تجارت اور اقتصادیات کے مضامین پڑھتے ہیں، علوم فنون والے تاریخ، سیاسیات، فلسفہ وغیرہ کی طرف جاتے ہیں لٰہذا اسلامیات کی کتابوں میں ان کے مضامین کی روشنی میں جمع کیا جائے تاکہ بچے آج کم ازکم اتنا تو جان لیں کہ ہم دنیاوی طور پر کیا پڑھ رہے ہیں اور ہمارا دین کیا کہتا ہے۔ پھر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اسلامی قوانین کے مطابق سمجھ سکیں۔(۱۲۷)

15. سلف الصالحین کا پیروکار امام احمد رضا
صفحات:3 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء،
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

16. اقراء سے اکملت لکم دینکم کی روشنی میں
امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کا جائزہ
صفحات:4 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء،
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

17. جدید طریقہ نعت خوانی، تعلیمات رضا کی روشنی میں
صفحات:6 معارفِ رضا، شمارہ جولائی 2006ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

اس مقالہ میں میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے امام احمد رضا کے نعت گوئی کے متعلق اقوال کو ذکر کیا جیسا کہ امام احمد رضا کہتے ہیں کی حقیقتاً نعت شریف لکھنا انتہائی مشکل ہے، جس کو لوگ انتہائی آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو مرتبہ الوہیت میں پہنچتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد کہنا آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سے سخت حد بندی ہے (۱۲۸) لیکن دور حاضر میں ان اصولوں کی پاسداری کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا اس مقالے میں امام احمد رضا کے نعت گوئی کے اصولوں کو ذکر کیا گیا ہے تا کہ جدید دود میں جدید طریقہ نعت میں شرعی حدود کی پاسداری کی جائے اور لغویات سے بچا جائے۔ (۱۲۹)

18. شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فتاویٰ رضویہ

صفحات: 9 معارفِ رضا، شمار جولائی 2009ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

اس مقالہ میں ایک ایسی شخصیت کی فقہی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جس نے چودھویں صدی ہجری میں رہتے ہوئے پندرہویں صدی ہجری کے لیے شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک مکمل خاکہ فتاویٰ رضویہ کی صورت میں بارہ ضخیم جلدوں کی صورت میں یادگار چھوڑا۔ جس کو لاہور کی رضا فاؤنڈیشن نے مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی سرپرستی میں مرتب کیا اور تمام عربی وفارسی عبارتوں کو تخریج کیا تو اسے 30 جلدوں میں شائع کیا یہ ایک عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس کو شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

خلاصہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں تقریباً تمام مسائل کو بیان کرنے کی سعی کی گئی۔(۱۳۰)

19. امام احمد رضا کا خطبہ عید الفطر

صفحات: 6 معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر 2009ء

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا نے عیدین کے حوالے سے طویل خطبے تحریر فرمائے ہیں جو کہ "الخطبات الرضویہ" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، انہیں میں امام احمد رضا کا خطبہ عید الفطر ہے جس کی خصوصیات کو ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے اس مقالہ میں تحریر کیا اور اس متعلق چند اہم مسائل کا ذکر بھی کیا۔

20. جامعات کا نصاب اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت

صفحات: 6 معارفِ رضا، شمارہ مئی 2010ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کی تصانیف داخل نصاب کرنے پر بحث کی ہے اور لکھتے ہیں برصغیر پاک و ہند کے مدارس کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہاں اصل نصاب قرآن و حدیث کو اپنے خیالات اور اپنے عقائد کے مطابق کر کے پڑھایا جاتا ہے مگر دنیاوی علوم کی درسگاہوں اور خاص کر جامعات میں ایک ہی نصاب مرتب ہیں مگر وہ اسی ایک نصاب کو پڑھاتے ہیں۔ اور ان جامعات میں یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ نصاب بناتے وقت ایسا نصاب مرتب کیا جائے کہ کسی بھی خیالات کے لوگوں کی دل آزاری نہ ہو اور وہ نکات پڑھائے جائیں جس میں اختلافی باتیں کم ہوں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے قیام

کے بعد اسکولز اور کالجز کے اساتذہ و طالب علم کی توجہ مرکوز ہوئی، جس کے سبب ان تعلیمی اداروں میں امام احمد رضا کی تصانیف کو داخلِ نصاب کیا گیا۔ جامعہ کراچی کے نصاب میں امام احمد رضا کی جن تصانیف شامل کیا ان کی لسٹ اس مقالے میں ذکر کی ہے۔(۱۳۱)

21. مختلف علوم وفنون کی تعلیم امام احمد رضا کی نظر میں

صفحات: 2 معارفِ رضا، شمارہ جون 2012ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں اس بات کو ذکر کیا کہ امام احمد رضا کی نظر میں مختلف علوم وفنون کو حاصل کرنے کی کیا حیثیت ہے اور اس بات کو ذکر کیا کہ امام احمد رضا نے اس قسم کے استفتاء کا اپنے فتاویٰ میں کئی جگہ جواب دیا ہے اور اس بات کا رد کیا ہے کہ ہر دنیاوی علوم حاصل کرنا معاذ اللہ حرام ہیں، بلکہ آپ نے بہت وضاحت کے ساتھ دنیاوی علوم کے حصول کے اصول بتائے ہیں کہ وہ دنیاوی علوم جن میں اسلام کے خلاف نظریات ہوں جن کے باعث اس کا ایمان خراب ہوسکتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی صفات میں شک وشبہ کر سکتے ہیں اس لیے ایسے تمام دنیاوی علوم جو انسان کو رب سے، اسلام سے، رسول سے دور لے جائیں ان کا حصول ترک کر دینا بہتر ہے کہ مسلمان کا اصل مقصد اپنے رب کی عبادت اور پہچان ہے۔(۱۳۲)

22. رسائل رضویہ ایک مکمل جامعہ کا نصاب

صفحات: 4 معارفِ رضا، شمارہ جولائی 2012ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ امام احمد رضا تاریخ اسلام ہی کے نہیں بلکہ تاریخ عمومی میں بھی ایک واحد مصنف اور مؤلف ہیں، جنھوں نے تین زبانوں یعنی اردو، فارسی اور عربی میں ۱۰۰۰ سے زیادہ رسائل ۱۰۰ سے زیادہ علوم وفنون کے عناوین پر لکھے ہیں، بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہے کہ آج سے ۱۰۰ سال قبل کے تمام مروجہ علوم عقلیہ اور نقلیہ پر انھوں نے اپنے قلم کی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ امام احمد رضا، جو خود علمی اعتبار سے ایک عمومی یونیورسٹی (General University) کی حیثیت رکھتے ہیں، جنہوں نے اپنی اس جامعہ کے تمام شعبہ جات کے لیے نہ صرف نصاب تیار کیا، بلکہ اس سلیبس کے اعتبار سے بنیادی کتابوں کا ۱۰۰۰ سے زیادہ کتب و رسائل پر مشتمل ذخیرہ بھی فراہم کر دیا ہے کہ اگر کوئی کسی وقت میں امام احمد رضا یونیورسٹی بنانا چاہے تو خود صاحب کتب کی ۱۰۰۰ سے زیادہ کتب ورسائل سے اس جامعہ کی ابتدا کر سکتا ہے اور شاید یہ دنیا کا ایک انوکھا اور عجوبہ ہوگا کہ جس کے نام کی یونیورسٹی بنائی جا رہی ہے خود اس کی لکھی ہوئی کتابیں اس جامعہ کے اکثر و بیشتر شعبہ جات میں ٹیکسٹ بک کی حیثیت سے پڑھائی جا سکتی ہیں۔ دنیا میں مختلف مذہبی، سیاسی، ادبی، علمی شخصیات کے ناموں پر جامعات بنائی گئی ہیں۔ اس لیے یہ بات بھی قابل عمل ہے کہ امام احمد رضا یونیورسٹی بنائی جائے۔ (۱۳۳)

23. ضرورت شیخ، تعلیمات رضا کی روشنی میں

صفحات: 13 معارفِ رضا، شمارہ اگست 2012ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا کے تقریباً پانچ رسائل، جن میں تصوف اور بیعت کے مسائل

بیان کیئے گئے ہیں۔ان کی روشنی میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے یہ مقالہ تحریر کیا۔

24. امام اعظم ابوحنیفہ کا حقیقی پیرو کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت

صفحات: 6 معارفِ رضا، شمارہ جون 2015ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا نے 55 سال دین اسلام کی فقہ حنفی کے تحت قلمی اور عملی سے خدمات سرانجام دی ہیں اور جتنے بھی فتاویٰ دیئے وہ فقہ حنفی کے تحت دیئے ہیں۔ امام احمد رضا، امام اعظم ابوحنیفہ کی تقلید کرتے تھے اور فقہ حنفی کی بنیاد پر فتاویٰ رضویہ بھی تحریر کیا، جس میں انہوں نے کئی بار اپنے امام کی وضاحت کی۔اسی کو سامنے رکھتے ہیں ہوئے ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے یہ مقالہ لکھا۔(۱۳۴)

25. فقہ حنفی کے فروغ میں فتاویٰ رضویہ کا کردار

صفحات: 4 معارفِ رضا، شمارہ جولائی 2016ء

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

26. کلام رضا کے فنی وفکری زاویے

صفحات: 6 معارفِ رضا، شمارہ اگست 2017ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالہ میں میں امام احمد رضا کی شاعری کے کے فکری وفنی زاویوں کو امثال سے بیان کیا اور لکھا کہ امام احمد رضا برصغیر پاک وہند کی عربی، فارسی اور اردو شاعری کے وہ واحد شاعر ہیں کہ اس فن میں ان کا کوئی استاد نہیں مگر بحیثیت شاعر آپ کا مقام بہت بلند ہے، اس سلسلے میں انہوں نے کسی شاعر

کی اقتداء نہ کی بلکہ شاعرِ رسالت دربارِ مصطفیٰ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امامِ بنایا اور ہر زبان میں بے مثال شاعری کا نمونہ پیش کیا۔(۱۳۵)

27. جشن میلا د النبی ﷺ اور تعلیماتِ رضا

صفحات:2 معارفِ رضا، شمارہ دسمبر 2017ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

28. الدولة المكية بالمادة الغيبية "ایک تعارف"

صفحات:3 شمارہ جون 2018ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا نے آنحضرت ﷺ کے علم غیب جاننے پر حرم کعبہ میں بیٹھ کر 800 صفحات پر مشتمل ایک کتاب" الدولة المكية بالمادة الغيبية " لکھی ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس کتاب کا اردو میں تعارف تحریر کیا ہے۔

29. کنز الایمان کے انگریزی تراجم

صفحات:5 شمارہ اگست 2015ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا کے اردو ترجمہ قرآن کے انگریزی میں شائع ہونے والے تراجم کا ذکر کیا ہے کہ کنز الایمان اردو زبان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا ترجمہ قرآن ہے اس لیے لوگوں کی خواہش ہوئی کہ اردو دان طبقہ چونکہ بڑی تعداد میں یورپ اور امریکہ میں قیام پذیر ہو چکا ہے اور ان کی اولاد اردو زبان بھی بھول رہی ہے لہٰذا اس کا انگریزی ترجمہ ضرور کیا جانا چاہیے

جب یہ آواز دور دور سے آنے لگی اور اس کی ضرورت بھی شدت سے محسوس کی جانے لگی تو سب سے پہلے انگلینڈ (1984ء) سے اس کا انگریزی زبان میں لکھا اور شائع ہوا اور اس کے بعد لندن میں قانون کے پروفیسر ڈاکٹر اختر فاطمی نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا اسی طرح چھ اور انگریزی تراجم کا تعارف اس مقالے میں پیش کیا۔(۱۳۶)

30. ترجمہ قرآن کنزالایمان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ، ایک تعارف

صفحات:2 شمارہ جون 2017ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کا مختلف زبانوں میں کیے گئے ترجمے کا ایک تعارف اس مقالے میں بیان کیا کہ برصغیر میں اردو ترجمہ قرآن کی تاریخ لگ بھگ 250 سال پرانی ہے سب سے پہلے 1200ھ میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اردو زبان میں مکمل لفظی ترجمہ یعنی الفاظ کے نیچے اردو الفاظ ترجمہ کے ابتدا فرمائی، پھر جلد ہی آپ کے بھائی نے مکمل بامحاورہ ترجمہ کر کے سبقت حاصل کی۔ اس کے بعد کئی مترجمین نے اُردو ترجمہ قرآن کیا ان میں سے ترجمہ کنزالایمان بھی اردو میں ہی ترجمہ تھا تو اس کو پاکستان کی کئی صوبائی زبانوں سمیت غیر ملکی زبانوں میں بھی شائع کیا جیسا کہ اس کا انگریزی زبان میں (1984-1988-2000-2010ء)، سندھی (1992ء) جدید ترکی (1994ء)، ڈچ زبان (1994ء)، بنگلہ (1995ء)، ہندی (1995ء)، ماریشس (2005ء)، اور پشتو (2014ء)، زبان شائع کیا گیا۔(۱۳۷)

۞۞۞

فصل دوم

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے
امام احمد رضا کے حوالے سے لکھے سائنسی مقالات کا تعارف

سائنسی مقالات کا تعارف:

1. قرآن، سائنس اور امام احمد رضا

صفحات: 29 معارف رضا، سالنامہ 1989ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ نے اس مقالہ میں سائنسی علوم کو قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں بیان کیا اور اس چیز کو ثابت کیا کہ رب کائنات کا کلام تمام حقائق و معارف اور جملہ علوم وفنون کا خزینہ ہے۔ اس کے بعد چند مسلم سائنسدانوں کا تعارف کروایا جن کا ان کے اپنے زمانے میں طوطی بولتا تھا اور جنہوں نے علوم عقلیہ کی ترویج میں بھرپور حصہ لیا جیسا کہ ابو اسحاق ابراہیم بن جندب، جابر بن حیان، عبد الما لک اصمعی، حکیم یحییٰ منصور خوارزمی، احمد بن موسیٰ شاکر، ابو عباس احمد بن محمد کثیر، ابو یوسف یعقوب بن اسحاق الکندی، ابو بکر محمد زکریا رازی، محمد بن احمد البیرونی، اور امام محمد بن محمد غزالی کا مختصر تعارف کروایا۔ اس کے بعد چودہویں صدی ہجری تک البیرونی جیسا عظیم عظیم

سائنسدان پیدا ہی نہیں ہوا، پھر ایک عظیم سائنسدان بریلی کی سرزمین پر پیدا ہوا جس کو دنیا امام احمد رضا کے نام سے جانتی ہے۔ پھر اس کے بعد امام احمد رضا کا تعارف بھی کروایا کہ وہ کن کن علوم عقلیہ پر مہارت رکھتے تھے۔اس کے بعد امام احمد رضا نے جن معقولات میں علوم وفنون پر اپنی قلمی کاوشیں اچھی یادگار چھوڑی ہیں ان کی فہرست کو کو ذکر کیا۔فہرست میں امام احمد رضا کے 105 سائنسی رسائل کو ذکر کرنے کے بعد اس چیز کو ثابت کیا کہ امام احمد رضا کو سائنسی علوم پر بھی اتنی ہی دسترس حاصل تھی جتنی دینی علوم پر۔(۱۳۸)

2. سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا

صفحات: 7 معارف رضا، سالنامہ 2005ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے اس مقالے میں قرآن پاک کی ان آیات کو درج کیا جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اس میں غور وفکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ان آیات کریمہ کے ضمن میں امام احمد رضا کے جو اقوال ہیں ان کو تحریر کیا۔ قرآن کریم نے جن کو اھل الذکر قرار دیا ہے ان کی چھ اقسام کو بھی ذکر کیا ہے اور اس بات کو ذکر کیا کہ امام احمد رضا جب بھی کسی دنیاوی سائنسی علوم پر بحث کرتے ہیں تو اس بحث کے شروع یا آخر میں یا جہاں مناسب سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان اور یقین کا اظہار بھی ضرور کرتے ہیں اور وہ قاری کو اس بات کی طرف ضرور توجہ دلاتے ہیں کہ نظام فطرت (سائنسی قانون) ایک طرف اور اللہ کی قدرت ایک طرف اور وہ ہی مقدم کہ وہ خالق کل اور مالک حقیقی ہے۔اگرچہ کائنات کا سارا سسٹم ایک

فطرت کے تحت رواں دواں ہے اور عموماً اپنی فطرت کے مطابق چلتا بھی رہے گا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر آن اس سسٹم پر فوقیت رکھتی ہے اور ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ اس کی قدرت پر ایمان ضرور رکھے۔ (١٣٩)

3۔ امام احمد رضا کا نظریہ مدو جزر

صفحات: 15 معارف رضا، سالنامہ 2008ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

مقالہ ہٰذا کا تعلق سمندروں میں اُٹھنے والی ان موجوں سے ہے جن کو علم البحر (Oceanography) کی اصطلاح میں ''مدوجزر [Lunar tides] کہتے ہیں۔ اس کو ہندی زبان میں ''جوار بھاٹا'' بھی کہا جاتا ہے۔ سمندروں میں ''مدو جزر'' کئی وجوہات کے باعث وجود میں آتا ہے یعنی ''مد و جزر'' کئی وجوہات کے باعث سمندروں میں پیدا ہوتا ہے اور ہر وجہ کی باعث اس کو الگ نام دیا جاتا ہے۔ انسائکلو پیڈیا کے حساب سے ''مد و جزر'' کا تعلق چاند اور سورج کی کشش ثقل کے باعث ہے اور ساحلوں سے دور سمندروں میں اُٹھتی ہیں۔ سمندر کے علاوہ جھیلوں، دریاؤں اور کسی بھی کھڑے پانی میں نہیں اُٹھتی ہیں اور دن میں دو دفعہ ان کا اُتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ یہ تمام باتیں سائنسی اصول کی بنیاد پر کی گئی ہیں لیکن امام احمد رضا نے اپنا نظریہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور قسم ہے سلگائے ہوئے سمندروں کی'' (١٤٠)

اور حدیث پاک میں ہے:

بیشک سمندر کے نیچے آگ ہے'' (١٤١)

ان کا نظریہ یہی ہے کہ مدو جزر کا عمل سمندر کے نیچے آگ کی وجہ سے ہے اسی بات کو اس مقالے میں ثابت کیا گیا ہے۔(۱۴۲)

4. اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا

صفحات: 12 معارف رضا، سالنامہ 2011ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا نے مسئلۂ تیمم میں مٹی کی قابل استعمال و ممنوع اقسام پر نادر تحقیق پیش کی ہے۔ اس مقالے میں امام احمد رضا کی تیمم کے سلسلے میں مٹی اور پتھر کی اقسام وحالتوں پر تحقیق کو پیش کیا گیا ہے۔ اپنی تحقیق میں امام احمد رضا نے 181 ایسی اقسام کو بیان کیا ہے، جن سے تیمم جائز ہے ان میں سے ۷۴ پچھلے فقہا نے بیان کی ہیں جبکہ ۱۰۷ اقسام کا اضافہ خود امام احمد رضا کی کاوش ہے۔ اسی طرح آپ نے ۱۳۰ مٹی اور پتھر کے اقسام اور حالتیں بیان کی ہیں، جن سے تیمم ناجائز ہے، ان میں سے ۵۷ پچھلے فقہا نے بیان کی ہیں اور 73 امام احمد رضا کی اضافہ کردہ ہیں۔(۱۴۳)

5. اسلامک بینک کا موجد امام احمد رضا

صفحات: 16 معارف رضا، سالنامہ 2012ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

6. امام احمد رضا اور حقیقت زلزلہ

صفحات: 8 معارف رضا (2013-2014ء)

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

آتشی پہاڑ زمین پر (Continental crust) اور سمندر کے تہہ کے نیچے

Oceanic crust کی صورت میں چاروں طرف سے زمین کے نیچے لاوے کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور یہ سخت موٹی تہ Crustal Plate میں تقسیم ہیں۔ یہ Plates کئی جگہ سے ایک دوسرے سے دور ہو رہی ہیں کہیں یہ Crustal Plate ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہی ہیں اور کہیں ایک پلیٹ دوسرے کے نیچے جارہی ہے جس کے باعث ان کے سروں (Mar-gines) پر دباؤ بڑھتا چلا جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ یہ دباؤ بہت زیادہ ہو جاتا ہے جب یہ دباؤ بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو جمع شدہ (Stored energy) خارج ہونا چاہتی ہے۔ پہاڑوں کی رگوں Fault zones سے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے یہ ہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں زلزلہ محسوس کیا جاتا ہے کیونکہ زلزلہ ہم اس وقت محسوس کرتے ہیں جب یہ سارا عمل اختتام کے قریب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سائنس اس دباؤ (Stress) یا اس انرجی کے اخراج کو سببِ زلزلہ بتاتی ہے مگر امام احمد رضا اس کے خلاف ہیں آپ کا کہنا یہ ہے کہ (Storedenergy کا اخراج سببِ زلزلہ نہیں بلکہ یہ اخراج زلزلہ کا Resultant ہے زلزلہ کا سبب ان پہاڑی سلسلوں میں موجود ریشوں (Root) میں کسی قسم کی حرکت کے سبب آتا ہے اس مقالہ میں ڈاکٹر مجید اللہ نے امام احمد رضا کی اسی تحقیق کو ذکر کیا ہے، اور زلزلہ کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ (۱۴۴)

7. امام احمد رضا اور تحقیق مرجان (Coral)

صفحات: 9 معارف رضا (2013-2014ء)

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنے اس مقالہ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد رضا صرف

مختلف علوم وفنون کے سمندروں میں غوطہ لگا کر ہی موتیوں کی لڑیاں پیش نہیں کرتے بلکہ وہ حقیقی سمندروں میں بھی غوطہ زن ہو کر وہاں کے پوشیدہ خزانوں کی معلومات فراہم کرتے ہیں اور موتی اور مونگا کے بننے کے عمل کو اپنے قارئین تک پہنچاتے ہیں۔ وہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سمندر کی تہہ میں کیا کیا عمل ہو رہے ہیں، کہاں سے زمین کھسک رہی ہے کہاں پر سمندر میں پتھر اور پہاڑ بن رہے ہیں، کون کون سے جانور سمندر کی تہہ میں پائے جاتے ہیں، مچھلی اور جھینگے میں کیا فرق ہے اور سمندر میں موتی اور مونگا (مرجان) کس طرح بنتے ہیں۔ اسی لیے امام احمد رضا نے مرجان کو پتھر کی قسم کہا اور اس کو سمندری چٹان کا حصہ قرار دیتے ہوئے زمین کی جنس قرار دیا اور اس سے تیمم کو جائز قرار دیا۔ (۱۴۸)

8. امام احمد رضا اور پانی کی رنگت

صفحات: 6 معارف رضا (2013-2014ء)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا اور پانی رنگت کے بارے میں لکھا ہے کہ امام احمد رضا سے سوال ہوا تھا کہ آب مطلق وضو وغسل کے لیے درکار ہے اس کی تعریف کیا ہے اور آب مفید کیسے کہتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ تحریر کیا "النور والنورق لاسفار الماء المطلق" اس میں آب مطلق اور آب مقید کا ذکر کرتے ہوئے پانی کی رنگت پر بھی بحث کی اور اس پر اپنا نظریہ قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا کہ پانی بے رنگ نہیں بلکہ یہ سیاہی مائل ہے۔ اس مقالہ میں دیگر علماء کے مؤقف کو بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا کے دلائل

کو ذکر کیا اور بیان کیا کی امام احمد رضا کے نزدیک پانی نہ خالصتاً سیاہ ہے نہ دودھ کی طرح سفید بلکہ پانی کا رنگ ہلکا سرمئی ہے۔(۱۴۹)

9. قرآن کریم، امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات

صفحات:9 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2002ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن میں آپ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ امام موصوف دینی معلومات کے ساتھ ساتھ عقلی اور سائنسی علوم کے بھی موجد اور امام ہیں۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری چونکہ ارضیات کے پروفیسر بھی تھے تو ان کے ترجمہ قرآن کے مطالعے کے دوران کئی آیات سامنے آئیں جس سے ان کو احساس ہوا کہ ان کا علوم ارضیات سے گہرا تعلق تھا، اور علم ارضیات کی اصطلاح میں صرف امام احمد رضا ہی ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جب کہ اردو زبان کے بقیہ مترجمین علم ارضیات کی اصطلاحات میں ان آیات کا ترجمہ نہ کر سکے۔ جیسا کہ سورۃ النازعات کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے جس میں اللہ تعالیٰ نے زمین کی بناوٹ سے متعلق ارشاد فرمایا اور امام احمد رضا نے اس علم کی اصطلاح میں ترجمہ کر کے قاری کو سمجھنے میں آسانی فرمائی ہے:

والأرض بعد ذٰلك دحها (۱۵۰)

ترجمہ: اور اس کے بعد زمین پھیلائی۔

اردو زبان کے دیگر تراجم قرآن کا جب مطالعہ کیا تو اکثر مترجمین نے ''دحھا'' کے معنی پھیلنے کے بجائے ''جماؤ'' کیے ہیں جب کہ پھیلنا اور جمانا دو مختلف

مفہوم ہیں۔ جمانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہہ بہ تہہ جمائی جائے جس طرح آبی چٹانیں (S edementary Rocks) بنتی ہیں اور یہ عمل دراصل تہہ در تہہ چٹانوں کے بننے یا جمائے جانے کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں لفظ پھیلنے سے جو مفہوم ایک علم ارضیات کے طالب علم کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کسی چیز کے پھیلنے سے اس کا حجم (یہاں رقبہ مراد ہے) بڑھے۔ علم ارضیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے۔ (۱۵۱) اس لیے امام احمد رضا کا ترجمہ علم ارضیات کی روشنی میں بالکل ٹھیک ہے اسی طرح کئی اور بھی مثالیں بیان کی ہیں۔ (۱۵۲)

10. امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر خدمات

صفحات: 6 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2008ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

فقیہ اپنے زمانے کے تمام مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھتا ہے یعنی:

(۱) قرآن مجید

(۲) حدیث یا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) اجماع

(۴) قیاس

امام احمد رضا بھی جس طرح اسلام کے مسائل کے حل کے لیے ان چاروں اصولوں کی روشنی میں فتاویٰ دیتے ہیں اسی طرح ایک علوم جدیدہ کے ماہر اور مسلم

سائنسدان ہونے کے باوجود سائنس کے تمام مسائل کے حل کے لیے علوم عقلیہ کے تمام قواعد کو بھی پہلے ان چاروں اصولوں کے تحت جائزہ لیتے ہیں اور پھر علوم عقلیہ کے اعتبار سے ان کے دلائل Scientifically حل کرنے کے لیے عین سائنسی طریقے سے ان کا حل پیش کرتے ہیں۔ امام احمد رضا نے اسی بنیاد پر تقریباً تمام سائنسی جہات پر قلم اُٹھایا ہے انہی مختلف جہات کے متعلق ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں تفصیل لکھا۔(۱۵۳)

11. مختلف سائنسی جہتوں کے ماہر، امام احمد رضا

صفحات:5 مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں قرآن مجید کی ان آیات کو ذکر کیا کہ جن کا تعلق سائنسی علوم سے ہے اور اس کے بعد امام احمد رضا کی سائنسی فکر کو قرآن کریم کی روشنی میں پرکھ کر ان مختلف سائنسی جہتوں کا ذکر کیا ہے جن پر امام احمد رضا کے ماہر تھے جیسا کہ عم حجریات، علم فلکیات و علم نجوم، علم ہیت، علم صوتیات اور زلزلہ آنے کے اسباب وغیرہ۔(۱۵۴)

12. امام احمد رضا اور علم حجریات (Petrology)

صفحات:4 معارف رضا، شمارہ مارچ 2001ء

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

مسئلہ تیمم بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا نے کئی ضمنی رسائل تحریر کیے جو علم وتحقیق کا انمول خزانہ ہیں۔ امام احمد رضا نے اس سلسلے میں ایک رسالہ بعنوان المطر

السعید علی نبت جنس الصعید (۱۳۳۵ھ) تحریر فرمایا تھا اور تیمم کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے پتھر کی اقسام کو بھی ذکر کیا ہے۔ اس مقالہ میں اس بات کا ذکر کیا کہ کسی پتھر کے متعلق کس طرح معلوم کیا جائے کہ وہ جنس ارض (Earthy) ہے یا نہیں کیونکہ تیمم کے لیے احناف کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ شے (پتھر) جنس ارض سے ہو ورنہ اس سے تیمم نہیں ہوگا اگرچہ وہ پتھر سے زیادہ سخت کیوں نہ ہو اور دیکھنے میں بھی پتھر معلوم ہو۔ اسی طرح اس مضمون سے یہ بھی آگاہی ہوئی کہ امام احمد رضا نے ماہر علم حجریات کی طرح معدن (Metal) کی باقاعدہ (Scientific) تعریف کی ہے اور علم حجریات کی بعض ایسی اصطلاح فراہم کی ہیں جو کسی عربی لغت میں بھی دستیاب نہ تھیں۔ (۱۵۷)۔

13. امام احمد رضا اور تحقیقِ اہرام مصر

صفحات: 7 معارفِ رضا، شمارہ جولائی 2007ء

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے میں امام احمد رضا کی تحقیق اہرامِ مصر پر بحث کی اور کہا کہ وہ بلند عمارتیں انسان سے بننا بظاہر مشکل نظر آتی ہیں مگر جنات کیونکہ زیادہ طاقتور قوم ہے، اور اس قوم نے بہت سے دنیا میں ایسے کام کیے ہیں ان میں سے ایک کام ان کا تعمیر اہرامِ مصر بھی ہیں کیونکہ قوم جن انسان سے ۲۰۰۰۰ برس پہلے آباد ہو چکی تھی۔ صاحب روح البیان اپنی تفسیر میں سورہ الحجر کی آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ جنات ۲۰۰۰۰ سال قبل دنیا میں آباد تھے۔ امام احمد رضا نے صاحب روح البیان کے قول کو منقول کیا کہ یہ قوم پہلے سے آباد تھی اور اہرام مصر کی تعمیر

فرعونیوں کے زمانے کی نہیں بلکہ آدم علیہ السلام سے بھی پونے چھ ہزار برس قبل کی تعمیر ہے۔ حالانکہ موجودہ تحقیق اہرام مصر سے متعلق ابھی تک شک وشبہ میں ہے کہ ان کی تعمیر کب ہوئی۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی تحقیق کے مطابق امام احمد رضا نے اہرام مصر کی تعمیر کی تاریخ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک قول "بنی الھرما النسر سرطان" سے لی ہے جس کے معنی ہیں کہ اہرام مصر اس وقت تعمیر کیے گئے جب ستارہ نسر سرطان میں تھا اور اب چونکہ ستارہ نسر برج جدی سے بھی 15.50 درجے آگے ہے اس لحاظ سے قمری اعتبار سے اہرام مصر کی تاریخ تعمیر 12640 سال اور عیسوی اعتبار سے 11491 سال بنتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے مختلف اشکال بنا کر امام احمد رضا کی دی گئی تاریک کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا کی تاریخ درست ہے۔(۱۵۹)

14. آب مطلق ومقید، تحقیق رضا کی روشنی میں

صفحات: 5 معارفِ رضا، شمارہ نومبر 2012ء،

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

قرآن پاک کی سورہ مائدہ آیت نمبر 6 میں وضو اور غسل کا حکم اول پانی سے اور اگر پانی میسر نہ ہو تو وضو اور غسل پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا ہے۔(۱۶۰) امام احمد رضا نے اسی ضمن میں آب مطلق ومقید کی تحقیق کی اور بیان کیا کہ کس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے اور کس سے جائز نہیں۔ امام احمد رضا کی اسی بحث کو اس مقالے میں بیان کیا گیا ہے۔

فصل سوم

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے جن جہتوں سے امام احمد رضا کو منفرد سائنسدان قرار دیا اُن پر علمی اور تنقیدی بحث

امام احمد رضا منفرد سائنسدان:

سائنسدان تو سائنسدان ہوتا ہے اور ہر سائنسدان منفرد ہی ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص فن میں مہارت رکھتا ہے اور اپنے اسی علم میں دسترس رکھنے کے باعث اور اسی فن میں اپنی ایجاد کے باعث منفرد سائنسدان کہلاتا ہے۔کوئی سائنسدان طبعیات (Physical science) میں ماہر ہوتا ہے،کوئی سائنسدان علم کیمیا (Chemical science) میں ماہر مہارت رکھتا ہے،کوئی (Mathematical science) سائنس میں کمال رکھتا ہے کوئی حیاتیات اور حیوانیات (Biologycal science) میں دسترس رکھتا ہے،کوئی طبی علوم (Medical science) میں مہارت رکھتا ہے، کوئی نفسیاتی علوم (Psychological science) میں اختیار حاصل کرتا ہے اور کوئی کوئی Management science میں سبقت رکھتا ہے۔ ہر علم وفن کے پیچھے ہزار سال میں ہزاروں سائنسدانوں کے نام اور کارنامے تاریخ میں ثبت ہیں۔ انہیں ابتدائی سائنس دانوں میں سیکڑوں برس تک مسلمان سائنسدانوں کا پلڑا ابھاری رہا ہے

جن میں چند نام درج ذیل ہیں:

☆ ابواسحاق ابراہیم (م 776ء) دوربین کا موجد،

☆ جابر بن حیان (م 817ء) علم کیمیا کا بانی،

☆ عبدالمالک اسمعی (م 831ء) علم حیوانات اور نباتات کا اول مصنف،

☆ حکیم یحییٰ مقور (م 832ء) دنیا کی پہلی رسدگاہ کا صدر،

☆ محمد بن موسیٰ خوارزمی (م 850ء) الجبرا کا موجد،

☆ احمد بن موسیٰ (م 858ء) کیمیکل انجینئر،

☆ ابویوسف یعقوب (م 873ء) مسلمانوں کا پہلا فلسفی،

☆ حکیم ابونصر محمد فارابی (م 961ء) علم نفسیات کا ماہر،

☆ ابن الہیثم (م 1040ء) کیمرہ کا موجد،

☆ ابن علی سینا (م 1039ء) علم الامراض و علم ادویات کا موجد،

☆ البیرونی (م 1049ء) ماہر آثار قدیمہ و علم ارضیات،

☆ امام غزالی (م 1111ء) جدید فلسفہ کا بانی۔

17 ویں صدی عیسوی سے غیر مسلم سائنسدانوں کا نہ صرف غلبہ رہا بلکہ مسلمان سائنسدانوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی۔ یہاں تک کہ اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں غیر مسلم سائنسدان چھا گئے اور مسلمانوں نے اپنے علم کی میراث چھوڑ کر غیر مسلم سائنسدانوں کی تمام ایجادات کو قبول کرلیا اوران کی تمام تھیوری کو قبول کر کے اپنے ملکوں کے اندران سب کو اپنے تعلیمی نصاب میں شامل کرلیا اور یہ بھی نہ دیکھا کہ جو غیر مسلم سائنسدان اپنا مؤقف پیش کر رہا ہے کیا وہ ہمارے دین یعنی قرآن وحدیث کی روشنی میں قابل قبول ہے یا نہیں۔ مثلاً ہماری سائنس کی ابتدائی

کتابوں میں ڈارون کی تھیوری پڑھائی جاتی ہے جس میں انسان کو بندر کی نسل قرار دیا جاتا ہے کہ ارتقاء کی منزل طے کرتے کرتے بندر کے بعد انسان سامنے آیا۔ اسی طرح چاند اور زمین کو سورج کے گرد حرکت کرتا ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ تھیوری مسلمانوں کے ذہن میں بھی رچ بس گئی ہے اور مسلمان اب اسی کی روشنی میں سوچتے ہیں مگر وہ قرآن وحدیث کا گہرا مطالعہ نہیں کرتے جو خالق کائنات کی جانب سے نازل ہوا جس میں واضح طور پر انسان کو مٹی سے پیدا کرنے اور چاند وسورج کی گردش کا ذکر ہے۔

برصغیر میں البیرونی جیسے عظیم مدبر، مفکر ماہر علوم کے بعد اگر کوئی سائنسدان سامنے آیا تو وہ امام احمد رضا ہے جس کا دورانیہ تعلیم کے حصول کے بعد (1870ء تا 1921ء) کا وقت ہے یعنی اختتام انیسویں صدی عیسوی اور ابتدائی بیسویں صدی میں اور یہ زمانہ مغرب کی سائنس کے عروج کا وقت بھی تھا، جہاں آئن اسٹائن جیسے سائنسدان کا سکہ قائم تھا۔ امام احمد رضا نے اگرچہ کسی دنیاوی علمی ادارہ میں یعنی کسی کالج یا یونیورسٹی میں تو علوم وفنون کی تعلیم حاصل نہ کی تھی بلکہ اپنے والد ماجد کے قائم کردہ مدرسہ میں ان سے اور دیگر چند اساتذہ سے چند علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور چودہ سال سے بھی کم عمر میں عالم، مفتی اور سائنسدان بن گئے تھے۔ 14 سال میں فراغت سے قبل دوران تعلیم فقہی کتابوں کے علاوہ علوم عقلیہ پر مشتمل شمس بازغہ، شرح چغمینی اور اقلیدس جیسی کتابوں کے حواشی لکھ چکے تھے اور اپنی 55 سالہ قلمی زندگی میں 250 سے زیادہ علوم عقلیہ کے حوالے سے عربی، فارسی اور اردو میں رسائل قلمبند کیے تھے جن میں چند شائع ہو چکے ہیں مثلاً:

☆ فوز مبین در رد حرکت زمین

(علم طبعیات پر)

☆ الاشکال الاقلیدس لنکس اشکال قلیدس

(الجبرا)

☆ تسیر الماعون للسکی فی الطاعون

(وبائی امراض میں بچنے کے طبی اصول)،

☆ معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین

(سیاروں کی حرکات)،

☆ الکشف شافیہ حکم فونوغرافیہ

(ساونڈ ویوز پر تحقیق)،

☆ المطر السعید نبت علی جنس الصعید

(پتھروں اور دھات کی اقسام پر تحقیق)،

☆ تدبیر فلاح ونجات واصلاح

(اسلامی بینک کاری پر زور)،

☆ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس والدراہم

(اسلامک مینجمنٹ/کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت)،

☆ الصمام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام

(الٹراساونڈ مشین کا نظریہ)،

☆ کتاب المنیٰ والدّ رلمن عمد

(تجارت اور بینک کاری کے اصول)،

☆ سفر السفر عن الجفر بالجفر

(علم جفر، نجوم اور فلکیات)

☆ حاشیہ برلوگارثم

ان کے علاوہ کئی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ سائنسی رسائل آپ کے قلم سے تحریر میں آئے۔ یہ اور دیگر رسائل مطبوعہ وغیر مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔(۱۶۱)

ان رسائل پر تفصیلی بحث تو یہاں نہیں کی گئی ہے مگر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے امام احمد رضا کی ان کاوشوں کو اپنے ایک درجن سے زیادہ تحقیقی رسائل میں زیرِ بحث لاکر ان کو برصغیر کا ایک منفرد مسلمان سائنسدان بتایا ہے۔منفرد اس لحاظ سے کہ اکثر سائنسدان ایک سے زیادہ مختلف علوم پر تحقیق کر کے اپنا مقام حاصل کرتے ہیں مگر امام احمد رضا عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ کے بھی ماہر ہیں، ان کے زمانے کا کوئی مروجہ علم ایسا نہیں ہے جس پر انہوں نے تحقیقی رسالہ نہ لکھا ہو۔ اس مناسبت سے یقیناً امام احمد رضا ایک عظیم منفرد سائنسدان کے طور پر تحقیق کے بعد سامنے آتے ہیں۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری اسی کاوش میں مصروفِ عمل ہیں کہ امام احمد رضا کے ان علوم کو زیادہ سے زیادہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ امام احمد رضا نے جو سو برس قبل مختلف علوم وفنون میں اپنی تحقیق پیش کی ہے وہ میں زمانہ کے لحاظ سے سو سال بعد کس درجہ میں پیش کی جا سکتی ہے۔اس لیے مسلمان سائنسدانوں کو اس طرف توجہ کرنی ہوگی۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے تمام مقالات میں امام احمد رضا کے سائنسی نظریوں کو آسان الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے مگر ایک تنقید نگار کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ خود بھی اس رسالے کا مطالعہ کرے اور اس سے پہلے اس تنقید نگار کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ وہ قرآن مجید کا گہرا مطالعہ رکھتا ہو اور

معروف تفاسیر بھی اس کی نظر سے گزری ہوں، کیونکہ امام احمد رضا کا جو اول ماخذ ہے وہ قرآن مجید کی آیات ہیں اور وہ قرآن میں پیش کیے گئے اصولوں پر اس پر سو فیصد مہارت رکھتے ہیں اسی لیے وہ ان قرآنی اصولوں سے ہٹ کر کوئی تحقیق پیش نہیں کرتے۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری ایک مقالے میں رقمطراز ہیں:

امام احمد رضا جس طرح ایک عالم اور مفتی کی حیثیت سے اسلام کے دینی مسائل کے حل کے لیے اسلام کے چار اصول بنیادی ماخذ کو (قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس) کے اصولوں پر مسائل کا حل پیش کرتے ہیں اور فتاویٰ جاری کرتے ہیں، اسی طرح امام احمد رضا ایک سائنسدان ہونے کے باوجود پہلے ان سائنسی مسائل کے حل کے لیے دینی علوم کے تمام قواعد کی روشنی میں ان کا جائزہ لیتے ہیں اور علوم عقلیہ کے اعتبار سے ان دلائل کا scientific حل پیش کرنے کے لیے عین سائنسی طریقے اور توجیہات سے ان کا حل پیش کرتے ہیں۔اس کی بہترین مثال آپ کی تصنیف "فوز مبین در ردّ حرکت زمین" ہے۔(۱۶۲)اول اس کتاب کا خطبہ جو عربی زبان میں ہے۔جس میں اسلام کا قرآن وسنت کا مؤقف بیان کیا ہے:

تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو روکے ہوئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کو کہ جنبش نہ کریں اور اگر وہ ہٹ جائے تو کون روکے گا اللہ کے سوا۔اور تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے اور اس نے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں۔تیرا فرمان حق ہے اور سورج چلتا ہے اپنے ٹھہراؤ کے لیے، یہ حکم ہے ایک زبردست علم والے کا اور چاند کے لیے منزلیں

مقرر کیں"۔ (۱۶۳)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے تجزیہ اور فوز مبین در ردّ حرکت زمین کے اول خطبہ کے اقتباس سے یہ بات سامنے آئی کہ امام احمد رضا پہلے قرآن کے وسیع مطالعہ کے باعث قرآن کا مؤقف پیش کرتے ہیں کہ آسمان و زمین ساکن ہیں اور چاند اور سورج مستقل چل رہے ہیں یعنی گردش میں ہیں اور یہ آج کی سائنس کے مؤقف کے سامنے اُلٹ بات نظر آتی ہے کیونکہ پچھلے سو سال سے سائنس کی درسی کتابوں میں یہی تھیوری پڑھائی جاتی ہے کہ سورج کے گرد زمین گھوم رہی ہے۔ مگر امام احمد رضا نے قرآن کا مؤقف سمجھتے ہوئے لکھا کے زمین ساکن ہے اور چاند اور سورج برابر اپنی اپنی چالیں چل رہے ہیں۔ کتاب میں امام احمد رضا نے 105 سائنسی دلائل کے ساتھ باقاعدہ Equations اور Diagrams کے ساتھ ثابت کیا کہ زمین ساکن ہے اور چاند اور سورج حرکت کر رہے ہیں۔

امام احمد رضا کے اس مؤقف پر تنقید سے پہلے ایک مسلمان سائنسدان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ قرآنی علوم سے باقاعدہ آشنا ہو اور وہ عربی زبان میں بھی مہارت رکھتا ہو اور عربی تفاسیر بھی مطالعہ سے گزری ہوں اور قدیم مسلمانوں کی سائنسی کتابیں اور بالخصوص زمین کی حرکت یا سکون کے متعلق اس نے پڑھی ہوں۔ تب وہ یقیناً امام احمد رضا کے اس مؤقف پر کلام کر سکتا ہے، ورنہ اس کی تنقید بے معنی ہوگئی۔ یہی وجہ کہ ابھی تک مسلمان سائنسدانوں نے امام احمد رضا کے مؤقف کی نفی نہیں کی البتہ بعض نے کہا کہ ہم قرآن کو اس تحقیق سے الگ رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اپنے کئی مقالات میں امام احمد رضا کے جن نظریات کو پیش کیا ہے ان پر ابھی تک کسی قسم کی تنقید نہیں گزری۔ ڈاکٹر مجید اللہ نے

اسی کتاب کے حوالے سے امام احمد رضا کی تحقیق کو معرکتہ الآراء تحقیق قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"امام احمد رضا اپنے رسالے فوز مبین میں مغربی سائنسدانوں نیوٹن، کوپر نیکس کلپر، ہرشل، آئن اسٹائن، گیلی ویٹ اور مسلمان سائنسدان ابن سینا، ملا محمد جونپوری کے سائنسی نظریات کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے غلط نظریات کا اسی سائنسی اصولوں کی روشنی میں بہترین رد کیا ہے چنانچہ اس کتاب کا ایک غیر جانب سائنسدان مطالعہ کر کے امام احمد رضا کو ایک عظیم مسلم سائنسدان ثابت کرسکتا ہے۔ اس لیے مسلم سائنسدانوں کو امام احمد رضا کے 105 سائنسی دلائل کو ضرور پڑھنا چاہیے"۔(۱۶۴)

الغرض اس بحث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام احمد رضا وہ واحد سائنسدان ہیں جو علوم عقلیہ یا سائنس کے مختلف علوم پر اپنا مؤقف پیش کرتے ہیں یعنی مختلف جہتوں کے علوم پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ امام احمد رضا ایک علم کے نہیں مختلف علوم کے سائنسدان ہیں، یعنی آپ صرف سائنسدان ہی نہیں بلکہ سائنسی علوم کے سائنسدان ہیں۔

فہارس قرآنیہ

نمبر شمار	نام سورۃ	آیت قرآنیہ	آیت نمبر
۱	الاعراف	اَوَ لَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ وَّ اَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُہُمۡ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ	185
۲	اٰل عمران	اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔	190 191
۳	الرحمٰن	یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ۔	33

22	يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ۔	الرحمٰن	۴
58	كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ۔	الرحمٰن	۵
6	وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔	الطور	۶
30	وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا۔	النازعات	۷
6	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.	المائدہ	۸
15	وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا	الدھر	۹

❁❁❁

فہارس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رقم الحديث	الحديث	کتاب	نمبر شمار
2489	حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيل بْنُ زَكَرِيَّا ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ بِشْرٍ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا	سنن ابوداؤد	۱

حواشی وحوالے

1۔ القرآن،سورہ اعراف،آیت:185

2۔پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری،مقالات مجیدی،حصہ اول،،مکتبہ علیمیہ کراچی،2012ء

3۔القرآن،سورہ آل عمران،آیت:190۔191

4۔ڈاکٹر طاہر القادری،اسلام اور جدید سائنس،ص:14،منہاج القرآن پبلیکیشنز2001ء

5۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،معارف رضا شمارہ،1986ء،ص:102،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا،کراچی

6۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،قرآن سائنس اور امام احمد رضا،ص:4،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کشمیر2005ء

7۔القرآن،سورہ رحمٰن،آیت33

8۔ https://www.youtube.com/watch?v=hz5tdWGi7sc

9۔ https://www.minhajbooks.com/urdu/book/Islam-and-modern-science/read/txt/btid/10/

10۔ https://www.minhajbooks.com/urdu/book/Islam-and-modern-science/read/txt/btid/10/

11۔ https://www.minhajbooks.com/urdu/book/Islam-and-modern-science/read/txt/btid/10/

12۔ مولانا ظفر الدین بہاری،حیاتِ اعلیٰ حضرت،ص:90،مکتبہ نبویہ لاہور2003ء

13۔ایضا،ص:70

14۔مولانا بدرالدین قادری،سوانح اعلیٰ حضرت،ص:90،قادری کتاب گھر بریلی1997ء

15۔ایضا،ص:91

16۔ مولانا ظفر الدین بہاری،حیاتِ اعلیٰ حضرت،ص:15،مکتبہ نبویہ لاہور2003ء

17۔امام احمد رضا،الکلمۃ الملہمۃ،ص:6،مطبوعہ دہلی

18۔امام احمد رضا،سلامۃ اللہ لاہل السنت من سیل العناد والفتنۃ،ص:54،مطبوعہ بریلی

19۔ مولانا ظفر الدین بہاری،14ویں صدی کے مجدد،ص:59 مطبوعہ لاہور

20۔القرآن،سورہ الدھر،آیت:15

21۔مولانا ظفرالدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت،ص:6،مکتبہ نبویہ لاہور 2003ء

22۔ امام احمد رضا، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ،ج:4،ص:149

23۔ مکتوب محررہ،مبارکپور،اپریل 1979ء

24۔علامہ نور احمد قادری،مکتوب سفارت خانہ انڈونیشیا،اسلام آباد،مورخہ 7 جنوری 1981ء

25۔سید ریاست علی قادری،معارف رضا،ص:43،مطبوعہ کراچی، 1983ء

26۔مولانا یٰسین اختر اعظمی،امام احمد رضا اربابِ علم ودانش کی نظر میں،ص:194،مطبوعہ الہ آباد، 1977ء

27۔محمد مرید احمد، جہان رضا،ص:162،مطبوعہ لاہور، 1981ء

28۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،ج:11،ص:194،مطبوعہ بریلی 1402ھ

29۔پروفیسر محمد صدیق، پروفیسر مولوی حاکم علی،ص:114،مطبوعہ لاہور 1983ء

30۔ مولانا امجد علی اعظمی،فتاویٰ امجدیہ،مطبوعہ الہٰ آباد 1979ء

31۔ امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد اول،ص:547،کراچی

32۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد اول،ص:173،کراچی

33۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جدید ایڈیشن جلد دوم،ص:175،کراچی

34۔ امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جدید ایڈیشن جلد دوم،ص:13،کراچی

35۔ڈاکٹر محمد مالک،امام احمد رضا اور علم صوتیات،ص:34،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

36۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،مقالات مجیدی (حصہ اول)،ص:19،مکتبہ علیمیہ کراچی 2013ء

37۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،مقالات مجیدی (حصہ دوم)،ص:19،مکتبہ علیمیہ کراچی

38۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور تحقیق مرجان،ص:19،معارف رضا،فروری 2000ء

39۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،مقالات مجیدی (حصہ دوم)،ص:20،مکتبہ علیمیہ کراچی

40۔ The webster family Encyclopedia V.5,p234

41۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،مقالات مجیدی (حصہ دوم)،ص:22،مکتبہ علیمیہ کراچی

42۔ امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد دوم،ص:661،مکتبہ رضویہ کراچی

43۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد سوم،ص:582،رضا فاؤنڈیشن لاہور

44۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلدسوم،ص:584،رضا فاؤنڈیشن لاہور

45۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور تحقیق مرجان،ص:22،معارف رضا،فروری 2000ء

46۔ امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلدسوم،ص:594،رضا فاؤنڈیشن لاہور

47۔ایضاً،ص:268

48۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلدسوم،ص:658،رضا فاؤنڈیشن لاہور

49۔القرآن،سورہ رحمٰن،آیت:22

50۔القرآن،سورہ رحمٰن،آیت:58

51۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلدسوم،ص:268،رضا فاؤنڈیشن لاہور

52۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلدسوم،ص:658،رضا فاؤنڈیشن لاہور

53۔ایضاً،ص:268

54۔ایضاً

55۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلدسوم،ص:268،رضا فاؤنڈیشن لاہور

56۔ ایضاً،ص:787

57۔ایضاً

58۔ایضاً،ص:688

59۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد دہم،حصہ دوم،ص:11،کراچی

60۔ ایضاً،ص:11

61۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد دہم،حصہ دوم،ص:18،کراچی

62۔مفتی محمد حنیف،امام احمد رضا کی 225 تصانیف (ایک اجمالی تعارف)،
معارف رضا،شمارہ جولائی تا دسمبر 2020ء ص 50،

63۔ایضاً

64۔ایضاً ص:51

65۔ایضاً،ص 36

66۔ایضاً،ص:33

67۔ایضاً،ص:30

68۔ایضاً،ص:24

69۔ایضاً،ص:26

70۔ایضاً،ص:14

71۔ایضاً،ص:13

72۔ایضاً،ص:12

73۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،قرآن سائنس اور امام احمد رضا،ص:25،مکتبہ علیمیہ کراچی 2013ء

74۔ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص:3،زیر طبع

75۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص6:،زیر طبع

76۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص:6

77۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص7،زیر طبع

78۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص:7

79۔امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد دھم،حصہ اوّل،ص:46،مطبوعہ مکتبہ رضویہ،کراچی

80۔شمس الدین ابوالخیر محمد السخاوی ''المقاصد الحسنۃ ،بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،
ص:8،زیر طبع

81۔ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد الشیبانی،بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،
ص:8،زیر طبع

82۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص9،زیر طبع

83۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص9،زیر طبع

84۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص10،زیر طبع

85۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص:10 زیر طبع

86۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفر نامہ زندگی،ص11،زیر طبع

87۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص 12:،زیر طبع

88۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:12،زیر طبع

89۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:16،زیر طبع

90۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:18-17،زیر طبع

91۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:18-17،زیر طبع

92۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:19،زیر طبع

93۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:20،زیر طبع

94۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:21،زیر طبع

95۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:19،زیر طبع

96۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:26-25،زیر طبع

97۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:26،زیر طبع

98۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:28،زیر طبع

99۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:27،زیر طبع

100۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:26،زیر طبع

101۔ڈاکٹراقبال احمد اختر القادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ کا سفرنامہ زندگی،ص:40،زیر طبع

102۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:91، ناشر دارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

103۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:92، ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

104۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:93۔94، ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

105۔ایضاً،ص:93

106۔ایضاً،ص:94۔95

107۔تقدیم از پروفیسر محمد مسعود احمد بر رسالہ قرآن، سائنس اور امام احمد رضا،
ص:4،مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
108۔کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن،ص:725،مطبوعہ 1999ء،
بحوالہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،ص 97
109۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:98،ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
110۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:99،ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
111۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:101،ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
112۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی 40 سالہ خدمات کا جائزہ،
ص:110،ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
113۔تقریظ از ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، بر کتاب تاریخ وشرح شجرہ قادریہ رضویہ،
ص:24،ستمبر 2020ء
114۔تقریظ از ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، بر کتاب تاریخ وشرح شجرہ قادریہ رضویہ،
ص:24،ستمبر 2020ء
115۔تقریظ از ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، بر کتاب تاریخ وشرح شجرہ قادریہ رضویہ،
ص:24،ستمبر 2020ء
116۔تقدیم بر کتاب قرآن، سائنس اور امام احمد رضا،ص:8،مکتبہ علیمیہ کراچی
117۔تقدیم بر کتاب قرآن، سائنس اور امام احمد رضا،ص:8،مکتبہ علیمیہ کراچی
118۔ایضا،ص9
119۔تقریظ بر کتاب درود وسلام کی حقیقت واہمیت،ص:18،مطبوعہ 2014
120۔ ایضا،ص:29

121۔حرف آغاز بر کتاب تعلیمات مجدد الف ثانی و امام احمد رضا، ص:3۔4، مکتبہ علیمیہ کراچی

122۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت، معارف رضا،
سالنامہ (1987ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

123۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، فقیہ اسلام، بحیثیت عظیم شاعر و ادیب، معارف رضا، ص130،
سالنامہ (1991ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

124۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا اور خطباتِ حدیث، معارف رضا، سالنامہ 2006ء

125۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کنز الایمان تاریخ کے آئینے میں، معارف رضا،
ص:114، سالنامہ (2009ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

126۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ترجمہ کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات، معارف رضا، ص:10،
سالنامہ (2004ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

127۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، اسلام کا نظامِ تعلیم اور امام احمد رضا،
مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، ص22، (2010ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

128۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص:49، مدینہ پبلیشنگ کراچی

129۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جدید طریقہ نعت خوانی، تعلیمات رضا کی روشنی میں،
معارف رضا، ص:22، شمارہ جولائی، (2006ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

130۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، شریعت محمدی اور فتاویٰ رضویہ، معارف رضا،
شمارہ جولائی، (2009ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

131۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جامعات کا نصاب اور تصانیف اعلیٰ حضرت،
معارف رضا، ص:5، شمارہ مئی، (2010ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

132۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، مختلف علوم وفنون کی تعلیم امام احمد رضا کی نظر میں،
معارف رضا، ص:9، شمارہ جون (2012ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

133۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، رسائل رضویہ ایک مکمل جامعہ کا نصاب،
معارف رضا، ص:34، شمارہ جولائی (2012ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

134۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام اعظم ابو حنیفہ کا حقیقی پیروکار اعلیٰ حضرت،
ص:7،معارف رضا ،شمارہ جون (2015ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
135۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کلام رضا کے فنی وفکری زاویے، معارف رضا، ص:2،
شمارہ اگست (2017ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
136۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کنز الایمان کے انگریزی تراجم، معارف رضا، ص:3،
شمارہ اگست (2015ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
137۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ترجمہ کنز الایمان مختلف زبانوں میں ترجمہ ایک تعارف،
معارف رضا، ص:2، شمارہ جون (2017ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
138۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، قرآن، سائنس اور امام احمد رضا، معارف رضا، ص84،
سالنامہ (1989ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
139۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا، معارف رضا، سالنامہ 2005ء
140۔القرآن، سورہ الطور، آیت:6
141۔ امام ابوداود، سنن ابوداود، حدیث 2489 /
https://al-hadees.com/hadees-details/abu-dawood/2488
142۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر، معارف رضا، سالنامہ 2008ء
143۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا، معارف رضا، ص 101،
سالنامہ (2011ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
144۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا اور حقیقت زلزلہ، معارف رضا،
سالنامہ (2013۔2014ء) ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی
145۔القرآن، الطور:6
146۔امام ابوداود، سنن ابوداود، حدیث 2489
/ https://al-hadees.com/hadees-details/abu-dawood/2488
147۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر، معارف رضا،

ص:139،سالنامہ(2013۔2014ء)ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

148۔:ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور تحقیق مرجان،معارف رضا،

سالنامہ(2013۔2014ء)ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

149۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور پانی کی رنگت،معارف رضا،

سالنامہ(2013۔2014ء)ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

150۔القرآن،سورہ نازعات،آیت:30

151۔ Sawkins, F.S. 1987"The Revolving Earth" page 153

152۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،قرآن کریم،امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2002ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

153۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر خدمات،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2008ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

154۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،مختلف جہتوں کے ماہر امام احمد رضا،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

155۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور پانی کی رنگت،معارف رضا،

ص:21،شمارہ جنوری 2000ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

156۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور تحقیق مرجان،معارف رضا،

ص:19،شمارہ فروری 2000ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

157۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور علم حجریات،معارف رضا،

شمارہ مارچ 2001ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

158۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات،معارف رضا،

ص:56،سالنامہ 2021ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

159۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا اور تحقیق اہرامِ مصر،معارف رضا،

ص:40،شمارہ جولائی 2007ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

160۔القرآن،سورۃ المائدہ،آیت:6

161۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا ایک ہمہ جہتی سائنسدان،معارف رضا،
ص:5،شمارہ جولائی تا ستمبر 2021ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

162۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،امام احمد رضا ایک ہمہ جہتی سائنسدان،معارف رضا،
ص7:۔8،شمارہ جولائی تا ستمبر 2021ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

163۔امام احمد رضا،فتاوٰی رضویہ،جلد:27،ص:243 تا244،رضا فاؤنڈیشن لاہور

164۔ڈاکٹر مجید اللہ قادری،معارف رضا،شمارہ جولائی تا ستمبر 2021ء،ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. بہاری، مولانا ظفرالدین، حیاتِ اعلیٰ حضرت، مکتبہ نبویہ لاہور 2003ء
3. قادری، مولانا بدرالدین، سوانح اعلیٰ حضرت، قادری کتاب گھر بریلی 1997ء
4. بہاری، مولانا ظفرالدین، 14 ویں صدی کے مجدد، مطبوعہ لاہور
5. امام احمد رضا، الکلمۃ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی
6. امام احمد رضا، سلامۃ اللہ لاہل السنت من سیل العناد والفتنۃ، مطبوعہ بریلی
7. امام احمد رضا، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور
8. امام احمد رضا، فتاوٰی رضویہ، مطبوعہ بریلی 1402ھ
9. مکتوب محررہ، مبارکپور، اپریل 1979ء
10. قادری، علامہ نور احمد، مکتوب سفارت خانہ انڈونیشیا، اسلام آباد، مورخہ 7 جنوری 1981ء
11. قادری، سید ریاست علی، معارف رضا، مطبوعہ کراچی، 1983ء
12. الاعظمی، محمد یٰسین، امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ آلہ آباد، 1977ء
13. محمد مرید احمد، جہان رضا، مطبوعہ لاہور، 1981ء
14. پروفیسر، محمد صدیق، پروفیسر مولوی حاکم علی، مطبوعہ لاہور 1983ء
15. امام احمد رضا، فتاویٰ رضویہ، جدید ایڈیشن، مطبوعہ کراچی
16. مولانا، امجد علی اعظمی، فتاویٰ امجدیہ، مطبوعہ الہٰ آباد 1979ء
17. ڈاکٹر، محمد مالک، امام احمد رضا اور علم صوتیات، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
18. مفتی، محمد حنیف، امام احمد رضا کی 225 تصانیف (ایک اجمالی تعارف)،

19. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، سفرنامہ زندگی،، زیر طبع

20. السخاوی، شمس الدین ابوالخیر محمد، المقاصد الحسنۃ

21. القادری، ڈاکٹر طاہر، اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکیشنز 2001ء

22. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت"،
معارف رضا، سالنامہ (1987ء)

23. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ"،
معارف رضا، سالنامہ (1988ء)

24. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "قرآن، سائنس اور امام احمد رضا"،
معارف رضا، سالنامہ (1989ء)

25. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "فقیہ اسلام، بحیثیت عظیم شاعر و ادیب"،
معارف رضا، سالنامہ (1991ء)

26. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور علمائے کراچی"،
معارف رضا، سالنامہ (1994ء)

27. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور"،
معارف رضا، سالنامہ (1995ء)

28. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور علمائے لاہور"،
معارف رضا، سالنامہ (1996ء)

29. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان"،
معارف رضا، سالنامہ (1997ء)

30. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور علمائے ڈیرہ غازی خان"،

معارف رضا، سالنامہ(1998ء)

31. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"امام احمد رضا اور علمائے سیالکوٹ"،
معارف رضا، سالنامہ(1999ء)

32. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"ترجمہ کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات"،
معارف رضا، سالنامہ(2004ء)

33. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا"،
معارف رضا، سالنامہ(2005ء)

34. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"امام احمد رضا اور خطبات حدیث"،
معارف رضا، سالنامہ(2006ء)

35. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ"،
معارف رضا، سالنامہ(2007ء)

36. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"امام احمد رضا کا نظریہ مدو جزر"،
معارف رضا، سالنامہ(2008ء)

37. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"کنز الایمان تاریخ کے آئینے میں"،
معارف رضا، سالنامہ(2009ء)

38. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا"،
معارف رضا، سالنامہ(2011ء)

39. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"اسلامک بینک کا موجد امام احمد رضا"،
معارف رضا، سالنامہ(2012ء)

40. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ،"امام احمد رضا اور حقیقت زلزلہ"،
معارف رضا(2013-2014ء)

41. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات“، معارف رضا (2013-2014ء)

42. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر“، معارف رضا (2013-2014ء)

43. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”امام احمد رضا اور تحقیق مرجان (Coral)، معارف رضا (2013-2014ء)

44. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”امام احمد رضا اور پانی کی رنگت“، معارف رضا (2013-2014ء)

45. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت و خلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار، معارف رضا (2015-2016ء)

46. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”قرآن کریم، امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات“، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2002ء

47. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر خدمات“، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2008ء

48. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”امام احمد رضا کا نظریہ مدوجزر (تلخیص)“ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2008ء

49. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”اسلام کا نظام تعلیم اور امام احمد رضا“، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2010ء

50. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”مختلف سائنسی جہتوں کے ماہر، امام احمد رضا“، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء/1435ھ

51. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، ”سلف الصالحین کا پیروکار امام احمد رضا“،

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء/ 1435ھ

52. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "اقراء سے اکملت لکم دینکم کی روشنی میں امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کا جائزہ"، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء/ 1435ھ

53. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "سخن ہائے گفتنی" اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت اور امام احمد رضا کی اردو ادب میں خدمات"، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء

54. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ"، معارفِ رضا، تعارفی شمارہ (2000ء)

55. قادری، "امام احمد رضا اور پانی کی رنگت"، معارفِ رضا، شمارہ جنوری (2000ء)

56. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور تحقیق مرجان"، معارفِ رضا، شمارہ فروری (2000ء)

57. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور علم حجریات"، معارفِ رضا، شمارہ مارچ (2001ء)

58. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور سائنسی معطلحات"، معارفِ رضا، شمارہ جون (2001ء)

59. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا اور تحقیقِ اہرام مصر"، معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2007ء)

60. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام احمد رضا کا خطبہ عید الفطر"، معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2009ء)

61. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "آداب سفرِ حج فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں"، معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2009ء)

62. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "جامعات کا نصاب اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت"، معارفِ رضا، شمارہ مئی (2010ء)

63. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا"، معارفِ رضا، شمارہ اکتوبر (2011ء)

64. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "رسائل رضوی ایک مکمل جامعہ کا نصاب"، معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2012ء)

65. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "ضرورت شیخ، تعلیمات رضا کی روشنی میں"، معارفِ رضا، شمارہ اگست (2012ء)

66. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "آبِ مطلق ومقید تحقیق رضا کی روشنی میں"، معارفِ رضا، شمارہ نومبر (2012ء)

67. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "امام اعظم ابوحنیفہ کا حقیقی پیرو کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت" معارفِ رضا، شمارہ جون (2015ء)

68. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "کنزالایمان کے انگریزی تراجم (اداریہ)"، معارفِ رضا، شمارہ اگست (2015ء)

69. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "فقیہ حنفی کے فروغ میں فتاویٰ رضویہ کا کردار"، معارفِ رضا، شمارہ جولائی (2016ء)

70. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "ترجمہ قرآن کنزالایمان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ایک تعارف (اداریہ)، شمارہ جون، (2017ء)

71. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "کلام رضا کے فنی وفکری زاویے"، معارفِ رضا، شمارہ اگست (2017ء)

72. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تعلیمات رضا (اداریہ)،

معارف رضا شمارہ دسمبر (2017ء)

73. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "الدولة المكية بالمادة الغيبية" تعارف"
معارف رضا شمارہ جون، (2018ء)

74. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "کنزالایمان میں سائنسی مصطلحات"،
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی (2003ء)

75. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "درود و سلام کی حقیقت و اہمیت (اشاعت اول)"
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی (2014ء)

76. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "درود و سلام کی حقیقت و اہمیت (اشاعت دوم)"،
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی (2016ء)

77. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "مقالات مجیدی (حصہ اول)"،
مکتبہ علیمیہ کراچی (2012ء)

78. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "مقالات مجیدی (حصہ دوم)"،
مکتبہ علیمیہ کراچی (2013ء)

79. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ"،
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی (2013ء)

80. قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ، "کنزالایمان فی ترجمة القرآن اور دیگر معروف اردو
قرآنی تراجم، مقالہ (Ph.D) جامعہ کراچی (1999ء)

❁❁❁

English Books and Internet links

81. The webster family Encyclopedia V.5
82. The Revolving Earth, Sawkins, F.S. 1987
83. https://www.youtube.com/watch?v=hz5tdWGi7sc
84. https://www.minhajbooks.com /urdu/book/Islam-and-modern-science/read/txt/btid/10/
85. https://al-hadees.com/hadees-details/abu-dawood/2488

ماخوذاز: روزنامہ جنگ کراچی اسپیشل ایڈیشن شمارہ ۲۲ ستمبر ۲۰۲۲ء

امام احمد رضا کی معرکتہ الآراء تصنیف

''فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین'' کی ضرورت واہمیت

(از: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کے زمانۂ حیات ۱۸۵۶ء تا ۱۹۲۱ء میں سائنس کی دنیا اپنی ترقی کی منزلیں تیزی سے عبور کر رہی تھی۔ دنیا کے نامور غیر مسلم سائنسدان اپنی ایجادات کے ذریعے مسلمانوں کو اسلامی نقطہء نظر سے دور کر کے اپنے نظریات کی طرف مائل کر رہے تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے تسلط کے باعث ایسے تعلیمی ادارے قائم کیے جا رہے تھے جہاں قرآن و حدیث کے مخالف نظریات کی پرچار کی جا رہی تھی۔

امام احمد رضا نے ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۷۰ء میں عالم دین بننے کے بعد اس ماحول میں رہتے ہوئے نہ صرف اپنے لوگوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے قلم اُٹھایا بلکہ اس زمانے کی سائنس کے نظریات میں جو جو نظریہ انھوں نے باطل اور اسلام کے خلاف پایا اس کا بھی رَد کیا اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اس زمانے میں متعدد سائنسی علوم کے حوالے سے تصانیف قلم بند فرمائیں جو سائنسی انداز میں لکھی تھیں۔ آپ نے تن تنہا اسلام کے نظریات کی روشنی میں اپنے سائنسی نظریات پیش کیے۔ کاش کہ ان کی وہ تصنیفات اس وقت شائع ہو کر ان سائنسدانوں کے ہاتھ تک پہنچ جاتیں! ان کی

سائنسی موضوعات میں لکھی جانے والی ۲۰۰/ سے زیادہ عربی، فارسی اور اردو تصانیف ابھی بھی الماریوں میں حفاظت سے بند رکھی ہیں۔ ایک صدی گزر جانے کے باوجود امام احمد رضا بحیثیت مسلم سائنسدان ابھی تک متعارف نہ کرائے جا سکے! لگتا ایسا ہے کہ مجدد دین وملت کے سائنسی تجدیدی کاموں کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا وقت ان کے وصال کے ۱۰۰/ سال بعد اب آ گیا ہے۔ آپ کے نزدیک اسلام کے قوانین یعنی قرآن وحدیث کے نظریات حق اور اٹل ہیں جس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں، جب کہ سائنس کی دنیا میں سائنسدانوں کے پیش کردہ قوانین اور نظریات میں برابر تبدیلی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ ایک نظریہ طویل عرصے کے بعد بھی باطل قرار دے دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ نیا نظریہ سامنے آ جاتا ہے۔ فاضل بریلوی کے سائنسی نظریات سے قبل ان کا ایک اہم نظریہ ملاحظہ کریں۔ اس کے بعد امام احمد رضا کی کتاب "فوز مبین" کی سائنسی معلومات سے آگاہی دوں گا۔ آپ اپنے ہم عصر پروفیسر حاکم علی نقشبندی (م۔ ۱۹۴۴ء) کو ان کے ایک استفسار پر جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات ودور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے، یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے اختلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے' دلائل سائنس کو مردود، پال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال واسکات ہو، یوں

قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنسدان کو باذنہٖ تعالیٰ دشوار نہیں، آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں (عین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ) اس کے مصائب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اعانت پر بھروسا کر کے اس کے دعاویٰ باطلہ مخالفہء اسلام کو بنظر تحقیر و مخالفت دیکھئے ،اسی وقت ان شاء اللہ اس کی ملمع کاریاں آپ پر کھلتی جائیں گی۔ یوں سائنس کے مقابل آپ نصرتِ اسلام کے لیے تیار ہو جائیں گے، ولکن عین الخط تبدی المساویا''۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم،ص:۱۹۰۔۱۹۱،مطبوعہ کراچی)

آپ کی تمام تصنیفات میں ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' سب سے اہم ہے، جو سب سے پہلے اسّی کی دہائی میں غالباً ۱۹۸۸ء میں ادارۂ 'سُنی دنیا' بریلی سے شائع ہوئی تھی ،اسے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی علیگ نے جو سنی دنیا رسالے کے مدیر بھی تھے، نے مخطوطہ کو تبیض ،تصحیح کر کے مختصر فرہنگ مع چند نوٹس کے حضرت تاج الشریعۃ مفتی محمد اختر رضا قادری الازہری کے اہتمام شائع کیا تھا۔ یہ کتاب ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا میں خود مرتب کے ذریعہ ۱۹۸۹ء میں موصول ہوئی تھی۔ کتاب کی اشاعت بہت زیادہ معیار کی نہ تھی، مگر چھپ کر ضرور سامنے آگئی تھی۔اس میں آپ نے تمام سائنسدانوں کے مؤقف کو رد کر کے ثابت کر دیا کہ زمین ساکن ہے۔دنیا کے کسی کونے میں بھی اس کی علمی بازگشت سنائی نہ دی، اگر چہ دنیا کے کونے کونے میں رضوی صاحبانِ علم وقلم موجود تھے اور آج بھی ہیں۔ اس کتاب کو شائع ہوئے بھی ۳۰۔۳۵ سال گزر گئے، مگر ہنوز ابھی تک یہ گم نام سی ہے! ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے فوز مبین کی اشاعت کے بعد یہ ارادہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کی سائنسی کتب

کا انگریزی زبان میں ترجمہ کروا کے شائع کیا جائے اور اہل علم تک ان کو پہنچایا جائے، چنانچہ سب سے پہلے اس سلسلے میں امام احمد رضا کا رسالہ "معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین ۱۳۳۸ھ" کا انگریزی ترجمہ نگار عرفانی سے کروایا اور ۹ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں زیادہ دلائل مختلف سیاروں کی چالوں کے باعث دیے گئے تھے۔ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں آسانی سے کر دیا گیا، مگر چند اصطلاحات کے صحیح انگریزی ترجمے نہ ہونے کے باعث اہل علم حضرات کی طرف سے خاطر خواہ پذیرائی حاصل نہ ہوسکی۔ اس کے بعد فوز مبین کا انگریزی ترجمہ جناب عبدالحمید سے کرایا اور ادارے نے اسے اپنی ۲۵ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر شائع کیا۔

امام احمد رضا نے فوز مبین میں ۱۰۵/سائنسی دلائل قائم کر کے قرآن کا نظریہ ثابت کیا ہے کہ زمین ساکن ہے اور سورج و چاند و دیگر تمام سیارے ستارے گھوم رہے ہیں (كل فلك يسبحون) آپ نے اپنے زمانے کے ساتھ ساتھ قبل زمانے کے سائنسدانوں کا علمی تعاقب کیا ہے دوسری طرف آپ نے ۱۰۵ دلائل دیتے وقت جو اصطلاحات سائنسی علوم کی استعمال کیں، وہ قدیم عربی اور فارسی کے الفاظ ہیں جو عام لغت کی کتابوں میں نہیں ملتے، اس لیے اب تک نہ کوئی اسے اچھی طرح سمجھ سکا، اور اسی وجہ سے اب تک کوئی اسے انگریزی زبان میں منتقل بھی نہ کر سکا، اس کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے علم توقیت، علم فلکیات، علم ھیئت، علم حساب، علم اوشین گرافی، علم ہندسہ، علم الجبرا وغیرہ کے ساتھ ساتھ ماہرین لغت، ماہرین فقہ اور ایسے ماہرین کی تلاش جو مولانا احمد رضا بریلوی کی عبارات کو پڑھ، سمجھ کر دوسروں کو سمجھا

سکیں، تا کہ پھر اس مفہوم کو انگریزی زبان میں منتقل کیا جا سکے۔ آپ نے فوز مبین میں دو طرح کا کام کیا ہے۔ (۱) اول ۱۰۵ دلائل میں سے ابتدائی ۳۵ دلائل میں، انھوں نے اپنے ہم عصر اور ماقبل کے سائنسدانوں کے بیان کردہ فارمولے، تھیوری یا نظریات کا تعاقب کرتے ہوئے ان میں جہاں جہاں آپ کے نظریہ کے مطابق غلطیاں ہیں، ان کو درست کر کے ان ۳۵ مقامات میں اپنے نظریئے کو اُجاگر کیا۔ (۲) اس کے بعد ان ہی ۳۵ نظریات اور فارمولوں کو استعمال کر کے بقیہ ستر دلائل سے زمین کو ساکن بتایا ہے۔ ہم نے اسی نہج پر ایک ٹیم ورک شروع کر دیا ہے۔ یہ اول ان ابتدائی ۳۵ دلائل کو آپس میں بحث مباحثہ کے بعد اتنا آسان بنانے کی کوشش کرے گی کہ اس زمانے کے سائنسداں ان ۳۵ ترمیم شدہ اصولوں پر راضی ہو جائیں یا کم ازکم اس بات پر اتفاق کرنے لگیں کہ ہاں ان اصولوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اصل میں یہ ہی ہماری کامیابی ہوگی کہ زمین کو ساکن سمجھنے کے لیے امام احمد رضا کے بتائے ہوئے اسلامی قواعد قابل عمل ہیں اور ان کے ذریعے بھی زمین کی حرکت ہونے یا نہ ہونے پر غور کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا مرحلہ یہ ہوگا کہ معروف سائنسدانوں سے ان اصولوں پر گفتگو ہوگی اور انہیں بتایا جائے گا کہ اگر آپ ان ۳۵ ترمیم شدہ اصولوں کو کسی حد تک صحیح سمجھتے ہیں تو امام احمد رضا نے ان کو استعمال کرتے ہوئے آگے ۷۰ دلائل زمین کو ساکن رکھنے کے لیے استعمال کیے ہیں۔ کسی چیز کو ثابت کرنے کے لیے دو، چار دلائل بھی کافی ہوتے ہیں، مگر امام احمد رضا کے پاس علم کا اتنا ذخیرہ ہے کہ وہ اس سے زیادہ دلائل بھی دے سکتے ہیں۔

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

علامہ محمد طارق آزاد (رکن مجلس ادارت، اردو لغت بورڈ کراچی)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا ذوق مطالعہ ہمیشہ انہیں نت نئے زاویوں سے نگارشاتِ رضا کی ترتیب و تدوین پر مہمیز رکھتا ہے۔ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں موجود سائنسی مباحث کو علوم جدیدہ کی تقسیم کے اعتبار سے دنیا کے سامنے پیش کرنے میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے شغف اور عقیدت سے مقالات و مضامین کا اتنا بڑا ذخیرہ وجود میں آ گیا کہ اوکاڑہ یونیورسٹی میں اس کو بنیاد بنا کر علوم اسلامیہ میں ایم فل کرنے کی منظوری دی گئی جس پر محمد ذیشان قادری نے بعنوان ''تصانیف امام احمد رضا میں سائنسی مباحث کا تجزیاتی جائزہ (پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے مقالات کے تناظر میں)" مقالہ تحریر کر کے ایم فل کی سند حاصل کی۔ یہ کتاب وہی مقالہ ہے جو قارئین کو سرچشمہء علوم قرآن حکیم سے استفادہ کر کے سائنسی اسرار و رموز کو اپنی تحروں میں جگہ دینے والی نابغہ روزگار ہستی مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی سائنسی شعبہ جات میں علمی قامت کا تعارف پیش کرنے کے ساتھ اس مبدء فیاض سے استفادہ کرنے والی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی خدمات سے متعارف کروانے میں اہم کردار کرے گی۔

علامہ فیصل عزیز بندگی (اینکر پرسن کیو ٹی وی)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سائنسی علوم کا خزانہ ہیں۔ امام احمد رضا سائنس کے میدان میں بھی مجتہد نظر آتے ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے امام احمد رضا کو محض ایک فقیہ اور نعت گو شاعر کے طور پر پہچانا جبکہ امام احمد رضا ایک عظیم سائنسدان بھی ہیں۔ یہ بات محض عقیدت کا ایک دعویٰ ہی رہ جاتی اگر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب اس دعوے کو علمی اور عقلی دلائل سے ثابت نہ کرتے۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی علمی عظمت اور شخصیت کی وضع داری کا ایک جہان معترف ہے۔ مجھے اس لیے بھی ان سے محبت ہے کہ انہوں نے بیٹھ کر اعلیٰ حضرت کی سائنسی خدمات کو نظر انداز کرنے کا مرثیہ نہ پڑھا بلکہ اس میدان میں خود قلم اُٹھایا اور اس علمی خلا کو پُر کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضامین میں امام احمد رضا کی تصنیفات میں سائنسی مضامین کو عنوان بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ امام احمد رضا محض ایک محدث، فقیہ، شاعر، متکلم، فلسفی اور منطق دان ہی نہیں بلکہ عظیم سائنسدان بھی ہیں۔